بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

مکمل

نوٹس

الکافیہ شریف

درجہ رابعہ

مدرس

محمد محمود نقشبندی تونسوی عفی عنہ

مرتب

محمد کاشف علی

جامعۃ المدینہ فیضان پیر پٹھان تونسہ شریف

الحمدللہ۔۔!!

اللہ پاک کے فضل وکرم استاد محترم کی بھرپور محنت والدین کی نیک دعاؤں کی بدولت **الکافیہ** کے مکمل نوٹس بنانے کی سعادت حاصل کی ہے مکمل طور پر سوالات وجوابات کے طرز پر بنائے گئے نوٹس سالانہ پیپرز کی تیاری میں آپکے بہت زیادہ معاون ثابت ہوسکتے ہیں صدقہ جاریہ سمجھ کرآگے ضرور شیئر کریں تاکہ باقی طلبہ بھی مستفید ہوسکیں اللہ پاک سب کو کامیاب فرمائے غلطی انسان سے ہوسکتی ہے، اگر کوئی غلطی پائیں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

وٹس ایپ نمبر

0343_6730135

Date:

صاحب کافیہ کے حالات

نام: ابو عثمان　　**کنیت:** ابو عمرو

لقب: جمال الدین　　**والد کا نام:** عُمَر

آپ کو ابن الحاجب بھی کہا جاتا ہے حافظ ذہبی نے لکھا ہے آپ کے والد امیر عزالدین موسک صلاحی کے ہاں دربان تھے۔ جس کو عربی میں حاجب کہتے ہیں۔ اس لیے آپ ابن الحاجب کے نام سے مشہور ہیں۔

سلسلہ نسب:

آپ کا سلسلہ نسب جمال الدین ابو عمرو عثمان بن عمر بن ابی بکر بن یونس الدّوینی ہے۔

پیدائش:

آپ کی پیدائش ۵۷۰ھ ہجری میں اسنا نامی ایک چھوٹی سی بستی میں ہوئی جو کہ مصر میں ہے۔

تحصیل علم:

ابتدائی تعلیم آپ نے قاہرہ میں پائی۔ چھوٹی سی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔ علامہ شاطبی سے قراءت کی تیسیر کا سماع کیا۔ علامہ ابو الجود سے قراءت سبع پڑھیں شیخ ابو منصور ابیاری وغیرہ سے علم فقہ اور مذہب مالکی میں علامہ شاطبی اور ابن البناء سے علم ادب حاصل کیا۔

درس و تدریس:

جامع دمشق میں ایک زمانہ تک درس و تدریس کے بعد آپ اور شیخ عزالدین بن عبد السلام مصر تشریف لائے۔ اور مدرسہ فاضلیہ میں صدر مقرر ہوئے آخر میں آپ سکندریہ میں منتقل ہوئے۔ آپ کی وفات ۱۶ شوال المکرم 646 ہجری میں جمعرات کے دن اسکندریہ میں ہوئی۔

Date:____________

سوال۔ مصنف نے کتاب کو بسم اللہ سے کیوں شروع کیا؟

جواب

مصنف نے تسمیہ سے شروع کیا اللہ کی کتاب سے اقتداء کرتے ہوئے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث پاک پر عمل کرتے ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ کام جسے بسم اللہ سے شروع نہ کیا تو وہ کام ادھورا ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ سلف و صالحین کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے بسم اللہ سے شروع کیا

کلمہ کا لغوی معنی اور اصطلاحی تعریف:

بامعنی لفظ کو کلمہ کہتے ہیں کلمہ کا لغوی معنی کلام کرنا ہے۔ اصطلاحی تعریف یہ ہے:

"لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ"

کلمہ وہ لفظ ہے جس کو معنی مفرد کے لیے وضع کیا گیا ہو اور وہ کلمہ اسم ہے یا فعل ہے یا حرف ہے۔

اسم فعل اور حرف کی وجہ حصر:

کلمہ دو حال سے خالی نہیں یا اپنے معنی پر دلالت کرے گا یا نہیں کرے گا اگر معنی پر دلالت نہیں کرے گا تو حرف ہوگا اگر معنی پر دلالت کرے گا تو دو حال سے خالی نہیں ہوگا یا وہ اسم ہوگا یا فعل ہوگا۔ اگر تینوں زمانوں میں سے کسی زمانے سے ملا ہوا نہ ہوگا تو وہ اسم ہوگا (زیدٌ) اگر تینوں زمانوں میں کسی زمانے سے ملا ہوا ہوگا تو وہ فعل ہوگا۔ ضَرَبَ۔

Date:

سوال - اعراب کے اعتبار سے مُفرَدٌ میں تین وجوہ جائز ہیں یعنی رفع نصب اور جر۔

جواب - جب مُفرَدٍ پڑھیں گے تو معنیً کی صفت واقع ہوگا ترجمہ ہوگا جس کو معنی مفرد کے لیے وضع کیا گیا ہے

جب مُفرَدٌ پڑھیں گے تو لفظٌ کی صفت واقع ہوگا ترجمہ ہوگا کلمہ وہ لفظ ہے جس کو معنی مفرد کے لیے وضع کیا گیا ہے۔

جب مُفرَدًا پڑھیں گے تو وُضِعَ میں جو ھُوَ ضمیر ہے اس کا حال بنے گا اور ترجمہ ہوگا کلمہ وہ لفظ ہے اس حال میں کہ جس کو معنی مفرد کے لیے وضع کیا جائے۔

سوال - لفظ کا لغوی معنی اور تعریف؟

جواب - لفظ کا لغوی معنی پھینکنا انسان جو بولتا ہے اسے لفظ کہتے ہیں

سوال - کلام کی تعریف۔

جواب - "اَلْکَلَامُ مَا تَضَمَّنَ کَلِمَتَیْنِ بِالْاِسْنَادِ"

"کلمہ وہ لفظ ہے جو متضمن ہو دو کلموں کو اسناد کے ساتھ"

سوال - مصنف نے کلمہ اور کلام میں کلمہ کو مقدم کیوں کیا؟

جواب - کلمہ جز ہے اور کلام کل ہے۔ جزئیات کلیات سے پہلے ہوتی ہیں۔ کلمہ موقوف علیہ ہے اور کلام موقوف ہے۔ موقوف علیہ موقوف پر مقدم ہوتا ہے۔ جب کلمہ ہوگا تو کلام ہوگا اس لیے مصنف نے کلمہ کو مقدم کیا

اسناد کی تعریف۔

ایک کلمے کی دوسرے کلمے کی طرف نسبت کرنا اس حیثیت سے کہ اس سے مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل ہو۔

Date:

اسم کی تعریف :- ما دل علی معنی فی نفسہ غیر مقترن باحد الازمنۃ الثلاثۃ

اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے اور تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ ملا ہوا نہ ہو جیسے زید۔

اسم کے خواص :-

اسم کے خواص میں دخول لام ہے اور جر ہے تنوین ہے اور اضافت ہے اسناد علیہ ہے اور جمع ہے اور مثنی ہے۔

خواص کسے کہتے ہیں :-

کسی شے کا خاصہ یہ ہے کہ جو چیز اس شے میں پائی جائے اور غیر میں نہ پائی جائے۔ خاصہ کی دو اقسام ہیں خاصہ شاملہ اور خاصہ غیر شاملہ۔

خاصہ شاملہ :-

وہ خاصہ ہے جو اسم کے تمام افراد کو شامل ہو۔

خاصہ غیر شاملہ :-

وہ خاصہ ہے جو اسم کے تمام افراد کو شامل نہ ہو بلکہ بعض میں شامل ہو اور بعض میں شامل نہ ہو۔

باقی سب تنوین اسم کے خواص ہیں لیکن تنوین ترنم اسم کا خواص نہیں کیونکہ تنوین ترنم فعل کے ساتھ بھی خاص ہے۔ مضاف اسم کا خاصہ ہے لیکن مضاف الیہ نہیں کیونکہ یہ بھی فعل کا خاصہ ہے۔ اور مسند الیہ ہونا اسم کا خاصہ ہے مسند نہیں ہے کیونکہ یہ فعل کے ساتھ بھی خاص ہوتا ہے۔

Date: ____________

اسم معرب کی تعریف :-

"اَلْمُرَکَّبُ الَّذِیْ لَمْ یُشْبِہْ مَبْنِیَّ الْاَصْلِ"

وہ مرکب ہے جو مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو

معرب کا حکم :-

اسم معرب کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر عوامل کے اختلاف سے تبدیل ہوتا ہے لفظی طور پر یا معنوی طور پر

اعراب کی تعریف :-

"اَلْاِعْرَابُ مَا اخْتَلَفَ آخِرُہٗ بِہٖ لِیَدُلَّ عَلَی الْمَعَانِی الْمُعْتَوِرَۃِ عَلَیْہِ"

اعراب وہ حرکات اور حروف ہیں جن سے معرب کا آخر بدلتا ہے یہ اختلاف ایسے معانی پر دلالت کرے جو اسم معرب پر پے در پے آنے والے ہیں۔

پس اعراب کی اقسام رفع نصب اور جر ہیں۔ رفع علامت ہے فاعل ہونے کی نصب علامت ہے مفعول ہونے کی اور جر علامت ہے اضافت کی

عامل کی تعریف :-

"وَالْعَامِلُ مَا بِہٖ یَتَقَوَّمُ الْمَعْنَی الْمُقْتَضِیْ لِلْاِعْرَابِ"

جس کے ساتھ اعراب طلب کرنے والا معنی حاصل ہو

مفرد منصرف اور جمع مکسر کا اعراب :-

ان دونوں اسموں کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ کے ساتھ حالت نصبی فتحہ کے ساتھ اور حالت جری میں کسرہ کے ساتھ آتا ہے

جَاءَ رَجُلٌ	رَأَیْتُ رَجُلًا	نَظَرْتُ اِلٰی رَجُلٍ
حالتِ رفعی	حالتِ نصبی	حالتِ جری

جمع مؤنث سالم کا اعراب:

حالت رفعی ضمہ کے ساتھ اور حالت نصبی اور جری کسرہ کے ساتھ آتی ہے۔

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
ھٰذِہٖ مُسْلِمَاتٌ	رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ	نَظَرْتُ اِلٰی مُسْلِمَاتٍ

غیر منصرف کا اعراب:

اس کی حالت رفعی ضمہ کے ساتھ اور حالت نصبی اور حالت جری فتحہ کے ساتھ آتی ہے

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
جَاءَ عُمَرُ	رَأَیْتُ عُمَرَ	نَظَرْتُ اِلٰی عُمَرَ

اسمائے ستہ مکبرہ کا اعراب:

اسمائے ستہ مکبرہ جب یائے متکلم کے غیر کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب حالت رفعی میں واو کے ساتھ حالت نصبی میں الف کے ساتھ اور حالت جری یا کے ساتھ آتا ہے

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
جَاءَ اَبُوْ زَیْدٍ	رَأَیْتُ اَبَا زَیْدٍ	نَظَرْتُ اِلٰی اَبِیْ زَیْدٍ

تثنیہ کا اعراب:

تثنیہ کا اعراب کلا اور کلتا کا اعراب ضمیر کی طرف مضاف ہو اور اثنان اور اثنتان کا اعراب حالت رفعی میں الف کے ساتھ نصبی اور جری میں یا کے ساتھ آتی ہے

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
جَاءَ رَجُلَانِ	رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ	نَظَرْتُ اِلٰی رَجُلَیْنِ

جمع مذکر سالم کا اعراب (اولو اور عشرون تسعون تک دہائیاں)
ان کی حالت رفعی واو کے ساتھ اور حالت نصبی اور حالت
جری یا ساکن ماقبل مکسور سے آتی ہے

حالت رفعی | حالت نصبی | حالت جری
جاءَ مُسْلِمُوْنَ | رَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ | مَرَرْتُ بِالْمُسْلِمِیْنَ

غیر منصرف کی تعریف :-

"مَا فِیْهِ عِلَّتَانِ مِنْ تِسْعٍ اَوْ وَاحِدَۃٌ مِنْهَا تَقُوْمُ مَقَامَهُمَا"
غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں دو علتیں ہوں ۹ میں
سے یا ایسی علت ہو جو دو کے قائم مقام ہو۔

اسباب تسعہ :-

عَدْلٌ وَ وَصْفٌ وَ تَانِیْثٌ وَ مَعْرِفَۃٌ وَ عُجْمَۃٌ وَ
ثُمَّ جَمْعٌ ثُمَّ تَرْکِیْبٌ وَ النُّوْنُ زَائِدَۃٌ مِنْ قَبْلِهَا اَلِفٌ
وَ وَزْنُ فِعْلٍ وَ هٰذَا قَوْلٌ قَرِیْبٌ

قَوْلٌ قَرِیْبٌ سے کیا مراد ہے

اس میں دو قول ہیں بعض نے کہا کہ غیر منصرف کی
۱۱ علتیں ہیں بعض نے کہا ۱۰ علتیں ہیں مصنف کہا کہ
۹ علتیں درستگی کے زیادہ قریب ہے
دوسرا قول یہ ہے کہ شعر کی صورت میں یاد کرنا
آسان ہے۔

(امثال)

عمر، احمد، طلحہ، زینب اور ابراہیم اور مساجد
معدیکرب اور عمران اور احمد غیر منصرف
کی مثالیں ہیں

"عمر" عدل اور علمیت کی مثال ہے "احمر" وزن فعل اور وصف کی مثال ہے "طلحہ" تانیث لفظی اور علمیت کی مثال ہے "زینب" تانیث معنوی اور علمیت کی مثال ہے "ابراہیم" عجمہ اور علمیت کی مثال ہے "مساجد" جمع منتہی الجموع کی مثال ہے "معدیکرب" ترکیب اور علمیت کی مثال ہے۔ "عمران" الف نون زائدتان اور علمیت کی مثال ہے۔ "احمد" وزن فعل اور علمیت کی مثال ہے۔

"غیر منصرف کا حکم"

اس پر تنوین اور کسرہ نہیں آسکتے لیکن ضرورت کے وقت غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کرنا جائز ہے۔

کونسی ضرورت ہے؟

ضرورت دو ہیں ایک ضرورت شعری یعنی شعر کا وزن برقرار رکھنے کے لیے

دوسری وجہ غیر کی مناسبت کی وجہ سے جیسے مثلاً سلاسلاً بمناسبت اغلالاً۔ ساتھ والے لفظ کی مناسبت کی وجہ سے

کونسا سبب دو کے قائم مقام ہے؟

دو سبب ہیں جو دو کے قائم مقام ہیں ایک جمع منتہی الجموع اور دوسرا تانیث کی دو الف ہیں الف مقصورہ اور الف ممدودہ بھی ہے

Date:

عدل کی تعریف:

اسم کا اپنے صیغہ اصلیہ سے نکلنا یہ خروج تحقیقی ہو یا تقدیری ہو جیسے ثُلٰث اور مَثلَث اُخَر اور جُمَع

تحقیقی طور پر:

تحقیقی طور پر یعنی ان کے نکلنے پر (معدول عنہ سے عمل) کوئی خارجی دلیل موجود ہو کہ یہ اسم سے جدا ہے۔

سوال: ثُلٰث اور مَثلَث عدل تحقیقی ہے کیسے؟ خارجی دلیل

جواب: ان دونوں کا معنی ہے ثَلٰثَۃٌ ثَلٰثَۃٌ جب ہم نے ان کا معنی دیکھا تو معدول عنہ ہے۔ تین تین مکرر ہے معنی کا تکرار لفظ کے تکرار پر دلالت کرتا ہے۔ پس ثُلٰث اور مَثلَث عدل تحقیقی اور وصفیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے

سوال: اُخَر عدل تحقیقی ہے کیسے؟ خارجی دلیل؟

جواب: اُخَر عدل تحقیقی ہے یہ غیر منصرف ہے

خارجی دلیل:

اُخَر کے معدول عنہ پر خارجی دلیل اس طرح ہے کہ "اُخَر" "اُخریٰ" کی جمع ہے اور "اُخریٰ" "آخَر" کی مؤنث ہے آخَر اسم تفضیل ہے۔ اسم تفضیل میں قاعدہ یہ ہے کہ تینوں حالتوں میں ایک حالت ضرور ہوگی اضافت کے ساتھ یا مِن کے ساتھ یا الف لام کے ساتھ۔ جب تینوں حالتوں میں کسی حالت میں استعمال نہ ہوگا تو اس وقت اصل میں آخَر مِن سے معدول ہے جاءنی زیدٌ ورجالٌ اُخَر جب اسم تفضیل کی تین حالتیں نہ ہوں تو آخَر مِن سے معدول ہے۔

Date:__________

سوال: آخَر تو جمع ہے مفرد میں کیسے استعمال ہوتا ہے؟

جواب: اسم تفضیل مِن کے ساتھ استعمال ہو تو یہ مفرد اور جمع سب میں برابر ہوتا ہے۔

سوال: شبہ ہوتا ہے آخَر ہے یا آخِر ہے؟

جواب: آخِر اول کی ضد ہے یہ منصرف ہے۔ جب آخَر ہو تو اسم تفضیل ہے تو یہ غیر منصرف ہے

دو چیزوں میں سے ایک چیز

سوال: جُمَع عدل تحقیقی ہے کیسے؟ خارجی دلیل دیں؟

جواب: جُمَع عدل تحقیقی ہے یہ غیر منصرف ہے۔ جُمَع یہ جمعاء کی جمع ہے یہ جمیع کی مؤنث ہے۔ جب ہم نے قاعدے سے دیکھا تو یہ جُمُع سے معدول ہے۔ فَعْلَاء جب صفت کے لیے ہو تو عین کلمہ کے سکون سے آتی ہے جیسے حَمْرَاء کی جمع حُمْر آتی ہے صَفْرَاء کی جمع صُفْر آتی ہے جب یہ فتحہ کے ساتھ آیا تو ہمیں پتہ چلا یہ جُمُع سے معدول ہے

عدل تقدیری

عدل تقدیری وہ ہے جس میں کوئی خارجی دلیل نہ ہو کہ یہ کس اسم سے معدول ہے۔ عرب لوگ غیر منصرف استعمال کرتے ہیں تو اسے عدل تقدیری فرض کرتے ہیں۔ جیسے "عُمَر" عرب لوگ اسے غیر منصرف استعمال کرتے ہیں یہ عامر سے معدول ہے۔

Scanned with CamScanner

بنی تمیم کی لغت میں قطام عدل تقدیری ہے

یہ قاطمۃ سے معدول ہے۔

جو اسم فعال کے وزن پر آئے اعیان مؤنثہ کے اعلام میں سے جو اسم فعال کے وزن پر آئے اس کے آخر میں "ر" نہ ہو تو وہ غیر منصرف ہوگا۔

حَضار غیر منصرف نہیں کیونکہ اس کے آخر میں "ر" آیا ہے۔

عدل کے اوزان:

مثلاً عُمر

عدل کے 6 اوزان شمار کیے جاتے ہیں مَفعَل، فُعَل، فَعَل، فُعال، فُعلی، اُفعلی

سحر ثلاث

Date: ________

وصف

سوال: وصف کے لغوی معنی کیا ہے؟

جواب: کسی اسم کا وصفی معنی پر دلالت کرنا۔

سوال: وصف بننے کی شرط کیا ہے؟

جواب: اس کی شرط یہ ہے کہ اصل وضع میں وصف ہو تحقیقی طور پر اس کو غلبہ نقصان نہیں دے گا۔ عارضی طور پر نام رکھنا نقصان نہیں دے گا۔

سوال: "مررت بنسوۃ اربع" میں اربع منصرف ہے یا غیر منصرف؟

جواب: اس میں اربع غیر منصرف نہ ہو گا کیونکہ اربع میں وصفیت عارضی ہے یعنی اصل وضع میں وصف نہیں ہے۔

سوال: اسود، ارقم اور ادھم منصرف ہیں یا غیر منصرف؟

جواب: اسود بمعنی سیاہ سانپ اور ارقم بمعنی چت کبرا سانپ اور ادھم بمعنی بیڑی) یہ تینوں غیر منصرف ہیں کیونکہ ان میں وصفیت (وزن فعل) اصلی ہے۔ غلبہ اسمی انہیں نقصان نہیں دے گا۔ ادھم بمعنی ہتھکڑی/بیڑی ہے یہ بھی غیر منصرف ہے۔

سوال: افعیٰ اور اجدل اور اخیل منصرف ہیں یا غیر منصرف دلیل دیں؟

جواب: مصنف نے کہا کہ ان اسماء کو غیر منصرف بنانا ضعیف ہے انہوں نے کہا کہ یہ منصرف ہیں "افعیٰ" کا لغوی معنی خبیث ہے بعد میں سانپ کا نام رکھا گیا لہذا یہ منصرف ہے۔ اور "اجدل" کا معنی قوت ہے بعد میں شکرہ کا نام رکھا گیا اور یہ منصرف ہے۔ اصل وضع میں یہ وصف نہیں تحقیقی طور پر ثابت نہیں ہے اس لیے انہیں غیر منصرف بنانا ضعیف ہے شکل کی بنا پر غیر منصرف نہیں بنا سکتے۔

تانیث

سوال: تانیث کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: تانیث کی دو اقسام ہیں۔ تانیث لفظی اور تانیث معنوی۔

تانیث لفظی:

وہ ہے جس میں تائے تانیث ہو۔

تانیث معنوی:

مؤنث سماعی کو کہتے ہیں۔

سوال: تانیث بالتاء کے غیر منصرف بننے کے لیے کیا شرط ہے؟

جواب: تانیث بالتاء کے لیے علم ہونا شرط ہے تو غیر منصرف بن سکتا ہے ورنہ نہیں بن سکتا۔

سوال: اگر تانیث بالتاء علم نہ ہو تو غیر منصرف کیوں نہیں بن سکتا؟

جواب: اگر علم نہ ہوگا تو تا کے زائل ہونے کا خدشہ ہے جیسے قائمۃ وصف ہے اور تانیث بھی یہاں سے زائل بھی ہو سکتی ہے قائم بھی ہو سکتا ہے لہذا علم ہونا ضروری ہے۔

سوال: تانیث معنوی کے غیر منصرف بننے کے لیے کیا شرط ہے؟

جواب: تانیث معنوی کے لیے بھی علم ہونا ضروری ہے۔ غیر منصرف کے وجوب کے لیے تین شرطوں میں سے ایک شرط کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) تین حروف سے زائد ہو جیسے زینب

(۲) متحرک الاوسط ہو جیسے سقر

(۳) عجمہ ہو جیسے ماہ جور

ان تینوں میں سے کوئی شرط ہوئی تو تانیث معنوی کو غیر منصرف بنانا واجب ہے۔ ورنہ جائز ہے

Date:

سوال: غیر منصرف کیوں بنا سکتے ہیں منصرف کیوں نہیں بنا سکتے؟

جواب: منصرف اس لیے بنا سکتے ہیں اس میں تین شرطیں ہی نہیں جو "چھٹی" اس میں دو علتیں ہوں تو غیر منصرف ہوگا۔

سوال: اگر کوئی مؤنث معنوی ہو تو کسی مذکر کا نام رکھ دیں تو اس وقت منصرف ہوگا یا غیر منصرف؟

جواب: اگر مذکر کا نام رکھ دیا جائے تو ضروری ہے تین حروف سے زائد ہو تو غیر منصرف ہوگا اسی طرح قدم غیر منصرف نہیں ہوگا کیونکہ تین حروف سے زائد نہیں ہے۔

(معرفہ)

کسی اسم کا معرفہ ہونا نکرہ نہ ہونا معرفہ کی کئی اقسام ہیں معرفہ کے غیر منصرف ہونے کے لیے علم کا ہونا ضروری ہے جو علم ہوگا معرفہ ہوگا

سوال: معرفہ کی باقی اقسام معتبر کیوں نہیں؟

جواب: اسم ضمیر، اسم اشارہ، اسم موصول وغیرہ یہ سب مبنیات ہیں اور غیر منصرف معرب ہے۔ معرف باللام معرف بالاضافت یہ خود غیر منصرف کو منصرف بناتے ہیں اس لیے باقی اقسام معتبر نہیں ہیں۔

Date:

(عجمہ)

کسی لفظ کا غیر عربی ہونا لغت عجمی سے نقل ہو کر عربی کی طرف آیا ہو

سوال: عجمہ کے غیر منصرف ہونے کے لیے کیا شرط ہے؟

جواب: عجمہ کے غیر منصرف بننے کے لیے دو شرطیں ہیں۔ پہلی شرط لغت عجم میں علم ہو۔ دوسری شرط دو چیزوں پر مشتمل ہے دو چیزوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے وہ یہ کہ یا متحرک الاوسط ہو یا تین حروف سے زائد ہو اگر ان دونوں میں سے ایک شرط بھی نہ ہو تو وہ منصرف ہوگا لجام اگر کسی کا نام رکھ دیا جائے تو وہ منصرف ہوگا کیونکہ شرط نہیں پائی جا رہی۔

سوال: نوحؑ منصرف ہے یا غیر منصرف؟

جواب: نوحؑ یہ منصرف ہے کیونکہ یہ ساکن الاوسط ہے اس میں شرط پائی ہی نہیں جا رہی اس لیے منصرف ہے۔

سوال: شتر اور ابراھیم منصرف ہیں یا غیر منصرف؟

جواب: شتر یہ غیر منصرف ہے عربی لغت میں گھوڑے کا نام ہے اور متحرک الاوسط ہے شرائط پائی جا رہی ہیں لہٰذا غیر منصرف ہے۔ اور ابراھیم بھی غیر منصرف ہے لغت عجم میں علم ہے اور تین حروف سے زائد ہے

(یہ اسماء منصرف ہیں)

(۱)	صالح	(۲)	ھود
(۳)	محمد	(۴)	شعیب
(۵)	نوح	(۶)	لوط

Date:

(جمع)

کہ جمع کے وزن پر ہو

سوال: جمع کے غیر منصرف بننے کے لیے کیا شرط ہے؟

جواب: جمع کی شرط یہ ہے کہ صیغہ منتہی الجموع ہو بغیر ھا کے جیسے مساجد اور مصابیح۔ فرازنۃ منصرف ہے کیونکہ ھا کو قبول کرنے والا ہے

دواب - مصابیح - مساجد

سوال: مصنف پر اعتراض ہوتا ہے کہ حضاجر غیر منصرف ہے اس میں جمع والا معنی نہیں ہے اس کو منصرف ہونا چاہیے؟

جواب

حضاجر اصل میں جمع کے لیے بنایا گیا تھا یعنی حضجر تھا بعد میں یہ جانور کا نام رکھا گیا اس لیے اس میں جمع والے معنی پایا جا رہا ہے لہذا یہ غیر منصرف ہے

سوال: سراویل یہ ایک چیز کا نام ہے اس میں تو جمع کا معنی ہے ہی نہیں لہذا اسے منصرف ہونا چاہیے؟

جواب

اس میں دو قول ہیں بعض نحوی حضرات غیر منصرف کہتے ہیں اور بعض منصرف کہتے ہیں۔ جو غیر منصرف کہتے ہیں ان پر اعتراض ہے۔ اس کے اعتراض پر دو جواب ہیں

پہلا جواب سراویل عجمی ہے۔ جب عربوں نے اس کو اپنی لغت میں استعمال کیا تو انہوں نے جمع کے وزن پر محمول کیا حقیقت میں جمع نہیں ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ عربی ہے

اس میں جمع کا معنی تقدیرًا موجود ہے جیسے قوافی کی
جمع ہے۔ مطلب ان کے قاعدے کی حفاظت ہو اس لیے تقدیری بنایا
جو منصرف استعمال کرتے ہیں ان پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سوال: جب سراویل اسم منقوص کی صورت میں آئے تو
منصرف پڑھیں گے یا غیر منصرف؟

جواب

اس وقت منصرف پڑھیں گے تقدیری اعراب میں پڑھیں گے
اس کا اعراب حالت جری اور رفعی میں تقدیری ہوتا ہے
حالت نصبی میں غیر منصرف ہوگا۔
جواری جمہور کے نزدیک حالت رفعی اور جری میں غیر منصرف ہے
جوارٍ حالت رفعی اور جری کی صورت میں قاضٍ کی طرح ہوگا۔

ترکیب

ایک اسم کا دو کلموں سے مرکب ہونا ترکیب کہلاتا ہے

سوال: ترکیب کا غیر منصرف ہونے کے لیے کیا شرائط ہیں؟

جواب

اس کی شرط یہ ہے کہ یہ علم ہو۔ اور یہ بغیر اضافت
اور بغیر اسناد کے نام بن گیا ہو جیسے بَعْلَبَکّ یہ دو اسم
ہیں بَعْل اور بَکّ ہیں یہ علم اور ترکیب ہے۔

Date:

سوال: وزن فعل کا غیر منصرف ہونے کے سبب کیا شرط ہے؟

جواب: وزن فعل کا غیر منصرف ہونے کے سبب دو چیزوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے پہلی چیز یہ کہ وہ وزن فعل کے ساتھ خاص ہو جیسے شَمَّرَ یہ فعل کا وزن ہے بعد میں نام بن گیا، شَمَّرَ یہ حجاج بن یوسف کے گھوڑے کا نام تھا، تو اس میں علمیت اور وزن فعل ہے اس لیے غیر منصرف ہے

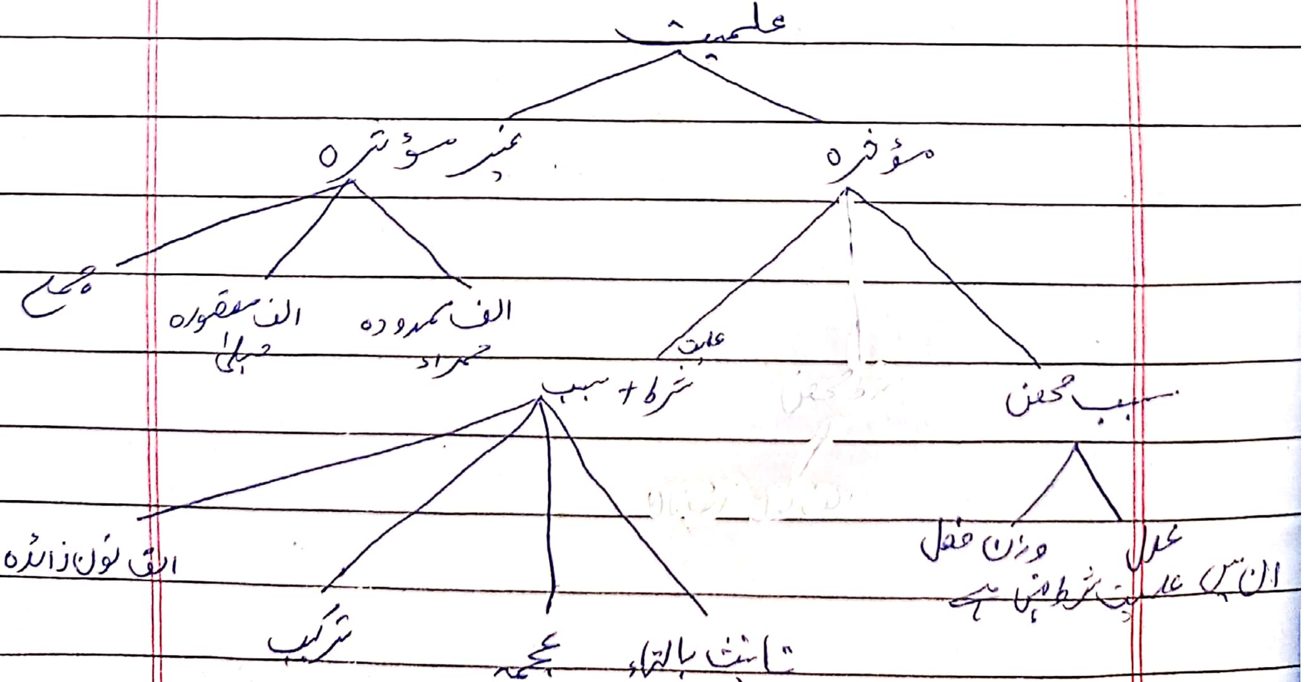
دوسری چیز یہ ہے کہ فعل کی طرح اس کے شروع میں کسی حرف کی زیادتی ہو جو تا کو قبول نہ کرے۔ ان کے شروع حروف اتین آ جائیں جیسے احمد، نرجس تغلب اور یزید، احمد غیر منصرف ہے اس کے مؤنث میں تا نہیں آتی حروف اتین کی زیادتی ہے۔

یَعْمَلٌ منصرف ہے کیونکہ اس کی مؤنث تا کو قبول کرتی ہے "هٰذِهٖ نَاقَةٌ يَعْمَلَةٌ" ہے۔

Date:

ضابطہ

کچھ ایسے غیر منصرف کے اسباب ہیں جن میں علمیت مؤثر ہے کچھ میں نہیں ہے جس میں مؤثر نہیں ہے اس میں الف ممدودہ جیسے حمراء اور الف مقصورہ جیسے حبلیٰ اور جمع منتہی الجموع ان میں مؤثرہ نہیں ہے۔
اور جن میں مؤثرہ ہے ان میں دو صورتیں ہیں اس میں سبب محض ہے یعنی سبب ہے لیکن شرط نہیں ہے ~~کسی میں شرط ہے لیکن سبب نہیں ہے~~ اور کسی میں شرط بھی ہے سبب بھی ہے۔ پس جو سبب محض ہے وہاں جب علمیت ختم ہو جاتی ہے تو ایک سبب رہ جاتا ہے اور جہاں شرط اور سبب دونوں ہیں جب علمیت کو ختم کیا جائے تو وہاں جو غیر منصرف ہے وہ بغیر سبب کے رہ جاتی ہے تو وہ منصرف بن جاتا ہے۔ علمیت کو جب نکرہ کیا جاتا ہے تو اس میں کوئی سبب باقی نہیں رہتا



اگر ان میں علمیت زائل ہو تو یہ غیر منصرف کا سبب نہیں
رہیں گے ہی نہیں۔

Date:

سوال :۔ ایک اسم میں تین سبب کیوں نہیں آ سکتے؟

جواب :۔ ایک اسم میں عدل بھی ہو علمیت بھی ہو اور وزن فعل بھی ہو تو ایسا نہیں ہو سکتا اس لیے کہ ایک کلمہ میں عدل اور وزنِ فعل جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ عدل کے مخصوص اوزان ہیں اور وزن فعل کے مخصوص اوزان ہیں یہ دونوں متضاد ہیں ان کے ساتھ علمیت ایک ساتھ نہیں آ سکتا یعنی یا عدل ہو گا یا وزن فعل۔

اسی طرح علم اور وصف ساتھ نہیں ہو سکتے کیونکہ علم خاص ہے اور وصف عمومیت میں ہے یہ دونوں متضاد ہیں۔ جیسے احمد میں دو سبب ہیں وزنِ فعل اور وصف جب ہم نے کسی کا نام رکھا تو علم کے آنے سے وصف ختم ہو گیا۔

سوال :۔ نام رکھنے کے بعد نکرہ بنا دیا تو کیا وصف آئے گا واپس؟

جواب :۔ اس میں استاد اور شاگرد کا اختلاف ہے۔ امام سیبویہ اور اخفش کے درمیان۔ تو سیبویہ کہتے ہیں کہ وہ لوٹ کر آئے گا اور غیر منصرف بن جائے گا کیونکہ اصل میں وصف برقرار ہے۔

اخفش کہتے ہیں کہ جو وصف چلا جائے وہ لوٹ کر نہیں آتا۔ جبکہ مصنف بھی امام سیبویہ کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔

ابو خطاب عبدالحمید بن عبدالمجید۔

Date:______

سوال: اخفش نے اعتراض کیا کہ جس طرح آپ نے احمر میں علمیت کے زوال کے بعد وصفیت کا اعتبار کیا اسی طرح قائم میں بھی وصف اصلی کا اعتبار کریں اور وصفیت اور علمیت کی وجہ سے اسے بھی غیر منصرف قرار دیں؟

(جواب)

قائم میں اصل وصفیت کا اعتبار کرنے سے یہ خرابی لازم آتی ہے کہ قائم وصفیت اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا حالانکہ وصفیت اور علمیت آپس میں ضدین ہیں پس ایک ہی کلمہ میں متضادین کا اعتبار کرنا لازم آتا ہے جو کہ جائز نہیں۔

فائدہ

غیر منصرف کے اسباب جب الف لام کے ساتھ آئیں جب یہ مضاف ہوں تو ان پر کسرہ آسکتا ہے ورنہ نہیں آسکتا۔

سوال: کسرہ آسکتا ہے تو تنوین کیوں نہیں آسکتی؟

جواب: الف لام کی وجہ سے تنوین نہیں آسکتی۔

منصرف ہونگے یا غیر منصرف:

بعض نے کہا کہ منصرف ہونگے بعض نے کہا تنوین آسکتی ہے۔

غیر منصرف میں تصغیر اگر کسی سبب کے زائل ہونے کا سبب بنتی ہے تو وہ غیر منصرف کو منصرف کر دے گی جیسے عمر کو عمیر کر دیں تو منصرف ہوگا۔

Date:

مرفوعات

هُوَ مَا اشْتَمَلَ عَلَى عَلَمِ الْفَاعِلِيَّةِ فَمِنْهُ

وہ ہے جو فاعلیت کی علامت پر مشتمل ہو۔

مفرد میں رفع تثنیہ میں الف اور اسمائے ستہ میں واو یہ فاعلیت کی علامتیں ہیں۔ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ میں زَیْدٌ کا مرفوع ہونا فاعلیت کی علامت ہے اور کبھی اس کا اعراب تقدیری ہوتا ہے جَاءَنِیْ مُوْسٰی۔ اور کبھی محلی طور پر ہوتا ہے جَاءَنِیْ هٰذَا۔

سوال: مرفوع مذکر کی جمع ہے مؤنث میں کیسے آگئی؟

جواب: کیونکہ یہ مذکر غیر عاقل کی صفت بن رہا ہے اور قاعدہ ہے کہ جب واحد میں مذکر ہے تو جمع بھی اس کی مذکر کی بنے گی تو اس وجہ سے المرفوع کو جمع قرار دیا۔

موصوف کو دیکھتے ہوئے کہ غیر عاقل کی جمع مکسر ہے الاسماء، اس کی صفت واحد مؤنث بھی آتی ہے اور جمع مؤنث بھی۔

سوال: مرفوعات میں هُوَ ضمیر کا مرجع کیا ہے؟

جواب: هُوَ ضمیر کا مرجع المرفوع ہے۔

سوال: هُوَ ضمیر کا مرجع المرفوع نہیں ہے المرفوعات ہے؟

جواب: المرفوع المرفوعات کے ضمن میں واقع ہے کیونکہ تعریف افراد کی نہیں ماہیت کی ہوتی ہے تعریف اصالت کی ہوتی ہے

سوال: فاعل کی تعریف:-

جواب: هُوَ مَا اُسْنِدَ اِلَيْهِ الْفِعْلُ اَوْ شِبْهُهُ وَ قُدِّمَ عَلَيْهِ عَلٰى جِهَةِ قِيَامِهِ بِهِ۔

فاعل وہ اسم ہے جس کی طرف فعل یا شبہ فعل کی اسناد کی گئی ہو اور اس پر فعل یا شبہ فعل کو مقدم کیا گیا ہو قائم ہونے کی جہت پر۔

Date:

قائم ہونے کی جہت سے یہ مراد ہے کہ فعل اس پر قائم ہو نہ کہ واقع ہو۔ جیسے قامَ زیدٌ اور زیدٌ قائمٌ ابوہ۔

فاعل کی تعریف میں 3 شرطیں ہیں:

فعل یا شبہ فعل کی اسناد کی گئی ہو۔

فعل یا شبہ فعل اس پر مقدم ہو

فعل یا شبہ فعل کی قائم ہونے کی جہت کی گئی ہو۔

قواعد و قیود:

فاعل تمام معمولات سے رتبۃً مقدم ہے اگرچہ لفظوں میں مؤخر ہو۔ ضمیر کا مرجع پہلے ہونا ضروری ہے ورنہ اضمار قبل ذکر لازم آتا ہے جو کہ غلط ہے۔

سوال: کیا ضرب غلامَہ زیدٌ درست ہے؟

جواب: یہاں زید فاعل ہے فاعل سے پہلے مفعول آگیا ضمیر کا مرجع زید ہے لیکن زید بعد میں آیا ہے فاعل کا رتبہ مقدم ہے ضمیر کا مرجع اگرچہ بعد میں ہے لیکن رتبۃً مقدم ہے لہٰذا درست ہے۔

سوال: ضرب غلامُہ زیدًا درست ہے؟

جواب: یہ درست نہیں ہے کیونکہ فاعل رتبۃً بھی مؤخر ہے اور لفظاً بھی۔ اس کو مقدم ہونا چاہیے تھا اضمار قبل ذکر بھی آرہا ہے لہٰذا یہ درست نہیں ہے۔

مفعول کو مقدم کرنے کی صورتیں

مفعول کو مقدم کرنے کی تین وجوبی صورتیں ہیں۔

(۱) مفعول کی ضمیر فاعل کے ساتھ متصل ہو اس صورت میں مفعول کو مقدم کرنا واجب ہے جیسے "ضَرَبَ زَیْدًا غُلَامُہٗ" اس مثال میں اگر زید کو مقدم کریں گے تو اضمار قبل ذکر لازم آئے گا لفظی طور پر مقدم کریں تو خرابی نہیں آئی۔

"وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰهِیْمَ رَبُّهٗ"

"جب ابراہیم کے رب نے ابراہیم کی آزمائش کی"

رَبُّهٗ کی جو ضمیر ہے وہ فاعل کے ساتھ متصل ہے۔

(۲) فاعل اِلَّا یا اس کا معنی اِلَّا کے بعد واقع ہو۔

مَا ضَرَبَ عَمْرًا اِلَّا زَیْدٌ، یہاں فاعل اِلَّا کے بعد واقع ہے۔

اِنَّمَا ضَرَبَ عَمْرًا زَیْدٌ یہاں فاعل اِلَّا کے معنی کے بعد واقع ہے۔

(۳) مفعول بہ فعل کے ساتھ متصل ہو۔ فاعل غیر متصل ہو تو اس صورت میں فاعل کو مؤخر کرنا واجب ہے

ضَرَبَنِیْ زَیْدٌ

کبھی کبھار فعل کو حذف کیا جاتا ہے قیام قرینہ کے وقت کہیں پر واجب ہے کہیں جائز ہے

کبھی فاعل کو رفع دینے والا فعل قرینہ کے پائے جانے کے وقت جوازًا حذف کر دیا جاتا ہے مَنْ قَامَ کے جواب میں صرف زید کہا جائے گا یہاں فعل محذوف ہے اصل میں قَامَ زَیْدٌ ہے یہاں قرینہ سوال میں ہے لفظی طور پر اگر چہ نہ ہو لیکن حذف کرنا جائز ہے۔

Date:

سوال:- کبھی کبھار سوال صریح موجود نہیں ہوتا مگر جواب دیا جاتا ہے جیسے شعر کی صورت میں ہے "لِيُبْكَ يَزِيْدُ ضَارِعٌ" یزید پر رویا جائے سوال ہوتا ہے کہ کون روئے؟

جواب:- جھگڑے کے وقت عاجز بندہ روئے سوال مقدر ہے یَبْکِیْ ضَارِعٌ فعل ہے۔ یہاں فعل کو حذف کرنا جائز ہے۔

سوال:- فعل کو حذف کرنا کب واجب ہے؟

جواب:- جہاں پر محذوف فعل کی لفظی تفسیر آرہی ہو اس وقت فعل کو حذف کرنا واجب ہے

"وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ" یہاں احدٌ سے پہلے فعل محذوف ہے۔ وہ فعل آگے آرہا ہے "اِسْتَجَارَكَ" یہ فعل محذوف فعل کی تفسیر کر رہا ہے۔ اصل میں یہ "إِنِ اسْتَجَارَكَ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ" ہے۔ لفظوں میں تفسیر موجود ہے۔ حذف فعل اول کو اس لیے کیا کیونکہ مفسَّر اور مفسِّر اکٹھے نہیں آسکتے۔

سوال:- فعل کو حذف کرنا واجب کیوں ہے؟

جواب:- فعل کو حذف کرنا اس لیے واجب ہے کیونکہ مفسَّر اور مفسِّر اکٹھے نہیں آسکتے۔

سوال:- آپ نے کہا کہ مفسَّر اور مفسِّر اکٹھے نہیں آسکتے لیکن "رَأَيْتُ غَضَنْفَرًا أَيْ أَسَدًا" یہاں دونوں اکٹھے آرہے ہیں؟

جواب:- ان دونوں میں فرق ہے یہاں معنی کی تفسیر ہو رہی ہے دونوں لفظ جدا ہیں۔ صرف تفسیر کے ساتھ جائز ہے اور وہاں پر بعینہٖ وہی لفظ دوبارہ آرہا ہے اس لیے وہاں جائز نہیں۔

Date:

سوال: لفظ "احدٌ" فاعل کی بجائے مبتدا کیوں نہیں ہو سکتا؟
جواب: اِنْ شرطیہ ہے اور وہ ہمیشہ فعل پر داخل ہوتا ہے

سوال: فعل اور فاعل دونوں کو حذف کیا جاتا ہے جوازاً؟
جواب: یہاں پر سوال میں پتہ چلتا ہے جیسے "اَقَامَ زَیْدٌ"
تو اس کے جواب میں "نَعَمْ" کہا جائے گا یہاں پر فعل
اور فاعل دونوں کو حذف کیا گیا ہے۔ اصل میں اس کا جواب
"نَعَمْ قَامَ زَیْدٌ" ہے۔ حَذْفِ فعل اور فاعل پر قرینہ
سوال میں فعل کا موجود ہے یہ حذف جوازی ہے۔

سوال: اکیلے فاعل کو حذف کرنے کے بارے میں کیوں نہیں لکھا؟
جواب: اس لیے کیونکہ عرب کے کلام کے اندر اس طرح کی مثالیں پائی
ہی نہیں جاتیں۔

تنازع فعلان

جب دو فعل ایسے اسم ظاہر میں جھگڑا کریں جو
ان کے بعد واقع ہوں۔ ان میں سے ہر ایک تقاضا کرتا
ہے کہ ہم ان میں عمل کریں۔ پس دونوں فعل فاعلیت
کا تقاضا کرتے ہیں جیسے ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ۔
دونوں فعل مفعولیت کا تقاضا کرتے ہیں جیسے ضَرَبْتُ
وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا۔ اور تیسری صورت میں پہلا فعل فاعلیت
اور دوسرا فعل مفعولیت کا تقاضا کرتا ہے جیسے
ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدٌ۔ اور چوتھی صورت میں
پہلا فعل مفعولیت اور دوسرا فعل فاعلیت کا تقاضا
کرتا ہے جیسے ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ۔ جمہور کے
نزدیک دونوں صورتوں میں عمل دینا جائز ہے۔

Date:

بصریوں نے دوسرے فعل کے عمل کو اختیار کیا۔ اس لیے
مختار کا مذہب اختیار کی دلیل دیتے ہیں کہ قرب و جوار
کی وجہ سے یہ دوسرے فعل کو عمل دیں گے۔

کوفیوں نے پہلے فعل کو عمل دینا بہتر قرار دیا مقدم
آنے کی وجہ سے۔

بصریوں کا مذہب:

اگر دوسرے فعل کو عمل دیں تو فاعل حذف نہیں کریں گے
ضمیر نکالیں گے۔

امام کسائی:

امام کسائی فرماتے ہیں اگر آپ ضمیر نکالیں گے تو اضمار قبل
ذکر لازم آئے گا لہذا اس خرابی سے بہتر ہے فاعل حذف کریں۔
دوسرے فعل کو عمل دینا جائز ہے اگرچہ فاعل کا تقاضا کر رہا ہے۔

امام فراء:

جب پہلا فعل فاعل کا تقاضا کرے تو اس صورت میں
دوسرے فعل کو عمل دینا جائز نہیں کیونکہ دو ممنوع چیزیں
لازم آئیں گی۔ ایک حذف فعل لازم آئے گا یا
اضمار قبل ذکر لازم آئے گا۔

اگر مفعول کا تقاضا کریں تو مفعول کو حذف کریں گے
کیونکہ مفعول کلام میں فضلہ ہوتا ہے

اگر مفعول سے بے نیاز نہ ہو تو مفعول کو ظاہر کریں گے
یہ افعال قلوب میں ہے کیونکہ افعال قلوب دو مفعولوں
کا تقاضا کرتا ہے۔ لہذا ان کو ذکر کرنا ضروری ہے۔

یعنی افعال قلوب کے دو مفعولوں میں ایک کا حذف کرنا
لازم آتا ہے جو کہ جائز نہیں۔

اگر پہلے فعل کو عمل دیں تو دوسرے فعل میں ضمیر نکالیں گے اور مفعول کی ضمیر نکالیں گے مختار مذہب کے مطابق اگر مانع موجود ہو تو اسے ظاہر کریں گے

جب دوسرا فعل فاعل کا تقاضا کرے:

فعل اوّل کو عمل دیں دوسرا فعل فاعل کا تقاضا کرے تو ضمیر نکالیں گے جیسے ضَرَبْتُ وَ اَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ، ضَرَبْتُ وَ اَکْرَمَانِیْ زَیْدَانِ، ضَرَبْتُ وَ اَکْرَمُوْنِیْ زَیْدُوْنَ،

جب دوسرا فعل مفعول کا تقاضا کرے:

اگر دوسرا فعل مفعول چاہتا ہو تو اس میں ضمیر نکالیں گے جیسے ضَرَبَنِیْ وَ اَکْرَمْتُہٗ زَیْدٌ، ضَرَبَنِیْ وَ اَکْرَمْتُہُمَا زَیْدَانِ، ضَرَبَنِیْ وَ اَکْرَمْتُہُمْ زَیْدُوْنَ،

اگر مانع ضمیر موجود ہو:

ضمیر دینے سے منع کریں تو مفعول کو ظاہر کریں گے "حَسِبَنِیْ وَ حَسِبْتُہُمَا مُنْطَلِقَیْنِ الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقًا".

حَسِبَنِیْ اور حَسِبْتُہُمَا نے مُنْطَلِقًا میں تنازع کیا تو مُنْطَلِقًا کو حَسِبَنِیْ کا مفعول ثانی قرار دیا۔

سوال: یہاں پر ضمیر کو کیوں نہیں نکال سکتے؟

جواب: یہاں مانع یہ ہے کہ دو صورتوں کا احتمال ہے ضمیر نکالنا اور حذف کرنا یہ دونوں نہیں ہو سکتے یا مفرد کی ضمیر دیں گے اِیَّاہُ تو پہلے مفعول کے ساتھ مطابقت نہیں لہٰذا مفرد کی ضمیر نہیں نکال سکتے تثنیہ بھی نہیں نکال سکتے ہیں کیونکہ مرجع کے مطابق نہیں اور حذف بھی نہیں کر سکتے کیونکہ افعال قلوب کو حذف نہیں کر سکتے اس لیے مُنْطَلِقَیْنِ نکالا۔

Date:

سوال:۔ بعد یوں پر اعتراض ہوتا ہے کہ کوفیوں نے کہا پہلے فعل کو عمل دینا جائز (اولیٰ) ہے، امرؤ القیس عرب کے فصیح شاعر تھے انہوں نے پہلے فعل کو عمل دیا اپنے ایک شعر میں؟

جواب:۔ اس کا جواب یہ مصنف بعد یوں کی طرف سے دیتے ہیں کہ یہاں تو تنازع ہی نہیں اگر ہم اُطْلُبُ کو اس کا معمول بنائیں تو معنی فاسد ہو جائے گا، پورا شعر اس طرح ہے
"لو أنما أسعى لأدنى معيشة ؛ كفاني ولم أطلب قليلٌ من المال"
"میں کوشش نہیں کرتا ادنی معیشت کے لیے کیونکہ کم مال مجھے کافی نہیں میں بزرگی طلب کرتا ہوں"۔
قاعدہ یہ ہے کہ "لو" جب شرط اور جزا یا جو عطف کے ذریعے ملے ہوئے ہوتے ہیں ان میں داخل ہوتا ہے تو جو مثبت ہو اسے منفی کر دیتا ہے اور جو منفی ہو اسے مثبت کر دیتا ہے تو اس قاعدے کے مطابق شعر کا معنی غلط ہوگا۔ تو شعر کا ترجمہ اس طرح ہوگا کہ:
"میں ادنی معیشت کے لیے کوشش نہیں کرتا اور تھوڑا مال میرے لیے کافی نہیں اور میں تھوڑا مال طلب کرتا ہوں"۔
لہذا یہاں تنازع ہی نہیں ہے آپ کا اعتراض ختم ہوا۔

سوال:۔ چلیں آپ بتائیں اس کا معنی کیا ہے تم اطلب کا معمول کیا ہے؟

جواب:۔ اس کا معمول مجد ہے اور اَلْقُرُّ الْقَالِی ہے۔

سوال:۔ دلیل دیں کہ اس کا معمول یہی ہے؟

جواب:۔ اگلے شعر میں واضح ذکر ہے میں بزرگی کے لیے کوشش کرتا ہوں۔

Date:

شاعر کا مقصود

شاعر اپنی تعریف کر رہا ہے کہ دنیا کی چھوٹی حیثیت پر راضی نہیں ہوا اور نہ ہی میں نے اس کی کوشش کی میں تو رفعت بلندی طلب کرتا ہوں مجد بزرگی کو طلب کرتا ہوں۔ لہذا کوئیوں کا یہاں اعتراض درست نہیں۔

نائب الفاعل

كُلُّ مَفْعُوْلٍ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ: تعریف:

"كُلُّ مَفْعُوْلٍ حُذِفَ فَاعِلُهُ وَ اُقِيْمَ هُوَ مَقَامَهُ"

ہر وہ مفعول جس کے فاعل کو حذف کیا گیا ہو اس مفعول کو اس فاعل کے قائم مقام کیا گیا ہو۔

سوال: فاعل کو کیوں حذف کیا جاتا ہے مفعول کو کیوں قائم مقام کیا جاتا ہے؟

جواب: اس کی کافی وجوہات ہیں جن میں یا متکلم کو فاعل کا علم نہیں ہوتا یا بھول جاتا ہے یا جان بوجھ کر چھوڑ دیتا ہے اس لیئے کہ حاجت کے وقت انکار کیا جا سکے یا صریحی طور پر ذکر کرنے سے حیاء کی وجہ سے یا ادب و تعظیم کی وجہ سے اپنی زبان کو حقارت سے بچانے کے لیئے یا کراہت کی وجہ سے یا وزن فعل کے لیئے فاعل کو حذف کیا جاتا ہے مفعول کو اس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے۔

Date:

سوال:۔ فاعل کو حذف کرنے اور مفعول کو قائم مقام کرنے کی کیا شرط ہے؟

جواب:۔ اس کی شرط یہ ہے کہ اس کے (مجہول) ماضی کے صیغہ کو فُعِلَ یا مضارع مجہول کو یُفْعَلُ کی طرف پھیر دیا گیا ہو۔

سوال:۔ ثلاثی مجرد کی مثالیں دی گئی ہیں ثلاثی مزید فیہ کی کیوں نہیں؟

جواب:۔ ثلاثی مجرد ثلاثی مزید فیہ کے لیے اصل ہے۔ ثلاثی مزید فیہ کو ثلاثی مجرد سے قیاس کیا جاتا ہے۔

سوال:۔ وہم ہوتا ہے کہ مفعول کو فاعل کے قائم مقام بنایا جاتا ہے؟

جواب:۔ مصنف وہم کا رد کرتے ہیں کہ افعال کے ایسے نائب الفاعل ہوتے ہیں جو صلاحیت نہیں رکھتے باب عَلِمْتُ جو دو مفعول چاہتا ہے اس کا دوسرا مفعول نائب الفاعل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس کی وجہ یہ ہے کہ افعال قلوب میں پہلا مفعول مسند الیہ ہوتا ہے دوسرا مسند بہ ہوتا ہے "عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا" یہ افعال قلوب میں سے ہے فَاضِلًا مسند بہ بن رہا ہے۔ جب فَاضِلًا کو نائب الفاعل بنائیں گے تو وہ مسند الیہ ہو جائے گا حالانکہ اصل میں مسند بہ ہے ایک ہی چیز ایک وقت میں مسند بہ بھی ہے اور مسند الیہ بھی ہے تو معنی فاسد ہو جاتا ہے اسی وجہ سے عَلِمْتُ کے دوسرے مفعول کو نائب الفاعل نہیں بنا سکتے۔

"اَعْلَمْتُ زَیْدًا عَمْرًا فَاضِلًا"

اسی طرح باب اَعْلَمْتُ کا مفعول ثالث مفعول ثانی کی طرف مسند ہوتا ہے تو اسے نائب الفاعل بنانے کی صورت میں ایک ہی اسم کا مسند اور مسند الیہ ہونا لازم آتا ہے جو کہ صحیح نہیں لہذا فَاضِلًا نائب الفاعل نہیں بن سکتا

سوال: مفعول لہ اور مفعول معہ کو نائب الفاعل بنا سکتے ہیں؟

جواب: مفعول لہ اور مفعول معہ کو بھی نائب الفاعل نہیں بنا سکتے۔ مفعول لہ کو اس لئے قائم مقام نہیں بنا سکتے کیونکہ قائم مقام ہونے کی صورت میں اس کا نصب باقی رہے گا یا نہیں رہے گا اگر نصب باقی نہیں رہے گا تو جائز نہیں کیونکہ نصب مفعول لہ کے علت ہونے کی علامت ہے اور علامت حذف نہیں ہوتی اگر نصب باقی رہے گا تو بھی جائز نہیں کیونکہ فاعل کا قائم مقام مرفوع ہوتا ہے نہ کہ منصوب۔

مفعول معہ اس لئے نائب الفاعل نہیں بن سکتا واو کی وجہ سے اور واو مسند الیہ بننے کے لئے رکاوٹ ہے۔

سوال: اگر کلام کے اندر مفعول بہ بھی ہو جار مجرور بھی مصدر بھی ظرف زمان اور مکان بھی ہو تو کسے نائب الفاعل بنائیں گے؟

جواب: اس صورت میں مفعول بہ کو نائب الفاعل بنائیں گے وہی متعین ہو گا اگر مفعول بہ موجود نہ ہو تو جسے چاہیں نائب الفاعل بنا سکتے ہیں۔

"ضُرِبَ زَیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْاَمِیْرِ ضَرْبًا شَدِیْدًا فِیْ دَارِہٖ"

زید کو نائب الفاعل بنایا گیا ہے۔ زید کو متعین کیا گیا ہے کیونکہ یہی مفعول بہ ہے۔

Date:______

مبتدا اور خبر

سوال: مبتدا اور خبر کو اکٹھے کیوں ذکر کیا؟

جواب: دونوں معنوی طور پر متحد ہیں کثیر احکامات میں مشترک ہیں جیسے عوامل لفظی سے خالی ہونا آپس میں لازم وملزوم ہوتے ہیں

مبتدا کی دو قسمیں ہیں مبتدائے اول مبتدائے ثانی

مبتدا اول: "هُوَ الاِسْمُ المُجَرَّدُ عَنِ العَوَامِلِ اللَّفْظِيَّةِ مُسْنَدًا إِلَيْهِ"

مبتدا وہ اسم ہے جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو اس حال میں کہ وہ مسند الیہ ہو۔ جملہ کبھی مبتدا نہیں ہوتا مگر تاویل کی جاتی

سوال: عوامل لفظیہ سے خالی ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس قید سے وہ تمام اسماء خارج ہو گئے جس میں عوامل لفظیہ داخل ہوتے ہیں۔ اس سے کان اور ان وغیرہ خارج ہو گئے کیونکہ ان کا اسم (حروف مشبہ بفعل کا اسم) عوامل لفظیہ سے خالی نہیں ہوتا۔

سوال: مسند الیہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: یہ حال ہے۔ المجرد کی هو ضمیر ہے اس سے خبر سے احتراض ہوا۔ اسم جنس ہے اور المجرد فصل ہے۔ مسند الیہ فصل ثانی ہے اس سے خبر اور مبتدا قسم ثانی خارج ہوئے کیونکہ یہ دونوں مسند الیہ نہیں ہوتے۔

دوسری قسم ثانی

أَوِ الصِّفَةُ الوَاقِعَةُ بَعْدَ حَرْفِ النَّفْيِ وَأَلِفِ الاِسْتِفْهَامِ رَافِعَةً لِظَاهِرٍ

یا ایسی صفت ہو جو حرف نفی کے بعد واقع ہو یا الف استفہام کے بعد واقع ہو اس حال میں کہ اسم ظاہر کو رفع دینے والی ہو۔ جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ۔ جب یہ واحد ہو گا اسم ظاہر تب ہی رفع دے گا۔

Scanned with CamScanner

Date:

حرف نفی کے بعد:

ما قائمٌ الزیدان مبتدا قسم ثانی کی مثال ہے جو حرف نفی کے بعد واقع ہے۔

حرف استفہام کے بعد:

أ قائمٌ الزیدان۔ اس کا فاعل اور نائب الفاعل مسند الیہ ہے اور قائم مقام خبر ہے۔ اگر اسم ضمیر کو رفع دے گا تو مبتدا کی قسم ثانی نہیں ہوگا جیسے أ قائمان الزیدان خبر مقدم ہے۔

فائدہ: اسم ظاہر سے اسم ضمیر مراد نہیں یہاں ملفوظ مراد ہے۔ أ قائمٌ أنتما یہ بھی مبتدا کی قسم ثانی میں شامل ہے اس کا ملفوظ ہو رہا ہے۔ لیکن أ قائمان الزیدان میں نہیں ہو سکتی کیونکہ اس میں ضمیر ہے۔

اگر صفت کا صیغہ مفرد کے مطابق ہو تو دو اعراب جائز ہیں۔ جیسے چاہیں مفرد کے صیغے کو خبر بنائیں چاہیں تو مبتدا بنائیں۔

Date:

خبر کی تعریف:

"ھُوَ الْمُجَرَّدُ الْمُسْنَدُ بِهِ الْمُغَایِرُ لِلصِّفَةِ الْمَذْکُوْرَةِ"

خبر وہ ہے جو مجرد ہو عوامل لفظیہ سے خالی ہو مسند بہ ہو اور صفت مذکورہ کے مغایر ہو۔

لحاظ اس قید سے جن عوامل لفظیہ کی خبر ہو وہ نکل گئی حروف مشبہ بالفعل کی خبر۔

سوال: اس خبر میں اسم کا استعمال کیوں نہیں کیا؟

جواب: کیونکہ جو خبر ہے وہ جملہ فعلیہ بھی ہوتی ہے جیسے زَیْدٌ ضَرَبَ جب مسند بہ کہا تو مبتدا کی پہلی قسم خارج ہوئی۔

سوال: فعل مضارع کی اس پر تعریف صادق آ رہی ہے وہ بھی عوامل لفظیہ سے خالی ہے۔ صفت مذکورہ کے بھی غیر ہے اس کو بھی خبر ہونا چاہیے "یَقْرُبُ زَیْدٌ" میں پوری تعریف صادق ہے؟

جواب: یہاں مسند سے مراد مسند الی المبتدا ہے، لیکن یہاں مسند الی الفاعل ہے۔

سوال: وَ أَصْلُ الْمُبْتَدَأِ التَّقْدِیْمُ۔

جواب: مبتدا کی اصل خبر پر مقدم ہونا ہے کیونکہ مبتدا دلالت کرتا ہے ذات پر اور خبر صفت پر دلالت کرتی ہے اور ذات صفت پر مقدم ہوتی ہے اسی وجہ سے "فِیْ دَارِہٖ زَیْدٌ" کہنا جائز ہے اگرچہ اضمار قبل الذکر لفظاً ہے مگر رتبۃً نہیں اس لیے زیدٌ اگرچہ موخر ہے مگر مبتدا ہونے کی وجہ سے رتبۃً دارہٖ سے مقدم ہے اس لیے یہاں اضمار قبل الذکر نہیں ہے لیکن "صَاحِبُھَا فِی الدَّارِ" میں جائز نہیں "ھا" ضمیر کا مرجع دار ہے اور دار لفظاً بھی موخر ہے اور رتبۃً بھی اس میں اضمار قبل الذکر لفظاً بھی ہے اور رتبۃً بھی، اس لیے جائز نہیں۔

Date:

کبھی مبتدا نکرہ بھی ہوتا ہے لفظ "قد" سے پتہ چلا کہ
مبتدا کا نکرہ ہونا قلیل ہے۔ اکثر معرفہ ہوتا ہے۔
کیونکہ قد جب مضارع پر داخل ہوتا ہے تو مفید تقلیل ہوتا ہے۔
جب وہ کسی وجہ سے خاص ہو جائے تو وہ مبتدا بننے کی
صلاحیت رکھتا ہے۔

6 وجوہات سے نکرہ نکرہ مخصوصہ بن جاتا ہے۔

پہلی صورت نکرہ کو وصف کے ساتھ بیان کیا جائے۔

"وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ"

عبدٌ نکرہ ہے مومن کے ساتھ نکرہ کی صفت لگائی گئی ہے
چونکہ عبدٌ مومن اور کافر دونوں کو شامل تھا لیکن جب
عبدٌ کو مومن کی قید کے ساتھ مقید کیا تو عبدٌ میں تخصیص آ گئی
لہذا نکرہ مخصوصہ بن گیا۔

دوسری صورت متکلم کے علم میں نکرہ کا خاص ہونا:

"أَرَجُلٌ فِي الدَّارِ أَمِ امْرَأَةٌ"

اس مثال میں رَجُلٌ اور امرأةٌ نکرہ مبتدا واقع ہیں
چونکہ متکلم کو علم ہے کہ گھر میں ان دونوں میں ایک ضرور ہے
متکلم کے علم کی وجہ سے خاص ہے اس لئے نکرہ مخصوصہ ہے۔

تیسری صورت مبتدا کی تخصیص عمومیت کے ساتھ کی گئی ہو:

"مَا أَحَدٌ خَيْرٌ مِّنْكَ"

اس میں عمومیت کے ساتھ تخصیص پیدا ہوتی ہے احدٌ نکرہ ہے
لیکن مبتدا ہے کیونکہ اس میں تخصیص ہے یہاں نکرہ
سیاق نفی میں واقع ہے اس لئے نکرہ مبتدا بن سکتا ہے۔
قلم کا تمام افراد میں شامل ہونے کا فائدہ دیتا ہے۔

Scanned with CamScanner

Date:

چوتھی صورت: اصل میں فاعل ہو

"شَرٌّ اَهَرَّ ذَا نَابٍ" شرٌ نے کو عجو لقایا۔

اس میں دو طریقوں سے تخصیص ہوتی ہے اس کا معنوی طور پر فاعل ہونے کی وجہ سے کیونکہ اصل میں اَهَرَّ شَرٌّ ذَا نَابٍ تھا جب مقدم کیا تو فاعل بن گیا قاعدہ ہے عامل کا جس کا حق تاخیر ہے جب اس کو مقدم کر دیں گے تو اختصاص کا فائدہ دے گا۔

دوسری وجہ اس کی صفت محذوف ہے وہ عَظِیْمٌ ہے اصل میں "شَرٌّ عَظِیْمٌ اَهَرَّ ذَا نَابٍ" ہے عظیم کی وجہ سے تخصیص ہوئی

پانچویں صورت:

"فِی الدَّارِ رَجُلٌ"

اس صورت میں مبتدا میں تخصیص ہو جاتی ہے۔ مبتدا کی تقسیم ظرف مقدم کے ساتھ ہے ظرف جب خبر مقدم ہوتا ہے تو اس صورت میں مبتدا میں تخصیص ہو جاتی ہے۔

چھٹی صورت:

"سَلَامٌ عَلَیْكَ"

تقدیری طور پر مبتدا کی نسبت متکلم کی طرف کرنے سے تخصیص ہوتی ہے۔ سَلَامٌ عَلَیْكَ اصل میں "سَلَّمْتُ سَلَامًا عَلَیْكَ" تھا۔ سلام کی نسبت تقدیری طور پر متکلم کی طرف ہے اس وجہ سے تخصیص ہوئی فعل کو حذف کیا فاعل کو برقرار رکھا۔

جملہ فعلیہ کو جملہ اسمیہ بنایا جائے تو اس میں دوام اور استمرار پیدا ہو جاتا ہے

فائدہ: محققین نے کہا کہ بنیادی بات یہ ہے کہ جہاں مخاطب کو فائدہ ہو رہا ہے وہاں ہر نکرہ کو مبتدا بنا سکتے ہیں

Date:

خبر کبھی جملہ ہوتی ہے، قد سے پتہ چلا خبر کبھی جملہ ہوتی ہے چاہے جملہ خبریہ ہو یا انشائیہ ہو۔ زیدٌ ابوہ قائمٌ

بعض کہتے ہیں خبر جملہ انشائیہ نہیں بن سکتا وہ کہتے ہیں تاویل کی صورت میں بن سکتا ہے، جیسے زَیْدٌ اِضْرِبْہُ مَقُوْلٌ فِیْ حَقِّہٖ لانا پڑے گا۔

خبر کبھی جملہ ہوتی ہے اس کی مثال "زَیْدٌ اَبُوْہُ قَائِمٌ" ہے جملہ اسمیہ یا جملہ فعلیہ ہو جیسے زَیْدٌ قَامَ اَبُوْہُ۔

خبر جب جملہ ہو اس میں عائد کا ہونا ضروری ہے۔ جملہ فی نفسہ جدا چیز ہے مبتدا کے لئے رابطہ کے لئے ایسی چیز کا ہونا ضروری ہے جو عائد ہے، ایسی چیز جو مبتدا کی طرف لوٹے

سوال:۔ رابطہ کیوں ضروری ہے ضمیر کیوں نہیں کہا؟

جواب:۔ رابطہ ضمیر کے ساتھ خاص نہیں رابطہ کبھی لام کے ذریعے حاصل ہوتا ہے کبھی مضمر کی جگہ مظہر کی جگہ حاصل ہوتا ہے کبھی خبر کی عمومیت میں حاصل ہوتا ہے کبھی خبر مبتدا کی تفسیر سے حاصل ہوتا ہے اس لئے ضمیر نہیں کہا۔

سوال:۔ آپ نے کہا کہ خبر اگر جملہ ہو تو عائد کا ہونا ضروری ہے اَلْبُرُّ اَلْکُرُّ بِسِتِّیْنَ دِرْھَمًا جملہ ہے مگر اس میں عائد نہیں ہے؟ (مبتدا، مبتدا ثانی)

جواب:۔ کبھی عائد کو حذف کیا جاتا ہے جب اس پر قرینہ ہو، یہاں عائد محذوف ہے وہ مِنْہُ ہے۔ اصل میں عبارت اس طرح تھی کہ "اَلْبُرُّ اَلْکُرُّ مِنْہُ بِسِتِّیْنَ دِرْھَمًا" حذف ضمیر میں قرینہ یہ ہے کہ بائع گندم اور ثمن کی قیمت ہی بتا رہا ہے۔

Date:

چار صورتوں میں مبتدا کو خبر پر مقدم کرنا واجب ہے۔

جو خبر ظرف واقع ہوتی ہے اکثر نحوی کہتے ہیں جملے کے ساتھ مقدر ہوتا ہے اس کا متعلق جملہ ہوگا افعال عامہ میں سے

افعال عامہ:

افعال عامہ چار ہیں۔ کون، ثبوت، وجود اور حصول افعال عامہ ہیں اکثر نے کہا جملہ نکلے گا جیسے زَیْدٌ فِی الدَّارِ میں اِسْتَقَرَّ فِی الدَّارِ نکالیں گے افعال عامہ میں زَیْدٌ ثَبَتَ فِی الدَّارِ۔ زَیْدٌ وُجِبَ فِی الدَّارِ۔

بعض نے کہا مفرد نکلے گا زَیْدٌ مُسْتَقِرٌّ فِی الدَّارِ۔ زَیْدٌ ثَابِتٌ فِی الدَّارِ۔ زَیْدٌ وَاجِبٌ فِی الدَّارِ۔

پہلی صورت جس میں مبتدا کو مقدم کرنا واجب ہے:

(1) جب مبتدا ایسے معنی پر مشتمل ہو جو معنی صدارت کلام چاہتا ہو تو مبتدا کو مقدم کرنا واجب ہے۔ جیسے استفہام "مَنْ اَبُوْکَ" مَنْ استفہامیہ مبتدا ہے۔ اور صدر کلام چاہتا ہے اس لیے مَن کو مقدم کیا۔ یا شرط ہو "مَنْ تُکْرِمْنِیْ فَاِنِّیْ اُکْرِمُہٗ" یا فعل تعجبیہ ہو یا قسم ہو یا نفی ہو یا لام ابتداء ہو یہ تمام صدر کلام چاہتے ہیں۔

سوال: اعتراض ہوتا ہے مَنْ نکرہ اَبُوْکَ معرفہ ہے کیسے مبتدا بن سکتا ہے؟

جواب: یہ جو مَنْ ہے معنوی طور پر معرفہ ہے ظاہرًا نکرہ ہے اس کا معنی ہے "ھٰذَا اَبُوْکَ اَمْ ذٰلِکَ اَمْ اَوْ غَیْرُھَا"

(2) دوسری صورت جس میں مبتدا کو مقدم کرنا واجب ہے۔

"مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں"

یہاں مقدم کرنا اس لیے واجب ہے تاکہ مبتدا اور خبر میں التباس نہ آئے جیسے زَیْدٌ الْمُنْطَلِقُ۔ یہاں اگر مبتدا کو مقدم نہیں کریں گے تو معلوم نہ ہو گا کہ مبتدا کون سا ہے اور خبر کونسی ہے۔ اس میں جو سامع ہے ایک چیز کو جانتا ہے دوسرے کو نہیں جانتا جس چیز کو جانتا ہے اس کو مبتدا بنائیں گے جسے نہیں جانتا اسے خبر بنائیں گے

(3) تیسری صورت جس میں مبتدا کو مقدم کرنا واجب ہے۔

"درجہ تخصیص میں دونوں برابر ہوں"

اَفْضَلُ مِنْکَ اَفْضَلُ مِنِّی یہاں دونوں میں تخصیص برابر ہے اس صورت میں مبتدا کو مقدم کرنا واجب ہے۔
اگر درجہ تخصیص میں برابر نہ ہوں تو پھر جس کو مقدم کریں جس کو مؤخر کریں اختیار ہے۔

(4) چوتھی صورت جس میں مبتدا کو مقدم کرنا واجب ہے۔

جب خبر فعل ہو مبتدا کا تو اس صورت میں مبتدا کو مقدم کرنا واجب ہے جیسے "زَیْدٌ قَامَ"۔

Date:

خبر کو مقدم کرنے کی وجوبی صورتیں

خبر کو مقدم کرنے کی چار صورتیں ہیں۔

پہلی صورت:

خبر مفرد ایسے معنی کو متضمن ہو جو صدرِ کلام چاہتا ہو جیسے "أینَ زیدٌ" أینَ خبر مفرد ہے صدرِ کلام کو چاہتا ہے۔

سوال: اعتراض ہوتا ہے کہ یہاں جملہ کیوں نہیں کہا؟

جواب: جملہ ہونے کی صورت میں خبر کو مقدم کرنا واجب نہیں ہوتا ہے "زیدٌ متیٰ أبوہُ"۔

دوسری صورت:

جب خبر مبتدا کے لیے مخصص ہو تو اس صورت میں خبر کو مقدم کرنا واجب ہے۔ جیسے "فی الدارِ رجلٌ" میں فی الدار خبر ہے رجلٌ مبتدا کے لیے تخصیص پیدا ہوتی ہے۔ جب تخصیص پیدا ہوئی تو خبر کو مقدم کرنا واجب ہوا۔

تیسری صورت:

خبر کے متعلق کے لیے مبتدا میں ضمیر ہو جیسے "علی التمرۃِ مثلُھا زبدًا" "التمرۃِ" خبر ہے اس کا متعلق "تمرۃ" ہے، اس کی ضمیر مبتدا میں ہے مثلُھا کی ھا ضمیر ہے۔ اس لیے تقدیم خبر واجب ہے اگر خبر مقدم نہ کریں تو اضمار قبل الذکر کی خرابی لازم آتی ہے۔

چوتھی صورت:

جب خبر ہو وہ "أنَّ" سے ہو، یعنی أنَّ کے بارے میں خبر دی جا رہی ہو جیسے "عندی أنّک قائمٌ" أنّک قائمٌ مبتدا ہے، اور عندی خبر ہے۔ اصل میں قیامُک حاصلٌ عندی ہے۔ یہاں أنَّ کے بارے میں خبر دی جا رہی ہے۔

Date:________

ایک مبتدا کی کئی خبریں بھی آ سکتی ہیں جیسے "زیدٌ عاقلٌ عالمٌ"

سوال: کیا مبتدا شرط کے معنی میں بھی ہوتا ہے؟

جواب: مبتدا کبھی کبھار شرط کے معنی میں ہوتا ہے، تو خبر میں فا جزائیہ کا لانا جائز ہے۔ جس طرح شرط کی جزا میں فا آ جاتی ہے اسی طرح مبتدا کی خبر پر بھی فا آ جاتی ہے۔ اس میں مشابہت ہو جاتی ہے۔

فائدہ: جس طرح شرط جزا کے لیے سبب ہے اسی طرح مبتدا خبر کے لیے سبب ہوگی۔

تین صورتوں میں مبتدا کے اندر شرط پایا جائے گا

پہلی صورت:

مبتدا اسم موصول ہو اور اس کا صلہ جملہ فعلیہ ہو تو مبتدا کی خبر پر فا آ جاتی ہے، جیسے "اَلَّذِیْ یَأْتِیْنِیْ فَلَهٗ دِرْهَمٌ"
اَلَّذِیْ اسم موصول ہے، یَأْتِیْنِیْ اس کا صلہ جملہ فعلیہ اور فَلَهٗ دِرْهَمٌ خبر ہے۔ پس قاعدے کے مطابق اس کی خبر پر فا کا داخل ہونا صحیح ہے۔

دوسری صورت:

مبتدا اسم موصول ہو اور اس کا صلہ ظرف ہو تو مبتدا کی خبر پر فا آ جاتی ہے جیسے "اَلَّذِیْ فِی الدَّارِ فَلَهٗ دِرْهَمٌ"
اَلَّذِیْ اسم موصول ہے، فی الدار (ظرف) صلہ ہے۔ اور فَلَهٗ دِرْهَمٌ خبر ہے۔ یہاں خبر پر فا کا داخل ہونا درست ہے کیونکہ یہاں مضمون بھی شرط ہے۔

تیسری صورت:

مبتدا نکرہ موصوفہ ہو اس کی صفت جملہ فعلیہ ہو یا ظرف ہو تو مبتدا کی خبر پر فا داخل کرنا صحیح ہے جیسے

Date:

كُلُّ رَجُلٍ يَأْتِينِي فَلَهُ دِرْهَمٌ ، کل رجل نکرہ موصوفہ ہے
یاتینی اس کی صفت جملہ فعلیہ ، موصوف صفت مل کر مبتدا
اور فلہ درہم خبر ہے اس پر فا کا داخل ہونا صحیح ہے

سوال: اگر ان صورتوں میں لیت اور لعلّ داخل ہو جائیں تو کیا ان کی خبر پر فا داخل ہوگی؟

جواب: اگر ان صورتوں میں لیت اور لعلّ داخل ہو جائیں تو ان کی خبر پر فا داخل نہیں ہوگی اس پر نحویوں کا اتفاق ہے۔ کیونکہ ان کے داخل ہونے کے بعد مبتدا اور خبر کی شرط و جزا کے ساتھ مشابہت ختم ہو جاتی ہے اس لئے کہ لیت اور لعلّ جملہ خبریہ کو انشائیہ بنا دیتے ہیں۔

سوال: متضمن بمعنی شرط میں جب إنّ داخل ہوگا تو خبر پر فا داخل ہوگی یا نہیں؟

جواب: بعض نحویوں کے نزدیک اس کی خبر پر فا داخل نہیں ہو سکتی لیکن اکثر کے نزدیک فا داخل ہو سکتی ہے کیونکہ لیت اور لعل میں صدق اور کذب کا احتمال نہیں ہوتا لیکن إنّ میں ہوتا ہے۔ کلام پہلے محتمل تھا لیکن إنّ نے تاکید کے ساتھ بیان کر دیا۔

Date:

سوال: کیا مبتدا کو حذف کرنا جائز ہے؟

جواب: جب قرینہ ہو تو کبھی مبتدا کو حذف کرنا جائز ہے جو قرینہ عقلی ہو یا قرینہ لفظی ہو جیسے چاند دیکھنے والے کا قول "اَلْهِلَالُ وَاللهِ" یہ اصل میں هٰذَا الْهِلَالُ وَاللهِ تھا مبتدا کو قرینہ حالیہ کی وجہ سے حذف کیا۔

سوال: کیا خبر کو حذف کرنا جائز ہے؟

جواب: جب قرینہ ہو تو خبر کو حذف کرنا جائز ہوتا ہے جیسے "خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ" اِذَا فجائیہ کے بعد مبتدا ہے اس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے۔ یعنی اصل میں خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ مَوْجُوْدٌ ہے۔ موجودٌ خبر محذوف ہے۔

خبر کو وجوبی طور پر حذف کرنا

جب خبر کو وجوبی طور پر حذف کر دیا جائے تو دو شرطیں ہیں:
جب قرینہ ہو۔ غیر خبر کو خبر کے قائم مقام کرنا۔
غیر خبر کو قائم مقام کرنے کی چار صورتیں ہیں

(1) جب مبتدا لولا کے بعد ہو اور اس کی خبر افعال عامہ ہو جیسے لَوْلَا زَيْدٌ لَكَانَ كَذَا (لولا پہلے کے ہونے کی وجہ سے دوسرے کی نفی کرتا ہے) لولا خود قرینہ ہے [illegible]

(2) جب مبتدا مصدر ہو مصدر مضاف ہو فاعل یا مفعول کی طرف اس کے بعد حال ذکر کر دیا گیا ہو کَانَ تامہ ہے قَائِمًا اس سے حال خبر کو حذف کیا کہ ظرف اس پر دلالت کر رہا ہے اور ظرف کو حذف کیا کہ حال اس پر دلالت کر رہا ہے۔ حال معنوی طور پر فعل کے لیے ظرف ہوتا ہے ضَرْبِیْ زَیْدًا قَائِمًا [illegible]

(3) جب مبتدا معطوف الیہ ہو واؤ (بمعنی مع) کے ساتھ اس میں مبتدا سے مقارنت کا ارادہ کیا ہو جیسے كُلُّ رَجُلٍ وَضَيْعَتُهُ۔ (مقرون کو محذوف کیا او مقرون یعنی [illegible])

(4) جب مبتدا مقسم بہ ہو تو خبر کو جواب قسم قائم مقام کیا ہو۔ اس میں قسمی فرضی اس کو حذف کیا لَاَفْعَلَنَّ كَذَا قائم کیا گیا ہو۔ جیسے [illegible]

قسم کے ساتھ ہو قسم میں جواب [illegible]

Date:

افعال ناقصہ کا اسم

اِنَّ اور اس کے اخوات کی خبر

وہ مسند ہے ان حروف کے داخل ہونے کے بعد جیسے
اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ اور اس کی خبر کا حکم مبتدا کی طرح ہے مقدم
کرنے میں مگر جب یہ ظرف ہو، کیونکہ ظرف میں وسعت زیادہ ہے۔
ان لدینا انکالا وجحیما

لائے نفی جنس کی خبر

وہ مسند ہے ان حروف کے داخل ہونے کے بعد جیسے
لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِیْفٌ فِیْهَا۔
بنو تمیم اس کی خبر کو ثابت ہی نہیں کرتے لفظی طور
پر ظاہر نہیں کرتے بلکہ محذوف مانتے ہیں۔
لیس کا عمل لا میں شاذ ہے۔

ما ولا المشبہتین بلیس کا اسم

وہ مسند ہوتا ہے اس کے داخل ہونے کے بعد جیسا زَیْدٌ قَائِمٌ
ولا رَجُلٌ اَفْضَلُ مِنْکَ اور لا کم استعمال ہوتا ہے۔

Date:______

منصوبات

منصوب وہ اسم ہے جو مفعولیت کی علامت پر مشتمل ہو، وہ مفعول حقیقۃً ہو یا حکماً ہو۔

مفعول مطلق:

وہ اسم مصدر ہے جس کو فعل مذکور کے فاعل نے کیا ہو اور وہ اس کے ہم معنی میں ہو۔

سوال: ضربت الرکاب مفعول مطلق ہے لیکن اس سے پہلے ہم معنی فعل نہیں ہے؟

جواب: یہاں صراحۃً حقیقۃً اگرچہ نہیں ہے لیکن تقدیراً مذکور ہے اصل میں فضرب ضرب الرکاب ہے لہذا اعتراض نہیں

سوال: زیدٌ ضاربٌ ضرباً میں ضرباً مفعول مطلق ہے اس میں کوئی فعل مذکور نہیں شبہ فعل مذکور ہے؟

جواب: یہاں پر فعل سے مراد عام ہے۔ ~~اس میں کوئی فعل~~ یہ حقیقی کو بھی شامل ہے اور شبہ فعل کو بھی شامل ہے۔

فوائد و قیودات

سوال: ضربت ضربت زیداً میں کونسی چیز نکل گئی؟

جواب: یہ اسم نہیں ہے فعل ہے کیونکہ جو کام پہلا فعل کر رہا ہے وہی کام دوسرا فعل کر رہا ہے۔ یہ اسم نہیں ہے۔ اس لئے مفعول مطلق نہیں ہے۔

Date:

سوال: "فَعَلَهُ فَاعِلُهُ" فاعل وہ کام کرے جس کو فاعل نہیں کرتا
اس سے اعتراض ہے جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا؟

جواب: زید مفعول مطلق نہیں ہے کیونکہ زید کو ماقبل فعل
نہیں کر رہا وہ مارنے والا کر رہا ہے اس لئے یہ مثال نکل گئی۔

فَعَلَهُ فِعْلٌ مذکور اس سے ان مصادر سے اعتراض ہو گیا
جس میں فعل نہ تقدیرًا ہو نہ حقیقۃً ہو۔ جیسے آ ضَرْبٌ وَقَعَ

بمعناہ فعل مذکور کا ہم معنی نہیں وہ اس سے نکل گیا
جیسے کَرِهْتُ حُبًّا جی۔ فعل مذکور فاعل کا کام کر رہا ہے
یعنی اپنے گھر سے ہونے کو نا پسند کر رہا ہے اس کا ہم معنی
نہیں ہے یہ مفعول بہ ہے۔

سوال: مَاتَ مَوْتًا قسم جَنَابَةً میں مَوْتَةً اور جنابۃً
مفعول مطلق ہے لیکن اس کا فاعل اس کو کر نہیں رہا؟

جواب: یہاں اگرچہ کچھ نہیں کر رہا لیکن اس کا فاعل موت
اور جنابت کے قابل ہے۔ جب قابل ہے تو اس کو حکمًا
فاعل شمار کیا جاتا ہے۔

سوال: یہاں بمعناہ ذکر کیا بلفظہ ذکر کیوں نہیں کیا؟

جواب: اس لئے ذکر نہیں کیا تاکہ وہ مفعول مطلق جو غیر
لفظہ ہو وہ بھی شامل ہو جائے جیسے قَعَدْتُ جُلُوْسًا
اگر لفظ نہیں ہے ہم معنی ہے۔

Date:

مفعول مطلق کی اقسام:

مفعول مطلق کی تین اقسام ہیں۔ تاکیدی، نوعی اور عددی

تاکیدی:

سامع کے وہم کو دور کرنے کے لیے جیسے جَلَسْتُ جُلُوسًا
سامع کا وہم ہے کہ وہ جلست سے کوئی اور معنی مراد لے رہا
ہو لیکن وہ دوبارہ کہتا ہے تاکید کے ساتھ وہم کو دور کرنے کے لیے۔

نوعی:

اس میں کوئی وصف ہو گا جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا شَدِیْدًا
یہاں فعل کی قسم بتائی یعنی میرا مارنا شدید ہے۔ اور
ضَرَبْتُ ضَرْبَ الأَمِیْرِ یہ بھی ایک قسم ہے میں نے امیر کی
طرح مارا۔ فِعْلَةٌ کا وزن نوعی ہے۔

عددی:

فَعْلَةٌ کا وزن عددی ہے۔ یہ تعداد کے لیے ہوتا ہے۔

مفعول مطلق تاکیدی کا فعل تثنیہ اور جمع نہیں بن
سکتا لیکن نوعی اور عددی کا بن سکتا ہے۔ کیونکہ مفعول
مطلق تاکیدی فقط حدث پر دلالت کرتا ہے۔
حدث میں کوئی تعدد نہیں ہوتا جب کہ تثنیہ اور جمع
میں تعدد ہوتا ہے۔ فعل میں اس لیے نہیں بن سکتا
کیونکہ فعل اپنی حالت پر رہتا ہے۔
مفعول مطلق بغیر لفظ کے بھی آ سکتا ہے فعل سے ہٹ
کر بھی آ سکتا ہے۔
("بغیر لفظ" کا حکم صرف مفعول مطلق تاکیدی کے لیے ہے۔
باقیوں کے لیے بغیر لفظ نہیں آ سکتا)

Date:

سوال: مفعول مطلق کے فعل کو کب حذف کرنا جائز ہے؟

جواب: قیام قرینہ کے وقت اس کے فعل کو حذف کیا جاتا ہے جوازی طور پر ہے جب کوئی آنے والا ہوتا ہے تو خیر مقدم کہتے ہیں اصل میں اس کا فعل قدمت قدوما خیر مقدم تھا۔ خیر مقدم اسم تفضیل ہے قدوما مفعول مطلق ہے، اسے حذف کیا۔

وجوبی صورت:

وجوبی صورت میں فعل کو حذف کیا جاتا ہے سماعی طور پر اور قیاسی طور پر۔

سماعی طور پر:

مفعول مطلق کا فعل کبھی سماعی حذف ہوتا ہے جیسے

سَقْيًا اصل میں سَقَاكَ اللهُ سَقْيًا تھا،

اور رَعْيًا اصل میں رَعَاكَ اللهُ رَعْيًا تھا،

اور خَيْبَةً اصل میں خَابَ خَيْبَةً تھا،

اور جَدْعًا اصل میں جَدَعَ جَدْعًا تھا،

اور حَمْدًا اصل میں حَمِدْتُ حَمْدًا تھا،

اور شُكْرًا اصل میں شَكَرْتُ شُكْرًا تھا،

اور عَجَبًا اصل میں عَجِبْتُ عَجَبًا تھا،

عربوں کے قول میں یہ حذف ہیں۔

سوال: ان کے فعل تو موجود ہیں تو حذف کرنا کیسے واجب ہے؟

جواب: جب یہ لام کے ساتھ ہوں تب ان کو حذف کرنا واجب ہے جیسے شُكْرًا لَكَ، حَمْدًا لَهُ، سَقْيًا لَكَ،

دوسرا جواب: قدیم عرب کے لوگ اس طرح نہیں کرتے اور والوں نے اس طرح کیا۔

قیاسی طور پر مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے۔

چار صورتوں میں مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے

پہلے ضابطے میں چار صورتیں ہیں شرائط

(۱) مفعول مطلق مثبت ہو (۲) نفی یا معنی نفی کے بعد واقع ہو (۳) وہ نفی یا معنی نفی اسم پر داخل ہو (۴) وہ اسم ایسا ہو کہ اس سے مفعول مطلق خبر نہ بن سکے۔

"مَا اَنْتَ اِلَّا سَیْرًا"

سیرًا مفعول مطلق ہے یہ مثبت ہے، ما نفی کے بعد واقع ہے۔ انت اسم ہے یہ نفی کے بعد واقع ہے۔ انت ذات مخصوصہ ہے اور سیرًا صفت مخصوصہ ہے صفت محض کا حمل ذات محض پر نہیں ہوتا۔ اس کا فعل محذوف ہے اصل میں ما انت تسیر سیرًا ہے۔

مفعول مطلق معرفہ بھی ہو سکتا ہے اگر مفعول مطلق مثبت واقع نہ ہو بلکہ منفی واقع ہو جیسے ما زید سیرًا یہاں سیر کی نفی نہیں ہو رہی یہاں فعل کو حذف کرنا جائز ہے

اگر نفی کے بعد واقع نہ ہو یا معنی کے بعد نہ ہو تو فعل کو حذف کرنا جائز نہیں۔

اگر نفی اسم پر داخل نہ ہو فعل پر ہو تو حذف کرنا واجب نہیں "ما سرتُ سیرًا"۔

اگر اس کی خبر بن سکتا ہو تو فعل کو حذف کرنا واجب نہیں "ما سیری الا سیرٌ شدیدٌ"

(۲) مفعول مطلق مکرر واقع ہو۔

مفعول مطلق مکرر ہو مفعول مطلق خبر نہ بن سکے جیسے زید سیرًا سیرًا یہ خبر نہیں بن سکتی یہ صفت محض ہے زید یسیر یہ محذوف ہے۔

کیونکہ یہ پہلے جملے کی تفصیل کر رہے واقع ہو رہے ہیں۔

Date:

(3) غرض کی تفصیل فائدہ

مفعول مطلق سے پہلے جملہ ہوگا اس سے مضمون نکلے گا اس سے غرض نکلے گا اس میں اجمال ہوگا، مفعول مطلق اس اجمال کے فائدہ کی تفصیل ہوگا۔

" فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً " مَنًّا اور فِدَاءً دونوں مفعول

اس کے دو فائدے ہیں دو غرضوں کی وجہ سے یا احسان کرتے ہوئے چھوڑ دو یا فدیہ دو۔ تمنون منًّا بعد شدّ الوثاق تفد

مَنًّا اور فِدَاءً ان کا فعل وجوبی طور پر محذوف ہے مصدر کو مفعول ان کی طرف مضاف کر دیا۔ مفعول

مفعول مطلق کے غرض کی تفصیل (اصل میں تمنون منًّا اور تفدون فداء

ان جگہوں میں مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے ایک جگہ یہ ہے کہ اس میں مفعول مطلق تفصیلاً واقع ہو جملہ مقرر کے مضمون کے اثر کے لیے۔

(4) مفعول مطلق مشبہ بہ ہو

مفعول مطلق مشبہ بہ ہو کسی چیز سے تشبیہ دی گئی ہو دوسری بات یہ ہے کہ مفعول مطلق فعل جو اس پر دلالت کرے تیسری بات یہ ہے کہ ایسے جملے کے بعد واقع ہو جو جملہ اس کے ہم معنی اسم پر واقع ہو اور اس کے موصوف پر واقع ہو۔ جیسے "مررتُ بِهِ فَإِذَا لَهُ صَوْتٌ (زید کی) اور صَوْتَ حِمَارٍ" صوت حمار یہ مفعول مطلق ہے یہ مشبہ بہ ہے۔ یعنی اس کی آواز کو گدھے کی آواز کے ساتھ تشبیہ دی گئی اور زبان سے بولا یہ فعل جو اس کا ہے لَهُ صَوْتٌ یہ جملہ ہے مفعول یہ جملہ اس اسم پر اور موصوف پر دلالت کر رہا ہے اصل میں یُصَوِّتُ صَوْتَ حِمَارٍ تھا، اس کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے دوسری مثال مررتُ بِهِ فَإِذَا لَهُ صُرَاخٌ صُرَاخَ الثَّكْلَى یہاں

شدہ ... ہیں

Date: ____________

مفعول بہ

"ھو ما وقع علیہ فعل الفاعل"

وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے

ضربتُ زیداً

سوال: ما ضربتُ زیداً میں فاعل کا فعل واقع نہیں ہوا؟

جواب: وقوع سے مراد نفی کی صورت میں یا اثبات کی صورت میں برابر ہے۔

کبھی فعل پر مقدم ہوتا ہے۔

کیونکہ فعل عامل قوی ہے جس طرح مؤخر میں عمل کرتا ہے اسی طرح مقدم میں عمل کرتا ہے۔ قد سے ظاہر ہوتا ہے یہ ہر وقت مقدم نہیں ہوتا کبھی کبھی ہوتا ہے۔

بعض صورتوں میں مقدم ہونا واجب ہوتا ہے جیسے معنیٰ استفہام پر مشتمل ہو اس کو مقدم کرنا واجب ہے۔

سوال: مفعول بہ فعل پر مقدم ہوتا ہے اس کا عامل اسم ہوتا ہے جب اس پر مقدم ہے تو یہاں پر کیوں ذکر نہیں کیا؟

جواب: جیسے "انا زیداً ضاربٌ" یہاں فعل عمل میں اصل ہے اس لیے ذکر کیا فعل سے مراد عامل ہے تو اس میں اسم اور فعل سب شامل ہیں۔

کبھی فعل کو قیام قرینہ کے وقت حذف کیا جاتا ہے

جوازی اور وجوبی طور پر

جیسے کوئی کہے کہ میں کس کو ماروں تو جواب میں زید کہا جائے گا قرینہ کے موجود ہونے کی وجہ سے حذف کیا

چار جگہوں پر فعل کو حذف کرنا واجب ہے

پہلی سماعی ہے جیسے (اِمْرَأً وَنَفْسَهٗ) امرأ یہ
مفعول بہ ہے اصل میں یہاں اُتْرُكْ محذوف ہے
یہاں واو بمعنی مع کے ہے۔ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ، خیر
مفعول بہ ہے اِقْصِدُوْا محذوف ہے

سوال: اِنْتَهُوْا موجود ہے اس کا فعل نکالتے ؟

جواب: اس سے معنی غلط ہو جاتا ہے اس لیے نہیں نکال سکتے۔

"اَهْلًا وَسَهْلًا"

یہ مفعول بہ ہیں اصل میں یہ اَتَيْتَ اَهْلًا وَطِئْتَ سَهْلًا
ہے اس میں اَتَيْتَ اور وَطِئْتَ محذوف ہیں۔

دوسری صورت جس میں مفعول بہ کے فعل
کو حذف کرنا واجب ہے۔

"منادی"

وَهُوَ الْمَطْلُوْبُ اِقْبَالُهٗ بِحَرْفٍ نَائِبٍ مَنَابَ "اَدْعُوْ"
منادی وہ ہے جس کی توجہ مطلوب ہو ایسے حرف
کے ساتھ جو اَدْعُوْ کے قائم مقام ہو
منادی اصل میں مفعول بہ ہے جس کے فعل کو حذف
کیا گیا ہے۔ جیسے یَا زَیْدُ یَا غُلَامُ۔
یہ حذف لفظی طور پر بھی ہوتا ہے کبھی تقدیری طور
پر ہوتا ہے یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا، اس میں تقدیری
طور پر۔

منادی کا اعراب ۴ قسموں پر ہوتا ہے

مبنی علی الضم ہوتا ہے۔ اگر یہ مفرد ہو معرفہ ہو جیسے
یَا زَیْدُ۔ مفرد کبھی تثنیہ اور جمع کے مقابلے میں آتا ہے
کبھی مضاف اور مشابہ مضاف کے مقابلے میں آتا ہے کبھی جملہ ہوتا ہے۔

معرفہ کی دو صورتیں ایک یہ حرف ندا کے بعد معرفہ ہوتا ہے پہلے بھی ہو معین بھی ہو جیسے یا زَیْدُ یا رَجُلُ یہ مفرد بھی ہے معرفہ بھی ہے مبنی علی الضم ہے۔

مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے اس کی چند جگہیں ہیں

پانچویں جگہ:

جہاں پر مفعول مطلق مضمون جملہ واقع ہو یعنی جملے کا خلاصہ اور [illegible] حاصل واقع ہو۔ ایسا جملہ اس کو کوئی غیر کا احتمال احتمال نہ رکھتا ہو یعنی مقابل کا احتمال نہ رکھتا ہو۔ جیسے لَہٗ عَلَیَّ اَلْفُ دِرْھَمٍ اِعْتِرَافًا "اعترافًا" یہ مفعول مطلق ہے ایسا مفعول مطلق جس کہ جملے کا مضمون واقع ہو رہا ہے۔ اعتراف کا مقابل انکار ہے۔ اس میں مقابل کا احتمال نہیں ہے اس کے مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے اصل میں اِعْتَرَفْتُ اِعْتِرَافًا تھا۔

چھٹی جگہ:

ایسی صورت جس میں غیر کا احتمال رکھتا ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ حَقًّا یہ ایسے جملے کے بعد واقع ہے جس میں غیر کے کھڑے ہونے کا احتمال ہے کذب کا احتمال ہے ہوسکتا ہے زید کھڑا نہ ہو حَقًّا نے تاکید پیدا کی ہے۔

ساتویں جگہ:

جب مفعول مطلق مثنیہ واقع ہو یعنی تثنیہ کے صیغے کے ساتھ واقع ہو اس میں ایک شرط یہ ہے کہ یہ فاعل کا مفعول کی طرف مضاف ہو جیسے لَبَّیْکَ یا سَعْدَیْکَ

Date: ______

لبیک مفعول مطلق ہے وجوبی طور پر محذوف ہے یہ اصل
میں اُلبث لک اِلباثاً ہے
اور سعدیک اصل میں اُسعدک اِسعاداً ہے،
پہلے ثلاثی مزید فیہ تھا پھر مجرد کر دیا

شاباش

7-8-2021

بارک اللہ فی علمک و عملک

Date:

سوال: تثنیہ اور جمع پر الف لام آتا ہے یہاں کیوں داخل نہیں؟
جواب: منادی ہیں یا یہ الف لام کے قائم مقام ہے یہ معرفہ کا فائدہ دیتا ہے دو آلہ تعریف کا جمع ہونا لازم آتا ہے جو کہ جائز نہیں۔

سوال: یہاں منادی کو مبنی کیوں بنایا گیا حال کا تقاضا یہ تھا کہ یہ مفعول بہ ہے منصوب ہونا چاہیے؟
جواب: اس کو مبنی اس لیے بنایا گیا یہ کاف کی جگہ واقع ہے اس کا اعراب کبھی مجرور ہوتا ہے لام استغاثہ کے ساتھ جب الف استغاثہ آئے گا تو منصوب ہوگا جائز نہیں۔

سوال: معرب کیسے بنا؟
جواب: حرف کے ساتھ ~~ضعف~~ ضعیف مشابہت کی وجہ سے اسم کے ساتھ مشابہت قوی ہونے کی وجہ سے

سوال: لام جارہ کے نیچے تو زیر ہوتا ہے یہ کیوں زبر کیوں ہے؟
جواب: منادی کاف کے مقام پر واقع ہے جو کہ ضمیر خطاب ہے۔ ضمیر پر جو لام ہوتا ہے اس پر فتحہ ہوتا ہے۔
جب اس پر الف آئے گا لام نہیں آئے گا۔ الف لام کے عوض میں آتا ہے عوض اور معوض عنہ جمع نہیں ہو سکتے۔
جب اصل ہوگا تو نائب نہیں ہوگا جب نائب ہوگا تو اصل نہیں ہوگا

سوال: منادی اصل میں مفعول بہ ہے اس کا اعراب منصوب ہوتا ہے۔ اصل اعراب آخر میں کیوں ذکر کر رہے ہیں؟
جواب: مختصر کرنے کے لیے اسے آخر میں ذکر کیا

اگر معین ہوگا تو مفرد معرفہ ہوگا اگر غیر معین ہوگا تو منصوب ہوگا۔

منادی کے توابع کا اعراب

منادی جو مبنی ہو اس کے مفرد توابع جو تاکید، صفت
عطف بیان اور عطف بحرف ہیں جن پر یا کا
داخل ہونا ممتنع ہو (بدل)، ان کا اعراب دو طریقوں
سے جائز ہے۔

(1) لفظ پر محمول کرتے ہوئے مرفوع
(2) محل منادی پر محمول کرتے ہوئے منصوب

صفت کی مثال:

یَا زَیْدُ العَاقِلُ۔ زید مفرد معرفہ ہے۔ العاقل صفت ہے
دونوں اعراب پڑھ سکتے ہیں۔ مرفوع بھی اور منصوب بھی۔

تاکید کی مثال:

یَا تَمِیْمُ اَجْمَعُ ، وَ اَجْمَعِیْنَ۔

عطف بیان کی مثال:

یَا غُلَامُ بِشْرٌ۔

عطف بحرف کی مثال:

یَا زَیْدُ الحَارِثُ وَالحَارِثَ۔ تابع اور مفرد ہے۔

معطوف مذکورہ کے بیان میں اختلاف ہے

خلیل، ابو عمرو اور ابو عباس کا اختلاف ہے۔

خلیل کا بیان:

خلیل کہتے ہیں معطوف مرفوع ہوگا۔ منادی کے تابع کا
اگر اعراب ہوگا وہ مستقل ہوگا، وہ بھی نفسہ
منادی ہے اس لیے اس کا اعراب رفع ہوگا۔

ابو عمر کا بیان:

ابو عمر کہتے ہیں منصوب ہوگا منادی کا تابع
محل کا تابع ہوتا ہے۔ محل یہاں نصب ہے

ابو العباس کا بیان:

ابو عباس کہتے ہیں ہم اس اسم کو دیکھیں گے۔ اگر ایسا اسم ہے
جس پر الف لام جدا ہو سکتا ہے تو اس وقت وہ مرفوع ہوگا
اگر جدا نہیں ہو سکتا تو منصوب ہوگا۔ جیسے النجم الثاقب

اگر منادی کے توابع مضاف یا شبہ مضاف ہو تو منصوب
ہوگا۔ مبنی منادی کا توابع بدل ہو اور وہ معطوف
جس پر یا کا دخول جائز ہو تو اس کا حکم اگر یہ منادیٰ مستقل
ہوں تو منصوب ہونگے، مفرد معرفہ ہوں تو مبنی علی الضم ہونگے
یا خالدُ نفسَہٗ تاکید معنوی ہے لیکن مضاف ہے اس
صورت میں اس کا اعراب نصب ہوگا۔
یا زیدُ بشرُ بدل ہے لیکن مفرد ہے لہٰذا یہ مبنی بر ضم ہے
یا زیدُ اخا عمرٍو مضاف ہے اس کا اعراب منصوب ہے

آپ نے کہا تھا کہ منادی مفرد معرفہ مبنی بر ضمہ ہوتا ہے
حالانکہ یا زیدُ بن عمرٍ میں زید مفرد معرفہ ہے مگر
اس میں ضمہ کی بجائے فتحہ مختار ہے؟

جواب

جو علم موصوف با بن ہو یعنی منادی ایسا ہو جو ابن
یا ابنۃ کا موصوف ہو اور ابن یا ابنۃ علم کی طرف
مضاف ہو تو اس پر فتحہ دینا جائز ہے۔

Date: ______

سوال: منادیٰ مفرد معرفہ تو مبنی ہے تو فتحہ کیوں جائز ہے؟

جواب

موصوف کا صفت کے ساتھ شدت امتزاج ہے

گویا کہ ایک ہے۔

جب منادیٰ کو بنا دیا جائے معرف باللام کو تو یا أیُّها الرَّجُل

یا هٰذَا الرَّجُلُ اور یا أَیُّهٰذَا الرَّجُلُ کہا جائے گا۔

اَیُّ اسم مبہم ہے۔ یہ مذکر مؤنث سب کے لیے ہے۔ هٰذَا

معین ذات کے لیے نہیں مبہم ذات کے لیے ہے۔

سوال: یہاں اَیُّ اور اَیُّهٰذَا کی ضرورت کیوں پڑی؟

جواب: منادیٰ معرف باللام ہے۔ یا حرف ندا بھی تعریف کے لیے ہے تو دو حرف تعریف ایک ساتھ آ گئیں۔ اس لیے مبہم سے فاصلہ ڈالا۔

سوال: رَجُلُ پر رفع لازم کیا یا أیُّها الرَّجُلُ میں رَجُل تابع ہے ایُّها منادیٰ ہے تو منادیٰ کی صفت کو رفع نصب دونوں پڑھ سکتے ہیں تو دونوں جائز ہوں رفع کو کیوں لازم کیا؟

جواب: یہاں صفت مقصود بالندا ہے اور اَیُّ ندا کے لیے وسیلہ ہے اس کی اصل رجلُ صفت ہے اگر صفت کو حذف کریں تو کلام غلط ہو جائے گا۔ اس لیے اسے وہی اعراب دیا جو صفت کا ہوتا ہے

جیسے یا أیُّها الرَّجُلُ الکریمُ۔

سوال: اسم جلالت اللہ معرف باللام ہے اس میں آیُّھا یا
آیَّتُھا کا اضافہ کیوں نہیں کیا وجہ؟

جواب: آیُّھا اور آیَّتُھا اس کا عدم استعمال اللہ عزوجل کے
ساتھ خاص ہے ورنہ جو معرف باللام ہے جس میں ان
کا استعمال نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہاں ابہام ذات کے لیے ہے
اور اللہ ابہام سے پاک ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں الف لام تعریف نہیں ہے
بلکہ کلمے کا جز ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا یہ اپنے نام میں
منفرد ہے۔

فائدہ:

اسم جلالت اللہ عزوجل کے نام کا ایک خاصہ یہ ہے کہ
بعض اوقات حرف ندا اسم جلالت کے آخر میں میم مشدد
سے بدل جاتا ہے جیسے اَللّٰھُمَّ اصل میں حرف ندا تھا
اس کے بدلے میں میم مشدد آیا ہے۔

فائدہ:

یا اللہ میں اس کا جو ہمزہ ہے یہ قطعی ہے گر نہیں سکتا
لیکن اَللّٰھُمَّ میں وصلی ہے۔

فائدہ:

اسم جلالت اللہ کے لام سے پہلے ضمہ یا فتحہ ہو تو پُر پڑھیں گے
اگر کسرہ ہو تو باریک پڑھیں گے۔ اس کے علاوہ پر نہیں پڑھ سکتے گی اور کا

قاعدہ:

جب منادی مکرر ہو پھر مضاف ہو اس میں ضمہ اور
نصب دونوں جائز ہیں جیسے یا تیمُ تیمَ عدی ضمہ
اس لیے کہ مفرد معرفہ ہے۔ فتحہ اس لیے کہ مضاف ہو رہا
ہے۔ تیم عدی کی طرف مضاف ہے۔

Date:

Date:

دوسرا قسم یہ تاکید لفظی ہے تابع ہے جو مضاف ہے
اس سے اس کا اعراب منصوب ہوتا ہے۔

منادی یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو اس کا اعراب
چار طریقوں سے جائز ہے۔

یا غلامیْ یا کے سکون کے ساتھ۔

یا غلامیَ یا کے فتحہ کے ساتھ۔

یا غلامِ یا کے حذف کے ساتھ کسرہ بچے آخر کی وجہ سے

یا غلاما یا کو الف سے بدلنے کے ساتھ۔

وقف کی صورت میں ہا لگانا جائز ہے۔

Date:

ترخیم منادیٰ

لغوی معنی تسہیل ہے۔ اصطلاحی معنی یہ ہے کہ
منادی کے آخر میں ایک یا ایک سے زائد حروف حذف
کرنا تخفیف کی وجہ سے
"حذف فی آخرہ تخفیفاً"

منادی میں ضرورت کے وقت اور بغیر ضرورت
دونوں وقتوں میں ترخیم جائز ہے
منادی کے علاوہ ضرورت کے پیش نظر جائز ہے جیسے
ضرورت شعری ہے۔ شعر کے وزن کو برقرار رکھنے کے لیے

سوال: ترخیم منادی کی کتنی شرائط ہیں؟

جواب: ترخیم منادی کی ۴ شرائط ہیں جن میں سے تین عدمی
اور ایک وجودی ہے

تین عدمی شرائط:

(۱) منادی مضاف نہ ہو (۲) منادی مستغاث نہ ہو
(۳) منادی جملہ نہ ہو۔

وجودی شرط:

وجودی میں دو چیزوں میں سے ایک کا ہونا ضروری
ہے یا ایسا علم ہو جو تین حروف سے زائد ہو یا
ایسا ہو جس کے ساتھ تائے تانیث ہو علم ہونا ضروری نہیں

ضابطے

پہلی صورت:

اسم کو دیکھیں گے کہ اس میں دو حروف کی زیادتی
ہو دونوں کی زیادتی ایک معنی ایک غرض ہو
جیسے اسما اور مرقان۔ اسما میں الف اور
ھمزہ دو حرف زائد ہیں دونوں کی غرض ایک ہے

Date:

ایک ساتھ ایک معنی کے لیے زیادتی کی گئی ہو اور وہ ہے تانیث ہونا.
اور مروان میں الف اور نون کو زیادہ کیا
دونوں کی غرض ایک ہے اور وہ ہے مذکر ہونا
اگر ان کا الٹ ہوں جن میں حرف کی زیادتی
نہ ہو یا پھر ایک حرف کی زیادتی ہو جیسے "زرقم"
یا دو حرف کی زیادتی ہو لیکن دونوں کی الگ الگ
غرض ہو جیسے زراقم دونوں کو ایک ساتھ نہ بڑھایا
گیا ہو تو یہ بھی اس میں نکل جائیں گی. جیسے عَقَنْقَب
یہاں "ن" اور "ب" زائد ہیں لیکن ایک معنی
ایک غرض کے لیے نہیں ہیں. یہ الحاق کے لیے ہیں.

دوسری صورت:

منادی کے آخر میں ایک حرف صحیح ہو یعنی حرف
اصلی ہو اور اس صحیح حرف سے پہلے مدہ زائدہ
ہو. ایسی صورت میں اس کے آخر سے دو حرف کو (چار حرف سے زائد ہو.)
حذف کیا جائے گا. ایک ہی ساتھ زیادہ ہوئے
ایک ساتھ ہی حذف ہوں گے. پھر مدہ زائدہ ہوگا
وہ بھی حذف ہوگا جیسے یا مَنْصُوْرُ سے یا مَنْصُ.
یا آذربیش سے یا آذر.

تیسری صورت:

اگر منادی مرکب ہو بغیر اضافت بغیر اسنادی کے
مرکب مزجی جیسے بَعْلَبَکُّ کو یا بَعْلُ کہیں گے.

چوتھی صورت:

ان تینوں صورتوں میں سے کوئی نہ ہو تو ایک
حرف حذف کریں گے.

Date: ______

سوال: ترخیم کے بعد کونسا اعراب پڑھیں گے؟

جواب: اعراب کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ جس حالت میں باقی ہے وہی اعراب پڑھیں گے جیسے یا منصُورُ سے یا منصُ ، یا کَرَوَ۔

دوسری صورت ترخیم کے بعد جو حرف بچے اسے مستقل اسم بنا دیتے ہیں اس کی حالت کو دیکھیں گے اعراب کے اعتبار سے کونسی قسم ہے۔ جیسے مفرد معرفہ ہو تو مبنی بر ضمہ ہوگا جیسے یا حارِثُ کو یا حارُ اور یا ثمودُ کو یا ثمی پڑھیں گے۔ یا کروان کو یا کرا پڑھیں گے۔

نُدبہ

لغوی معنی میت پر رونا اور اصطلاحی معنی یہ ہے کہ جس پر افسوس کیا جائے اسے متفجع کہتے ہیں۔

جس پر واو یا یاء کے ساتھ افسوس کیا جائے مندوب کہلاتا ہے۔ واو مندوب کے ساتھ خاص ہے یا دونوں کے لیے۔

مندوب کا اعراب:

مندوب کا اعراب وہی ہے جو منادی کا ہے اور جس طرح توابع کا حکم ہے اس کے توابع کا بھی وہی حکم ہے۔

مندوب کے آخر میں حروف کا اضافہ:

مندوب کے آخر میں الف بڑھایا جاتا ہے۔ اگر الف بڑھانے سے التباس کا خوف ہو تو نہ بڑھائیں جیسے "غُلامَکِہ" (کاف مؤنث کے نیچے ہے اگر الف سے تبدیل کرتے تو مذکر کا مؤنث کے ساتھ التباس لازم آتا اس لیے یا کو بڑھایا۔ اسے "غُلامَکُموہ" یہاں جمع مذکر ہے واو بڑھایا التباس لازم آتا ہے اس لیے الف کو ترک کیا۔

Date:

وقف میں ہا لگانا جائز ہے یا زیداہ

سوال: کیا مندوب ہر جگہ ہو سکتا ہے؟

جواب: مندوب صرف معروف و مشہور ہی ہو سکتا ہے
اس لیے کہ لوگوں کو عظیم مصیبت کے بارے بتانا ہے۔ اس لیے
یا رجلاہ نہیں کہہ سکتے۔ "زیدُ الطویلاہ" ممتنع ہے۔
صفت کے آخر میں الف اور ہا نہیں بڑھا سکتے معروف
مقصود کے آخر میں بڑھا سکتے ہیں۔
برخلاف یونس کے وہ کہتے ہیں بڑھا سکتے ہیں وہ
فرماتے ہیں موصوف صفت میں اتحاد ہے
جمہور کہتے ہیں یہ کلمہ علیحدہ اسم ہے۔ تخصیص کے لیے
لایا جاتا ہے۔

حذف کرنے کا حکم:

حرف ندا کو حذف کرنا جائز ہے جیسے یُوْسُفُ
اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا۔ اصل میں اس سے پہلے یا تھا اس
کو حذف کیا گیا۔

چار مقامات میں حذف کرنا جائز نہیں۔

(۱) اسم جنس (۲) اسم اشارہ

(۳) مندوب (۴) مستغاث

اسم جنس:

یہ وہ اسم جس پر لام کا دخول صحیح ہو اور
معین کی صفت واقع ہو سکتی ہو الرجل میں لام کا
دخول جائز ہے۔

Date:

سوال: اعتراض ہوتا ہے کہ مصنف نے فرمایا منادی جب اسم جنس ہو تو حرف ندا کو حذف کرنا جائز نہیں ایسی مثالیں ہیں جہاں اسم جنس ہوگا حرف ندا حذف ہوگا جیسے اَصبِح لَیل اور اَفتَدِ مَخنُوق اور اَطرِق کَرا یہ تمام اسم جنس ہیں یہاں پر حرف ندا محذوف ہے؟

جواب: کیونکہ یہ قلیل ہیں شاذ ہیں۔

سوال: کیا منادیٰ کو بھی حذف کیا جاتا ہے؟

جواب: کبھی منادیٰ کو حذف کیا جاتا ہے جب قرینہ قائم ہو جوازی صورت میں جیسے (اَلَا یَسجُدُوا) یہ اسم منادیٰ محذوف ہے اصل میں اَلَا یَا قَوم اُسجُدُوا تھا یہاں مقصود بالندا نہیں ہے یہاں قرینہ یہ ہے یہاں یا فعل پر داخل ہے۔ یہاں منادیٰ محذوف ہے۔

"تیسری جگہ جہاں مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے"

مَا اُضمِرَ عَامِلُہ عَلیٰ شَرِیطَۃِ التَّفسِیر سے مراد ہر وہ اسم جس کے بعد کوئی ایسا فعل یا شبہ فعل ہو جو اسی کی ضمیر یا اس کے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم میں عمل نہ کرے اور اگر اس فعل یا شبہ فعل یا اس کے متعلق کو اسم پر مسلط کیا جائے یعنی اسم کو معمول بنایا جائے تو ضرور اس کو نصب دیں گے۔

اس پر کوئی فعل عمل کر رہا ہو وہ محذوف ہوگا فعل یا شبہ فعل اس کی تفسیر کر رہا ہے جیسے زَیدًا ضَرَبتُہٗ ضَرَبتُ کو وجوبًا حذف کیا کیونکہ آگے اس کی تفسیر آ رہی ہے ضَرَبتُہٗ ہے۔ ضمیر میں عمل کی وجہ سے اسم اعراض کر رہا ہے۔

اجنبی فعل کو
مثال ۱

Date: ______

2 مثال: "زَیْدًا مَرَرْتُ بِہٖ" زیدًا اسم ہے اس کے بعد فعل ہے جس میں عمل کر رہا ہے اس وجہ سے زید سے اعراض کر رہا ہے اس کا صلہ حرف جر کے ساتھ آئے نصب دینے کے لئے فعل نکالیں گے جاوزتُ فعل نکالیں گے جو فعل کا مناسب ہے تو اسے یہ نصب دے گا۔

3 مثال: "زَیْدًا ضَرَبْتُ غُلَامَہٗ" متعلق کی وجہ سے اعراض کر رہا ہے اگر اسے ہٹائیں گے تو ضرور نصب دے گا۔ اَھَنْتُ مقدر کیا جائے گا۔ مارنے والے معنی سے توہین (ذلیل) آ رہا ہے

4 مثال: "زَیْدًا حُبِسْتُ عَلَیْہِ" اس کا مناسب معنی نکالیں گے (لَابَسْتُ) لابستُ مناسب معنی نکالیں گے اسم پر مقدر کریں گے تو نصب دے گا

اسم کی اعراب کے اعتبار سے 5 صورتیں

(۱) رفع اولیٰ ہو (۲) نصب اولیٰ ہو

(۳) رفع دینا واجب ہو (۴) نصب دینا واجب ہے

(۵) رفع اور نصب دونوں دینا جائز ہوں کہیں رفع کہیں نصب زیدًا

رفع کے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو تو اس وقت رفع دینا بہتر ہے اگر رفع کا قرینہ بھی آئے اور نصب کا قرینہ بھی ہو لیکن رفع کا قرینہ نصب کے قرینے سے اقویٰ ہو اس وقت جب اَمَّا کے بعد وہ اسم پایا جائے اَمَّا کے ساتھ غیر طلبی ہو یا اذا مفاجات کے بعد وہ اسم واقع ہو۔ غیر طلبی سے مراد امر نہی اور دعا نہ ہو اَمَّا کے ساتھ نہ پائے جاتے ہوں۔

پہلے کی مثال:

جب رفع کے ساتھ کوئی قرینہ نہ ہو جیسے زَیْدٌ ضَرَبْتُہٗ اس میں رفع کے خلاف کوئی قرینہ نہیں ہے کیونکہ ہم حذف سے بچ رہے ہیں (۲) رفع دینا بہتر ہے۔

دوسری مثال: لَقِيْتُ الْقَوْمَ وَ اَمَّا زَيْدٌ فَاَكْرَمْتُهُ یہاں
پر دونوں قرینے پائے جا رہے ہیں۔ اگر زیدٌ پر نصب
پڑھیں گے فعل محذوف کر رہے ہیں اس سے پہلے جملہ فعلیہ
ہے جملہ فعلیہ کا جملہ فعلیہ پر عطف ہے یہ نصب کا قرینہ ہے۔
رفع کا قرینہ اما کے بعد عمومی طور پر مبتدا ہوتا ہے یہ
اقوی قرینہ ہے اس لیے بہتر ہے۔ نصب کا قرینہ عارضی ہے
اگر طلب کے بارے ہو تو نصب دینا بہتر ہوگا۔

اذا مفاجات:

"خَرَجْتُ فَاِذَا زَيْدٌ لَقِيْتُهُ"

یہاں عطف جملہ فعلیہ پر ہے یہ اقوی قرینہ ہے
رفع کا قرینہ اقوی ہے اس طرح کہ کلام عرب میں
جملہ اسمیہ کا عطف جملہ فعلیہ پر تو ہوتا ہے لیکن
اذا مفاجات اکثر فعل پر داخل نہیں ہوتا بلکہ اسم پر
داخل ہوتا ہے اس لیے رفع کا قرینہ اقوی ہے۔

8 مواقع میں اسم پر نصب دینا بہتر ہے

کلام عرب میں حذف کرنا بہتر ہے تاکہ دونوں جملوں
میں تناسب رہے نصب پڑھنا بہتر ہے رفع بھی جائز ہے

پہلی قسم: جب اسم سے پہلے جملہ فعلیہ ہو۔

جب اسم سے پہلے جملہ فعلیہ ہو تو اس صورت میں
نصب پڑھنا بہتر ہے رفع بھی جائز ہے۔ جیسے "خَرَجْتُ
فَزَيْدٌ لَقِيْتُهُ" فا عاطفہ ہے بہتر ہے فعل کو محذوف
مانا جائے تاکہ جملہ فعلیہ کا جملہ فعلیہ پر عطف ہو
یہاں رفع پڑھنا بھی جائز ہے فعل محذوف مانیں گے یہاں
نصب پڑھنا بہتر ہے تاکہ تناسب کا وزن رہے۔ یہاں عطف جملہ فعلیہ پر ہے یہ اقوی ہے

دوسری صورت: اسم حرف نفی کے بعد واقع ہو۔

اسم مذکور حرف نفی کے بعد واقع ہو تو نصب پڑھنا بہتر ہے۔ کیونکہ حرف نفی مضمون فعل کی نفی کرتا ہے جیسے مَا زَيْدًا ضَرَبْتُهُ

تیسری صورت: اسم حرف استفہام کے بعد واقع ہو۔

جب اسم مذکور حرف استفہام کے بعد واقع ہو تو نصب پڑھنا بہتر ہے۔ کیونکہ حرف استفہام کا فعل پر داخل ہونا اولیٰ ہے۔

جیسے أَزَيْدًا ضَرَبْتَهُ۔

چوتھی صورت: اسم اذا شرطیہ کے بعد واقع ہو:

جب اسم اذا شرطیہ کے بعد واقع ہو تو نصب پڑھنا بہتر ہے۔

جیسے إِذَا زَيْدًا ضَرَبْتَهُ يَضْرِبْكَ

پانچویں صورت: اسم حَيْثُ کے بعد واقع ہو:

جب اسم حیث کے بعد واقع ہو تو نصب پڑھنا بہتر ہے جیسے

حَيْثُ زَيْدًا تَجِدُهُ فَأَكْرِمْهُ۔

چھٹی صورت: اسم مذکور امر سے پہلے واقع ہو۔

جب اسم مذکور امر سے پہلے واقع ہو تو نصب پڑھنا بہتر ہے

جیسے زَيْدًا أَكْرِمْهُ۔

ساتویں صورت: اسم مذکور نہی سے پہلے واقع ہو:

جب اسم مذکور نہی سے پہلے واقع ہو تو نصب پڑھنا بہتر ہے

جیسے بَكْرًا لَا تَضْرِبْهُ

Date: ____________

۳۔ **مفعول صورت**: جو فعل مضمر ہے اس کا صفت کے ساتھ التباس کا خوف ہو تو اس صورت میں نصب پڑھنا بہتر ہے

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ

یہاں اناّ ضمیر اور کُلَّ شیءٍ سے اعراض کر رہا ہے یہاں نصب پڑھنا بہتر ہے رفع کی صورت میں وہم پڑ سکتا ہے اس کا معنی غلط ہو جاتا ہے۔ خَلَقْنٰهُ کی صفت کے ساتھ التباس کا خوف تھا اس لئے نصب پڑھنا بہتر ہے۔ نصب دینے کی صورت میں التباس کا خوف نہیں ہے

نکرہ کے بعد جملہ ہے تو صفت واقع ہو رہا ہے

اسم کو رفع اور نصب دونوں پڑھنا برابر ہے۔

جملہ جہاں ذات وجہین ہو یعنی ایسا جملہ جو جملہ اسمیہ ہو اور اس کی خبر فعلیہ ہو۔

اسم پر رفع بھی پڑھ سکتے ہیں اور نصب بھی اس صورت کو ذات وجہین کہتے ہیں دونوں برابر ہیں۔

ذات وجہین میں دو صورتیں ہیں۔ پہلے مرفوع والی صورت (کبریٰ) دیکھیں گے اگر اسے مرفوع پڑھیں گے جیسے زَیْدٌ قَامَ وَعَمْرٌو اَکْرَمْتُہٗ عَمْرٌو مبتدا ہو گا۔ اور اَکْرَمْتُہٗ اس کی خبر مبتدا اور خبر مل کر پھر بھی جملہ اسمیہ ہے مرفوع ہونے کی صورت میں پورے جملے پر عطف ڈالیں گے یہ کبریٰ ہے۔ تو دونوں جملہ اسمیہ ہوئے۔ اس لحاظ سے دونوں برابر ہیں۔

دوسری (صغریٰ) منصوب پڑھنے کی صورت میں عمرًا پڑھنے کی صورت میں پیچھے فعل محذوف مانیں گے تو یہ جملہ فعلیہ ہو جائے گا جب جملہ فعلیہ کریں گے تو اس کا عطف کبریٰ پر نہیں صغریٰ پر ہو گا یعنی صرف قام پر ہو گا۔ اس صورت

Date:

میں جملہ فعلیہ کا عطف جملہ فعلیہ پر ہے لہٰذا منصوب پڑھنا بھی برابر ہوگیا۔ تو اب رفع اور نصب دونوں پڑھ سکتے ہیں دونوں برابر ہیں۔ دونوں کی دلیلیں اور قرینہ موجود ہے۔

س: نصب کہاں واجب ہے؟

ج: جب اسم حرف شرط اِنْ کے بعد ہو حرف تخصیص (ھَلَّا۔ اَلَّا۔ لَوْلَا۔ لَوْمَا) کے بعد ہو تو نصب پڑھنا واجب ہے۔

س: نصب پڑھنا کیوں واجب ہے؟

ج: کیونکہ حرف شرط اور حرف تخصیص فعل کے ساتھ خاص ہیں جب بھی آتے ہیں فعل پر آتے ہیں۔

شرطیہ

جیسے "اِنْ زَیْدًا ضَرَبْتَہٗ ضَرَبَکَ" یہاں زید اِنْ کے بعد واقع ہے اس لیے نصب پڑھنا واجب ہے۔

جیسے "اَلَّا زَیْدًا ضَرَبْتَہٗ" یہاں زید حرف تخصیص کے بعد واقع ہے اس لیے نصب پڑھنا واجب ہے۔

"اَزَیْدٌ ذُھِبَ بِہٖ"

یہ مثال مَا اُضْمِرَ عَامِلُہٗ عَلٰی شَرِیْطَۃِ التَّفْسِیْرِ کے باب میں سے ہی نہیں کیونکہ ما اضمر عاملہ میں یہ شرط ہے کہ فعل کو اسم پر مسلط کرنا ممکن ہو اور مسلط کرنے کے بعد اسم کو نصب دینا مختار ہے۔ یہ شرط اس مثال میں نہیں پائی جارہی۔ اگر اس فعل کو زید پر مسلط کریں تو معنی مجہول ہو جائے گا۔ اس لیے شرط نہیں پائی جا رہی۔

Date: ______

"كُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ"

اس میں بھی ما اُضمر عاملہ کی شرط نہیں پائی جا رہی یہ بھی باب میں شامل نہیں کیونکہ اس میں مسلط کرنے والا معنی نہیں پایا جا رہا فعلوہ کو کُلُّ شَيْءٍ پر مسلط کریں تو معنی فاسد ہو جائے گا۔

اس پر رفع پڑھنا واجب ہے۔

اعتراض

مصنف نے کہا اسم کے بعد فعل امر ہو تو نصب دینا مختار ہے ہم دکھاتے ہیں کہ اسم کے بعد امر ہے اس کے باوجود اس پر رفع ہے اور فاجلدوا اس پر عمل کر رہا ہے۔

"اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ"

(جواب)

یہ ما اُضمر عاملہ کے باب میں سے ہی نہیں اس کی ترکیب میں دو صورتیں ہیں، دونوں صورتیں امام مبرد اور امام سیبویہ دونوں کے اعتبار سے نہیں آتا۔

امام مبرد:

فاجزائیہ شرط ہے۔ اس کے بعد جو فعل ہے وہ ما قبل میں عمل نہیں کر سکتا جب عمل نہیں کرتا تو فعل کو اسم پر مسلط کرنا ممکن ہی نہیں۔

امام سیبویہ:

فرماتے ہیں یہ دو جملے ہیں هٰذَا بَيَانُ الْحُكْمِ الزَّانِيَةِ یہ مبتدا ہے فاجلدوہ خبر ہے یہ دوسرا جملہ ہے۔ ما اُضمر عاملہ میں ایک جملہ ہوتا ہے۔ یہاں دو جملے ہیں اس لیے یہ شامل نہیں ہے۔

Date:

چوتھی جگہ جہاں مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے۔

تحذیر

تحذیر کے لغوی معنی تخویف، خوف زدہ کرنا۔

"وَهُوَ مَعْمُولٌ بِتَقْدِيرِ (اِتَّقِ) تَحْذِيرًا مِمَّا بَعْدَهُ أَوْ ذُكِرَ الْمُحَذَّرُ مِنْهُ مُكَرَّرًا"

(۱) اِتَّقِ مقدر کا معمول ہے۔ اس کے مابعد یعنی معمول کے بعد ڈرایا گیا ہے یا پھر محذر منہ کو مکرر ذکر کیا جائے۔ معمول یہاں مفعول بہ ہے۔ اِتَّقِ محذوف ہو گا۔ اور اِحْذَرْ، بَعِّدْ، اِجْتَنِبْ یہ بھی اِتَّقِ کے معنی میں ہیں۔

اِیَّاکَ وَالْاَسَدَ:

اس مثال میں معمول اِیَّاکَ ہے۔ اس سے پہلے اِتَّقِ محذوف ہے۔ اس کے بعد ڈرایا گیا ہے اور اَلْاَسَدَ، اَلْاَسَدَ میں اِتَّقِ محذوف ہے۔

محذر منہ مکرر ذکر کیا جائے گا جیسے:

"اَلطَّرِیْقَ اَلطَّرِیْقَ"

اصل میں اِتَّقِ الطَّرِیْقَ الطَّرِیْقَ۔ اس مثال میں معمول مکرر اور محذر منہ ہے۔

سوال: کیا اِیَّاکَ وَالْاَسَدَ کو اسی طریقے سے پڑھ سکتے ہیں یا اور طریقہ بھی ہے؟

جواب: اِیَّاکَ مِنَ الْاَسَدِ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اور دوسری صورت میں اِیَّاکَ مِنْ اَنْ تَحْذِفَ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اور تیسری صورت میں اِیَّاکَ اَنْ تَحْذِفَ پڑھ سکتے ہیں۔ جیسا کہ تقدیر کے ساتھ اَنْ کے ساتھ اور حروف کے حذف کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اِیَّاکَ الْاَسَدَ نہیں پڑھ سکتے کیونکہ مِنْ کا مقدر کرنا ممتنع ہے جب اسم کی تاویل ہو، وہ صرف ساتھ مِنْ کے ساتھ اور واو میں بھی حذف کے ساتھ

Date:

مفعول فیہ

هُوَ مَا فُعِلَ فِيْهِ فِعْلٌ مَذْكُوْرٌ مِنْ زَمَانٍ أَوْ مَكَانٍ.

وہ اسم ہے جس میں فعل مذکور کیا گیا ہو خواہ وہ زمان ہو یا مکان

جیسے صُمْتُ الْيَوْمَ الْجُمُعَةَ " فعل مذکور صمت ہے

سوال: آپ نے کہا جس میں فعل مذکور ہو وہ مفعول فیہ ہے ہم دکھاتے ہیں جس میں فعل مذکور نہیں ہے پھر بھی وہ مفعول فیہ ہے؟ متی صمت

جواب: مذکور عام ہے لفظاً ہو یا تقدیراً یہاں تقدیراً مذکور ہے

سوال: فعل سے کونسا فعل مراد ہے؟ کلامی یا لغوی؟

جواب: یہاں فعل سے مراد لغوی (حدث معنی) فعل ہے۔ اسم فاعل، مفعول شامل ہیں۔

سوال: مفعول فیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: مفعول فیہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ظرف زمان اور ظرف مکان

اَین کے جواب میں آئے ظرف مکان ہے۔ متی کے جواب میں آئے تو زمان ہے

مفعول فیہ کے منصوب ہونے میں شرط:

اس میں فی کا مقدر ہونا شرط ہے۔ مصنف کہتے ہیں کہ جب فی موجود ہو تو اسے مفعول فیہ کہتے ہیں۔ فی کی وجہ سے مجرور لہٰذا مجرور ہے۔

جمہور کہتے ہیں جب حرف جر آ جائے تو وہ مفعول بہ ہوتا ہے

دونوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مبہم ہے ایک متعین ہے۔

مبہم وہ ہے جس کے بیچ کوئی حد معین نہ ہو۔ دَهْر، حین

معین وہ ہے جس کے بیچ کوئی حد معین ہو جیسے یوم۔ لیل وغیرہ

Date:

سوال: فی کو مقدر کرنا کہاں جائز ہے؟

جواب: ظرف زمان چاہے معین ہے چاہے مبہم ہے فی کے مقدر ہونے کو قبول کرتا ہے وہ منصوب ہوتا ہے

جبکہ ظرف مکان اگر مبہم ہو قبول کرتا ہے اگر معین ہے تو تو مقدر ہونے کو قبول نہیں کرتا وہاں فی کو ذکر کرنا ضروری ہے۔

ظرف زمان مبہم:

مبہم کی تفسیر جہات ستہ کرتے ہیں۔

عِنْدَ اور لَدَیٰ (نہیں) بھی ظرف مکان مبہم پر محمول کیا گیا ان کا بھی وہی حکم ہے۔ فی کو مقدر کرنا جائز ہے۔

اور (-) کے مشابہ کیونکہ ان میں ابہام ہے۔ سُویٰ اور دُوْنَ ان میں فی کو مقدر کرنا جائز ہے۔ (لفظ مکان کو ظرف زمان پر کثرت استعمال کی وجہ سے محمول کیا)

دَخَلْتُ کے بعد جو لفظ آئے گا اسے بھی ظرف مکان مبہم پر محمول کیا جاتا ہے۔ اس میں دو قول ہیں۔ وہ مفعول بہ ہے۔ دوسرا قول ہے وہ مفعول فیہ ہے۔

مفعول فیہ کو عامل مضمر کے ساتھ نصب دیا جاتا ہے جیسے مَتیٰ صُمْتَ فعل مقدر نے نصب دیا۔

اور کبھی فعل مقدر علی الشریطۃ التفسیر مفعول فیہ کے لیے منصوب ہوتا ہے۔ یَوْمَ الجُمُعَۃِ صُمْتُ فِیْہِ

صُمْتُ فیہ اس کی تفسیر کر رہا ہے

کیونکہ جواب میں مفعول لہ آتا ہے

مفعول لہ

هُوَ مَا فُعِلَ لِأَجْلِهِ فِعْلٌ مَذْكُورٌ

وہ اسم ہے جس کی وجہ سے فعل مذکور کیا گیا ہو۔

فعل مذکور سے مراد فعل لغوی یعنی حدث ہے جیسے

"ضَرَبْتُهُ تَأْدِيبًا" میں نے اس کو مارا ادب سکھانے کے لیے

ضربتُ فعل مذکور کیا گیا ادب سکھانے کے لیے

"وَقَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا"

پہلی مثال تحصیل کی صورت ہے دوسری مثال وجود کے سبب کی وجہ سے

سوال: دو مثالیں کیوں ذکر کی ہیں؟

جواب: مفعول لہ کی دو قسموں کو بیان کرنے کے لیے دو مثالیں ذکر کی ہیں۔ ایک علت غائیہ یعنی سبب ہوتا ہے۔ فعل کو لانے کا سبب ہوتا ہے ایسا فعل جو خارج میں فعل پر ابھارے ادب سکھانے نے ابھارا ہے کہ مارا جائے۔

دوسری علت مؤثرہ ہے فعل کے وجود کے لیے مؤثر ہو جیسے "قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا" جُبْنًا یہ سبب نہیں ہے بلکہ یہ بیٹھنے کے حصول میں مؤثر ہے۔ بزدلی اثر کر رہا ہے۔ بزدلی نے اثر کیا کہ بیٹھ جائے۔

سوال: زجاج کا مفعول لہ کے بارے میں کیا موقف ہے؟

جواب: زجاج کہتے ہیں مفعول لہ ہے ہی نہیں یہ اصل میں مصدر ہے مفعول مطلق ہے۔ پہلی مثال میں اصل میں ضَرَبْتُ پیچھے فعل ہے ضَرَبْتُهُ ضَرْبًا وَ أَدَّبْتُهُ تَأْدِيبًا ہے۔ اور دوسری مثال میں جَبُنْتُ عَنِ الْقُعُودِ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا ہے یہ اصل میں مفعول مطلق ہے۔

Date:

Date:

سوال: مفعول لہٗ کے نصب کے لیے کیا شرط ہے؟

جواب: مفعول لہ کے نصب کے لیے لام کا مقدر ہونا شرط ہے

سوال: مفعول لہٗ کے لام کے حذف ہونے کے لیے کتنی شرائط ہیں؟

جواب: پہلی شرط یہ ہے کہ جائز ہے۔ مفعول لہ معلل بہ کے فاعل کے لیے فعل ہو۔ مطلب مفعول لہ بھی فعل ہو اور معلل بہ بھی فعل ہو دونوں کا فاعل ایک ہونا ضروری ہے۔
دوسری شرط مفعول لہ کے وجود میں ایک ہو۔ یعنی معلل بہ کا ملا ہونا ضروری ہے۔ یعنی زمانہ ایک ہو۔ اگر زمانہ مختلف ہو تو لام کو مقدر نہیں کر سکتے تب لام کو ذکر نا واجب ہے۔ جیسے ضَرَبْتُهٗ تَأْدِيبًا میں مارنے کا زمانہ اور ادب سکھانے کا زمانہ ایک ہے۔

"أَكْرَمْتُكَ الْيَوْمَ لِوَعْدِي بِذٰلِكَ أَمْسِ" اس مثال میں زمانہ مختلف ہے اس لیے لام کو ذکر واجب ہوا۔

مفعول معہ

هُوَ مَا ذُكِرَ بَعْدَ الْوَاوِ لِمُصَاحَبَةِ مَعْمُولِ فِعْلٍ لَفْظًا أَوْ مَعْنًى

وہ اسم ہے جو واو بمعنی مع کے بعد واقع ہو۔ خواہ وہ تاکہ وہ فعل کے معمول کے مصاحب ہو

لفظاً ہو یا معنیً ہو۔

مصاحبت کے معنی ملا ہوا ہونا۔ یعنی اگر فعل کا معمول ہوتا ہے تو واو بھی مع کے معنی میں ہوگا۔

سوال: واو بمعنی مع ہے یا عطف ہے کیسے پتہ چلے گا؟

جواب: فعل دو حال سے خالی نہیں ہوگا یا لفظاً ہوگا یا تقدیراً۔ دونوں صورتوں میں عطف کرنا جائز ہوگا یا نہیں۔ اگر عطف کرنا جائز نہیں تو وہاں واو بمعنی مع ہوگا یعنی نصب دیں گے۔ اور اگر عطف جائز ہوگا تو فعل کو دیکھیں گے لفظاً ہے یا معنیً۔ اگر لفظاً ہے تو دو صورتیں ہوں گی نصب اور عطف دونوں جائز ہیں۔ اگر معنیً ہو تو صرف عطف کرنا جائز ہوگا۔

(۱) اگر فعل لفظوں میں ہو عطف جائز ہو تو معطوف اور مفعول معہ دونوں وجہ جائز ہیں جیسے جِئْتُ أَنَا وَزَيْدٌ وَزَيْدًا۔

(۲) اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب متعین ہوگا جیسے جِئْتُ وَزَيْدًا۔

(۳) اگر عطف جائز ہے فعل معنیً ہے تو عطف متعین ہوگا جیسے مَا لِزَيْدٍ وَعَمْرٍو۔ ما استفہامیہ ہے ما بمعنی ایُّ شیءٍ ہے۔ فعل معنیً موجود ہے۔

(۴) اگر عطف جائز نہیں ہے تو نصب متعین ہوگا جیسے مَا لَكَ وَزَيْدًا۔ عطف جائز نہیں جب اسم ظاہر کا عطف ہو ضمیر مجرور پر تو اس وقت حرف جر کا اعادہ کرنا ضروری ہوتا ہے لیکن یہاں ایسا نہیں ہے اس لئے نصب متعین ہے۔

ما شأنك عمرًا یہ عطف جائز نہیں ہے معنی فاسد ہو جاتا ہے۔
ما شأنك کا مطلب ما تقنع ہے۔ تقنع فعل محذوف ہے۔

حال کا بیان

ما يبين هيئة الفاعل او المفعول به لفظًا او معنى.
حال وہ اسم ہے جو فاعل یا مفعول بہ کی ہیئت کو بیان کرے خواہ وہ لفظی ہو یا معنوی۔

فوائد و قیودات:

ہیئت کی قید سے جو ذات کو بیان کرتی ہیں وہ نکل گئی جیسے تمییز فاعل کی صفت بھی خارج ہو گئی اور مفعول بہ سے بقیہ مفعول نکل گئے۔

ضربت زيدًا قائمًا یہ مثال لفظی طور پر فاعل اور مفعول دونوں کی ہو سکتی ہے۔

زيدٌ في الدار قائمًا یہ مثال معنوی طور پر ہے یہ فاعل معنوی ہے۔ زید معنوی طور پر فاعل ہے فعل مقدر کا فاعل بن رہا ہے۔ اصل میں زيدٌ حصل في الدار قائمًا ہے۔ قائمًا حال ہے۔ زید مفعول بہ ہے اس کا عامل حال ہے۔

سوال: اعتراض ہوتا ہے حال مذکر ہوتا ہے مؤنث کیوں ذکر کیا؟
جواب: حال مؤنث سماعی ہے۔ اس کا عامل فعل حقیقی ہے۔ جیسے ضربت زيدًا قائمًا یا پھر اس کا عامل شبہ فعل ہو۔ جیسے زيدٌ مضروبٌ قائمًا یا پھر حال کو نصب دینے والا عامل وہ فعل کا معنی ہو یا پھر اسم اشارہ ہو یا پھر تمنی یا پھر ترجی۔ ان الفاظ سے فعل کا معنی نکلتا ہے۔ اور فعل معنوی میں بھی فعل عمل کرتا ہے۔

Date:

تمییز کا بیان

لغوی اور اصطلاحی معنی:

تمییز کا لغوی معنی تفریق ہے۔
ما یرفع الابہام المستقر عن ذات مذکورۃ او مقدرۃ
تمییز وہ اسم ہے جو ذات مذکورہ یا مقدرہ سے ثابت
وضعی ابہام کو دور کرے۔ جیسے عشرون مبہم ہے۔ جیسے وضع
اس میں ابہام ہے

سوال: عن ذات کی قید سے کونسی چیزیں نکل گئیں؟

جواب: عن ذات کی قید سے حال نکل گیا۔ حال ابہام کو دور کرتا ہے لیکن صفت سے کرتا ہے۔ جیسے جاءنی زیدٌ راکباً یہاں ذات میں کوئی ابہام نہیں تھا بلکہ آنے کی صفت میں ابہام تھا۔

کبھی ذات لفظاً مذکور ہوگی جیسے عشرون درھماً
کبھی لفظاً مذکور نہیں ہوگی بلکہ جملے کے مجموعے سے ماخوذ ہوگی جیسے طاب زیدٌ نفساً یہاں طاب اور زید میں ابہام نہیں بلکہ جملے کے مجموعے سے جو چیز حاصل ہو رہی ہے اس میں ابہام ہے۔ اصل میں طاب شیءٌ منسوبٌ الی زیدٍ نفساً تھا۔

تمییز کی دو اقسام ہیں

ذات مذکورہ:

ذات مذکورہ مفرد مقدار سے ابہام کو دور کرتا ہے اکثر اوقات میں۔ مفرد سے مراد جو جملہ نہ ہو۔ مضاف الیہ میں جو نسبت پیدا ہوتی ہے وہ نہ ہو۔

ذات مقدار:

مقدار سے مراد جس سے شے کی مقدار معلوم ہو جیسے۔ کیل، وزن، پیمائش اور ملکیال وغیرہ۔

Date:

عدد میں ابہام:

عدد میں ابہام ہوتا جیسے عشرون درہما۔ عدد میں ابہام تھا تو درہما نے ابہام دور کیا۔

وزن میں ابہام:

کبھی وزن میں ابہام ہوتا ہے جیسے "عندی رطل زیتا" رطل مفرد مقدار اور وزن ہے۔ اس میں ابہام ہے تو زیتا نے ابہام کو دور کیا۔

اسی طرح "عندی منوان سمنا" منوان مفرد مقدار اور وزن ہے۔ اس میں ابہام ہے سمنا نے ابہام دور کیا۔

کیل میں ابہام:

کبھی کیل میں ابہام ہوتا جیسے "عندی قفیزان برا" قفیزان مفرد مقدار اور کیل ہے۔ مفرد اس لیے ہے نہ جملہ ہے۔ نہ اس میں اضافت ہے۔ اس میں ابہام ہے برا نے ابہام کو دور کیا۔

مقیاس میں ابہام:

کبھی مقیاس میں ابہام ہوتا جیسے "وعلی التمرۃ مثلھا زبدا" "مثلھا" مفرد مقدار اور مقیاس ہے۔ جس کے ابہام کو زبدا نے دور کیا۔

سوال: اگر جنس ہو تو تمیز کس طرح لائی جائے گی؟

جواب: تمیز مفرد لائی جائے گی اگر جنس ہو جو قلیل اور کثیر سب کے لیے واقع ہو۔ لیکن اگر انواع مقصود ہوں تو مفرد نہ ہوگا جنس کے علاوہ جمع بھی لائی جائے گی۔ اگر جنس تمیز نہ ہو تو حسب قصد تثنیہ اور جمع لائی جائے گی یعنی اگر تثنیہ کا قصد ہو تو تمیز تثنیہ کی اگر جمع کا قصد ہو تو تمیز بھی جمع کی لائی جائے گی۔ جیسے عندی رطل زیتین او زیوتا

Date:

صفت کی دوسری قسم کی چیزوں (رفع نصب جر تعریف تنکیر) میں متبوع کے مطابق ہوگی لیکن بقیہ چیزوں میں صفت فعل کے مطابق ہوگی۔

★ یعنی جس طرح فعل کا فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہر حال میں واحد آئے گا اسی طرح صفت کا فاعل مذکر ہونے کی صورت میں صفت کو مذکر اور فاعل کے مؤنث ہونے کی صورت میں صفت کو مؤنث لایا جائے گا۔

★ پس قام رجلٌ قاعدٌ غلمانہٗ کہنا ~~صحیح~~ درست ہے کیونکہ غلمانہ فاعل اسم ظاہر ہے اس کے جمع ہونے کے باوجود اس کی صفت قاعد مفرد ہے۔ لیکن قام رجلٌ قاعدون غلمانہ کہنا ضعیف ہے کیونکہ صفت کا فاعل اسم ظاہر ہے اس صفت کو مفرد لانا چاہیے تھا لیکن یہاں صفت جمع ہے۔

★ قام رجلٌ قعودٌ غلمانہٗ جائز ہے کیونکہ قعود جمع مکسر ہے اور جمع مکسر واحد کے حکم میں ہوتا ہے لہٰذا یہ صفت گویا واحد ہے۔

توابع کا بیان

تعریف:

"کل ثان باعراب سابقہ من جہۃ واحدۃ"

ہر وہ دوسرا جس کو سابقہ اسم کا اعراب دیا گیا ہو ایک ہی جہت سے توابع کہلاتا ہے۔

فوائد و قیودات:

جاءنی رجل عاقل کو رفع دیا گیا فاعلیت کی جہت سے۔

جس فاعلیت کی جہت سے رجل مرفوع ہے اسی جہت سے عاقل مرفوع ہے

نعت:

اسے نعت کیوں کہا صفت کیوں نہیں کہا؟

یہ کوفیوں کے نزدیک نعت ہے اور بصریوں کے صفت یا موصوف کہتے ہیں۔

ایک ہی جہت سے مراد یہ ہے متبوع اور تابع کے اعراب کا مقتضی ایک ہی ہو۔ کل ثان جنس ہے یہ مبتدا کی خبر ہے

Date:

سوال: توابع کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: توابع کی پانچ اقسام ہیں۔ "النعت، عطف بحرف، تاکید، بدل اور عطف بیان"

نعت کی تعریف:

"تابعٌ یَدُلُّ عَلٰی مَعْنًی فِیْ مَتْبُوْعِہٖ مُطْلَقًا"

وہ تابع ہے جو اپنے متبوع میں پائے جانے والے معنی پر مطلقاً دلالت کرے۔

سوال: مطلقاً کی قید کیوں لگائی؟

جواب: مطلقاً نے حال کو اس سے خارج کر دیا۔ مطلقاً میں صدور والی حالت ہوگی واقع ہونے والی حالت ہوگی حال میں یہ چیزیں پائی جاتی ہیں لہذا یہ خارج ہوگئیں۔ جیسے رَأَیْتُ زَیْدًا الْقَائِمَ۔

سوال: صفت کے فوائد کونسے ہیں؟

جواب: صفت کے پانچ فوائد ہیں۔ صفت کبھی تخصیص کے لیے لائی جاتی ہے کبھی توضیح کے لیے لائی جاتی ہے۔ کبھی ثنا کے لیے کبھی ذم اور کبھی تاکید کے لیے لائی جاتی ہے۔

(۱) **تخصیص:**

تخصیص کا فائدہ تب دے گا جب دونوں نکرہ ہوں جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ تَاجِرٌ زید میں احتمال تردد تھا کونسا زید ہے عالم نے احتمال دور کر دیا۔

(۲) **توضیح:**

توضیح کا فائدہ تب دے گا جب دونوں معرفہ ہوں جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ التَّاجِرُ زید تمام افراد کو شامل تھا صفت تاجر نے تقلیل دور کی۔

(۳) **ثناء:**

کبھی نعت ثناء کا فائدہ دیتی ہے جیسے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ رحمن اور رحیم اللہ کی صفات ہیں یہاں صرف ثناء مقصود ہے۔

Date:

(۴) ذم:

کبھی صفت ذم کے لیے ہوتی ہے جیسے أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ اس میں الرَّجِیم شیطان کی صفت ہے صرف ذم مقصود ہے۔

(۵) تاکید:

کبھی صفت تاکید کے لیے ہوتی ہے جیسے "نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ" واحدہ لگا کر تاکید کی گئی۔

صفت مشتق بھی ہو سکتی ہے اور غیر مشتق بھی بعض نحوی کہتے ہیں مشتق ہوتی ہے۔ مقصد یہ کہ اپنے متبوع میں پائے جانے والے معنی پر دلالت کرے۔

کبھی معنی فی المتبوع کے بجائے ہمیشہ استعمال ہوتا ہے جیسے جَاءَنِي رَجُلٌ تَمِيمِيٌّ اور جَاءَنِي رَجُلٌ ذُو مَالٍ" یہ ہمیشہ صفت بن سکتی ہے۔

یا پھر کبھی کبھار معنی فی المتبوع میں استعمال ہوتا ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَيِّ رَجُلٍ میں أَيِّ رَجُلٍ اس کا صفت واقع ہونا درست ہے لیکن أَيِّ رَجُلٍ عِنْدَكَ میں معنی فی المتبوع پر دلالت نہیں کرتا اس صورت میں صفت واقع نہیں ہو رہا۔

اسی طرح اسم اشارہ بھی ہر وقت صفت نہیں ہوتا جیسے مَرَرْتُ بِهٰذَا الرَّجُلِ۔ اس میں رجل اسم جنس ہے۔ اس جگہ پر ذات معین ہے۔

صفت بحالہ متعلق حال

Date:

صفت کی دو اقسام: صفت بحالہ موصوف۔ (متعلق)

(۱) نکرہ کی صفت جملہ خبریہ سے بھی لائی جا سکتی ہے اس وقت ضمیر کا لانا ضروری ہے۔ جیسے "مررت برجل حسن غلامہٗ"

(۲) اور موصوف کی حالت کے ساتھ بھی وصف لایا جاتا ہے اور اس کے متعلق کی حالت کے ساتھ بھی۔ جیسے "مررت برجل حسنٍ غلامہٗ"

صفت بحالہ (موصوف): دس چیزوں میں موصوف کے موافق ہوگی مگر ترکیب میں چار کا ہونا ضروری ہے کیونکہ بعض ایسے ہیں جو بیک وقت جمع نہیں ہو سکتے۔ وہ دس یہ ہیں رفع، نصب، جر، افراد، تثنیہ، جمع، تعریف اور تنکیر، تذکیر و تانیث۔

صفت بحالہ متعلق:

صفت کی قسم ثانی میں اول پانچ چیزوں کا موافق ہونا ضروری ہے۔ یعنی رفع، نصب، جر اور تعریف اور تنکیر۔ اور باقی میں فعل کی طرح ہیں۔ اسی وجہ سے قامَ رجلٌ قاعدٌ غلمانُہٗ تو حسن ہے لیکن قاعدون غلمانُہٗ ضعیف ہے۔

موصوف کے لیے ضروری ہے صفت سے زیادہ خاص ہو یا برابر ہو۔ تاکہ فرع کا اصل پر زیادتی لازم نہ آئے۔ لہٰذا اسم اشارہ معرف باللام کی طرف جائز ہے مضاف کی طرف جائز نہیں کیونکہ تعریف میں اقویٰ ہے۔

اعتراض: آپ نے کہا موصوف کا خاص ہونا ضروری ہے یا برابر ہونا تو اسم اشارہ کا وصف اسم اشارہ کے ساتھ ہونا چاہیے؟

جواب: اسم اشارہ کے اندر ابہام ہے یہ ذات میں مبہم ہے۔ صفت تعریف اور تخصیص کا فائدہ دیتی ہے۔ جب ابہام ہوگا تو فائدہ بھی نہیں دے گا۔ ابہام کی وجہ سے الف لام سے بیان کیا جاتا ہے۔ "مررت بھذا الابیض" ضعیف ہے اس میں ابہام ہے۔ لیکن مررت بھذا العالم درست ہے۔

Date:

عطف کا بیان

تعریف: تابع "مقصود بالنسبۃ مع متبوعہ"
وہ تابع جو اپنے متبوع کے ساتھ مقصود بالنسبت ہو

فوائد و قیود:

اس قید مقصود بالنسبت سے باقی صفت نکل گئے جیسے
"جاءنی زیدٌ وبکرٌ" اور مع متبوعہ سے بدل نکل گیا۔ بدل میں متبوع نہیں بلکہ تابع مقصود بالنسبت ہوتا ہے

سوال: اعتراض ہوتا ہے آپ نے کہا کہ تابع اور متبوع دونوں مقصود بالنسبت ہوں لیکن جاءنی زیدٌ بل عمروٌ میں تو ایسا نہیں ہے؟

جواب: مقصود بالنسبت عام ہے چاہے ابتدائی طور پر ہو یا انتہائی طور پر اس مثال میں انتہائی طور پر معطوف ہے

سوال: چلیں مان لیتے ہیں آپ نے کہا مقصود بالنسبت عام ہے لیکن "جاءنی زیدٌ لا عمروٌ" اس میں تو ایسا نہیں ہے؟

جواب: ہماری مراد اصل نسبت ہے چاہے وہ سلبی کیفیت میں ہو چاہے وہ نسبت ایجابی ہو یہاں آپکا اعتراض ہی نہیں ہوتا

"ضروری ہے تابع اور متبوع کے درمیان 10 حروف عطف میں سے ایک حرف درمیان میں آئے"

جیسے "قام زیدٌ و محمدٌ" محمد تابع ہے فعل کی نسبت کا مقصود ہے اور متبوع بھی مقصود ہے اور اس میں عطف والی شرط بھی پائی جا رہی ہے

قاعدہ

(1) جب اسم ظاہر کا عطف ضمیر مرفوع متصل پر ہو تو اس کے لیے ضروری ہے اس کی تاکید ضمیر منفصل لگائیں گے پھر عطف جائز ہوگا جیسے "ضربتُ انا و زیدٌ"

(2) ایک صورت میں جائز ہے اگر کوئی فاصلہ واقع ہو تو ترک جائز ہے جیسے "ضربتُ الیوم و زیدٌ"

Date:

۱۳) اگر ضمیر مجرور پر عطف کیا جائے تو حرف جار کا اعادہ کیا جائے گا جیسے مَرَرْتُ بِكَ وَزَيْدٍ کہنا غلط ہے مگر مَرَرْتُ بِكَ وَبِزَيْدٍ درست ہے۔

سوال: معطوف کس کے حکم میں ہوتا ہے؟

جواب: معطوف معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے جو معطوف کے لیے جائز ہوگا وہی معطوف علیہ کے لیے بھی جائز ہوگا یا زَيْدُ وَالْحَارِثُ کہنا جائز ہے کیونکہ یہ قاعدہ اکثری ہے۔

سوال: مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ وَلَا ذَاهِبٌ عَمْرٌو اور مَا زَيْدٌ قَائِمًا وَلَا ذَاهِبٌ عَمْرٌو میں کونسا اعراب جائز ہے؟

جواب: ان میں رفع دینا جائز ہے نصب اور جر دینا جائز نہیں خبر کے لیے عائد کا ہونا ضروری ہے۔ یہاں تو معنی فاسد ہو گا اس وجہ سے ذَاهِبٌ پڑھ سکتے ہیں جملے کا جملے پر عطف ہوگا جو کہ جائز ہے۔

سوال: اعتراض ہوتا ہے آپ کا قاعدہ ٹوٹ رہا ہے "الَّذِي يَطِيرُ فَيَغْضَبُ زَيْدٌ الذُّبَابُ" اس کا فاعل زید موجود ہے یہاں صحیح ہے وہاں کیوں غلط ہے؟

جواب: یہ جائز ہے کیونکہ یہاں فا سببیہ ہے محض عطف کے لیے نہیں ہے۔

جر کی صورت میں جائز

جب دو مختلف عاملوں پر عطف کیا جائے تو جائز نہیں ہے اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام سیبویہ کے نزدیک نہیں مطلقاً جائز ہے۔ جیسے "فِي الدَّارِ زَيْدٌ وَالْحُجْرَةِ عَمْرٌو" (ثابت فی الدار)

اس میں جائز ہے کیونکہ پہلا (معمول) حرف جار ہے)

اس میں دو عامل ہیں فی الدار کا اور فی الحجرۃ کا دونوں مختلف عاملوں کے معمولوں پر عطف کرنا جائز ہے۔

تاکید

تابعٌ یُقَرِّرُ اَمْرَ المَتْبُوْعِ فِی النِّسْبَةِ اَوِ الشُّمُوْلِ

وہ تابع جو متبوع کے حال کو نسبت میں یا شمولیت میں پختہ کر دے۔

"نسبت میں جیسے جَاءَ زَیْدٌ" اس مثال میں حکم کی نسبت زید کی طرف ہے اس میں احتمال ہے کہ کون آنے والا ہے لیکن آگے نفسہ کی تاکید نے احتمال کو دور کر دیا نسبت کو پختہ کر دیا۔

شمولیت میں جیسے جَاءَنِی القَوْمُ " اس مثال میں بھی احتمال تھا کہ قوم میں کون آنے والا ہے کتنی قوم آنے والی ہے لیکن کُلُّھُمْ نے احتمال کو ختم کر دیا شمولیت کے ساتھ تاکید کر دی۔

تابع جنس ہے اس میں عطف تاکید صفت سب شامل ہیں تو جب یقرر کہا تو عطف یا حرف اور بدل نکل گئے۔ اور نسبت میں نعت اور عطف بیان نکل گئے۔

تاکید کی اقسام:

تاکید کی دو اقسام ہیں تاکید لفظی اور تاکید معنوی۔

تاکید لفظی:

تاکید لفظی پہلے لفظ کو مکرر لانے سے ہوتی ہے جیسے "جَاءَنِی زَیْدٌ زَیْدٌ" تاکید لفظی تمام الفاظ میں داخل ہوتی ہے فعل میں جیسے ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ اور حرف میں اِنَّ اِنَّ زَیْدًا

تاکید معنوی:

تاکید معنوی چند خاص الفاظ کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور وہ نفسہ، عینہ، کلاھما، کلتا، اجمع، اکتع، ابتع، ابصع،

Date: ____________

نفس اور عین عام ہیں:

یہ عام ہیں مفرد، تثنیہ، جمع مذکر، جمع مؤنث ہر ایک سے
استعمال ہو جاتے ہیں پس متبوع کے اعتبار سے ان کے صیغے اور
ضمیریں بدلتی رہیں گی اگر متبوع مفرد ہے تو ضمیر بھی مفرد
لائی جائے گی اگر متبوع تثنیہ ہے تو ضمیر بھی تثنیہ لائی جائے گی۔
جیسے "جاءنی زیدٌ نفسُہٗ وعینُہٗ"
"جاءنی الزیدانِ أنفسُھما وأعینُھما"

کِلاھما اور کِلتاھما

یہ دونوں تثنیہ کے لیے ہیں کِلاھما تثنیہ مذکر کے لیے ہے
اور کِلتاھما تثنیہ مؤنث کے لیے ہے

تاکید معنوی کے بقیہ الفاظ:

تاکید معنوی کے بقیہ تمام الفاظ تثنیہ کے علاوہ واحد اور جمع
کے لیے استعمال ہوتے ہیں لیکن لفظ کل اور أجمع ان کے ساتھ
تاکید اجزاء والی لائی جائے گی، جس میں اجزاء نہیں
تو تاکید نہیں لا سکتے۔ جیسے حسی ہوں "أکرمتُ القومَ کلَّھم"
یا حکمی ہوں جیسے "اشتریتُ العبدَ کلَّہٗ"

قاعدہ:

جب مرفوع متصل کی تاکید نفس اور عین کے ساتھ لائی جائے
تب تاکید مرفوع منفصل لانا ضروری ہے: "ضربتَ أنتَ نفسُکَ"

أکتع اور اس کے بھائی أجمع کے تابع ہیں پس یہ أجمع
پر مقدم نہیں ہو سکتے اور أجمع کے بغیر ان کو ذکر کرنا
ضعیف ہے۔

بدل

"تَابِعٌ مَقْصُوْدٌ بِمَا نُسِبَ اِلَى الْمَتْبُوْعِ دُوْنَهٗ"

بدل وہ تابع ہے جس میں حکم کی نسبت متبوع کی طرف کی گئی ہو
وہ تابع مقصود ہو، متبوع مقصود نہ ہو۔

بدل کی اقسام:۔ "بدل کی چار اقسام ہیں"

(1) بدل کل (2) بدل بعض (3) بدل اشتمال (4) بدل غلط

بدل کل:۔

وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کا مدلول ہو یعنی دونوں سے ایک ہی چیز مراد ہو جیسے "جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَخُوْکَ"

بدل بعض:۔

وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا جز ہو یعنی بدل اور مبدل منہ میں کلیت اور جزئیت کا تعلق ہو جیسے "ضَرَبْتُ زَیْدًا رَأْسَهٗ"

بدل اشتمال:۔

وہ بدل ہے جس کے مدلول (بدل) اور مبدل منہ (میں) تعلق ہو یعنی کلیت اور جزئیت کے علاوہ تعلق ہو جیسے "سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُهٗ"

بدل غلط:۔

وہ بدل ہے جس کا کسی چیز کے ذریعے غلطی کے بعد ارادہ کیا گیا ہو جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ خَالِدٌ۔

بدل اور مبدل منہ کا معرفہ اور نکرہ ہونا

بدل اور مبدل منہ کبھی معرفہ ہوتے ہیں اور کبھی نکرہ ہوتے ہیں۔
معرفہ جیسے "ضَرَبْتُ زَیْدًا اَخَاکَ"
نکرہ جیسے "جَاءَ رَجُلٌ غُلَامٌ لَکَ"
اور کبھی مختلف بھی ہوتے ہیں۔ جیسے جَاءَ رَجُلٌ غُلَامُ زَیْدٍ۔

Date:

جب بدل نکرہ ہو معرفہ سے تو (بدل کی) صفت لانا ضروری ہے جیسے

"بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ"

کبھی بدل اور مبدل منہ دونوں اسم ظاہر ہوتے ہیں۔

جیسے "أَكْرَمْتُ زَيْدًا أَخَاكَ"

کبھی دونوں اسم ضمیر ہوتے ہیں۔

جیسے "زَيْدٌ لَقِيتُهُ إِيَّاهُ"

کبھی دونوں مختلف ہوتے ہیں یعنی ایک ضمیر ہوتا ہے تو دوسرا ظاہر

جیسے "زَيْدٌ أَكْرَمْتُهُ أَخَاكَ" اور یا اس کا عکس جیسے

"أَخُوكَ أَكْرَمْتُ زَيْدًا إِيَّاهُ"

اسم ظاہر سوائے ضمیر غائب کے کسی اور ضمیر سے بدل کل نہیں

بن سکتا جیسے "ضَرَبْتُهُ زَيْدًا"

عطف بیان

تَابِعٌ غَيْرُ صِفَةٍ يُوَضِّحُ مَتْبُوعَهُ

وہ تابع ہے جو صفت کے علاوہ ہو اور اپنے متبوع کی وضاحت کرے۔

فوائد و قیودات۔

غیر صفت سے صفت نکل گئی۔ عطف کی وضاحت سے عطف

بالحرف، بدل اور تاکید نکل گئے۔

"أَقْسَمَ بِاللّٰهِ أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ"

عمر عطف بیان ہے اور یہ صفت کے علاوہ ہے اور اپنے متبوع

ابو حفص کی وضاحت کر رہا ہے کیونکہ کسی کے دو ناموں میں

جو زیادہ مشہور ہو اسی کو عطف بیان بنایا جاتا ہے۔

بدل اور عطف بیان میں فرق :

عطف بیان اور بدل قریب قریب ہیں بعض نے کہا کہ عطف بیان ہی بدل ہے۔ معنوی طور پر بھی فرق ہے اور لفظی طور پر بھی۔ بدل مقصود بالنسبت ہے عطف بیان نہیں ہے لہٰذا معنوی طور پر فرق ہوا۔ لفظی طور پر یہ اختلاف ہے۔ جیسے علم کی طرف جائز نہیں الضارب الرجل زید جائز ہے لیکن زید کہنا جائز نہیں۔

بدل اور عطف بیان میں وہاں پر فرق ہوتا جہاں اسم معرف باللام سے ہو جو معرف باللام صفت کے بعد ہو مضاف الیہ ہو جیسے الضارب الرجل

أنا ابن التارک البکری بشر :

بکری بشر سے عطف بیان بن رہا ہے یہاں بدل نہیں بن سکتے کیونکہ بدل تکرار عامل کے حکم میں ہوتا ہے جو عامل مبدل منہ کا ہوتا ہے وہی بدل کا ہوتا ہے۔ بکری کا عامل تارک ہے۔ اگر اسے بدل بنائیں گے تو بشر پر لوٹ آئے گا یہ درست نہیں ہے کیونکہ بشر معرف باللام نہیں ہے اور اس وجہ سے بدل نہیں بنا سکتے۔

معرف باللام کی نسبت معرف باللام کی طرف ہو تو درست ہے لیکن غیر معرف باللام کی طرف درست نہیں ہے۔ لہٰذا یہاں پر بشر البکری کا عطف بیان تو ہو سکتا ہے لیکن بدل نہیں ہو سکتا۔

Scanned with CamScanner

Date:

مبنی کا بیان

"اَلْمَبْنِيُّ مَا نَاسَبَ مَبْنِيَّ الْأَصْلِ أَوْ وَقَعَ غَيْرَ مُرَكَّبٍ"

"مبنی وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے مشابہ ہو یا وہ اسم غیر مرکب ہو۔"

فائدہ:

اسم میں اصل معرب ہے فعل اور حرف میں اصل مبنی ہے۔ معرب یہ تب ہوگا جب مشابہ ہوگا۔ زید اور مجرد یہ ایسے عوامل سے خالی ہیں اعراب کا تقاضا کرنے والے فاعل مفعول ہیں۔ مبنی علی السکون بالفعل ہیں معرب بالقوہ ہیں یعنی اس میں معرب ہونے کی صلاحیت ہوتی ہے جب کوئی عامل آ جائے۔

اسم مبنی کے القاب:

اسم مبنی پر جو حرکات ہوتی ہیں ان کو ضمہ، فتحہ اور کسرہ کہتے ہیں اور اسم مبنی کے سکون کو وقف کہتے ہیں۔

اسم مبنی کا حکم:

اسم مبنی کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر عوامل کے اختلاف سے نہیں بدلتا۔ جیسے "جَاءَ هٰؤُلَاءِ" "رَأَيْتُ هٰؤُلَاءِ" "مَرَرْتُ بِهٰؤُلَاءِ"

اسم مبنی کی اقسام:

(۱) مضمرات (۲) اسمائے اشارات (۳) اسمائے موصولات
(۴) مرکبات (۵) کنایات (۶) اسمائے افعال
(۷) اسمائے اصوات (۸) بعض ظروف

Date:

ضمیر

"مَا وُضِعَ لِمُتَكَلِّمٍ اَوْ مُخَاطَبٍ اَوْ غَائِبٍ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ لَفْظًا اَوْ مَعْنًى اَوْ حُكْمًا"

ضمیر وہ اسم مبنی ہے جو متکلم یا مخاطب یا غائب کے لیے وضع کیا گیا ہو جس کا ذکر لفظاً یا معنًی یا حکماً گزر چکا ہو۔

لفظاً جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ غُلَامَهُ، معنًی میں مشتقات سے کوئی دلالت کرے جیسے اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى اور معنوی طور پر اس کا ذکر گزر چکا ہے۔ اور حکماً نہ لفظاً ہو نہ معنًی ہو بلکہ اس کا مرجع ذہن میں ہو جیسے ضمیر شان "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" میں ضمیر حکماً یعنی شان یا اس کا مرجع ذہن میں ہے۔

ضمیر کی دو اقسام ہیں (1) ضمیر منفصل (2) ضمیر متصل

ضمیر منفصل :-

وہ ضمیر جو خود مستقل ہو نفس کلام میں دوسرے کا محتاج نہ ہو جیسے اَنَا نَحْنُ

ضمیر متصل :-

وہ ضمیر جو خود مستقل نہ ہو نفس کلام میں دوسرے کا محتاج ہو۔ جیسے ضَرَبْتُ میں "تُ" ضمیر۔

اعراب کے اعتبار سے ضمیر کی تین اقسام ہیں۔

(1) مرفوع (2) منصوب (3) مجرور

ضمیر مرفوع متصل :-

ضَرَبَ، ضَرَبَا، ضَرَبُوْا، ضَرَبَتْ، ضَرَبَتَا، ضَرَبْنَ، ضَرَبْتَ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُمْ، ضَرَبْتِ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُنَّ، ضَرَبْتُ، ضَرَبْنَا"

ضمیر مرفوع منفصل :-

هُوَ، هُمَا، هُمْ، هِيَ، هُمَا، هُنَّ، اَنْتَ، اَنْتُمَا، اَنْتُمْ، اَنْتِ، اَنْتُمَا، اَنْتُنَّ، اَنَا، نَحْنُ

Date:

ضمیر منصوب متصل:-

ضَرَبَہٗ، ضَرَبَہُمَا، ضَرَبَہُمْ، ضَرَبَہَا، ضَرَبَہُمَا، ضَرَبَہُنَّ
ضَرَبَکَ، ضَرَبَکُمَا، ضَرَبَکُمْ، ضَرَبَکِ، ضَرَبَکُمَا، ضَرَبَکُنَّ
ضَرَبَنِیْ، ضَرَبَنَا"

ضمیر منصوب منفصل:-

اِیَّاہُ، اِیَّاہُمَا، اِیَّاہُمْ، اِیَّاہَا، اِیَّاہُمَا، اِیَّاہُنَّ، اِیَّاکَ
اِیَّاکُمَا، اِیَّاکُمْ، اِیَّاکِ، اِیَّاکُمَا، اِیَّاکُنَّ، اِیَّایَ، اِیَّانَا"

مجرور متصل:-

لَہٗ، لَہُمَا، لَہُمْ، لَہَا، لَہُمَا، لَہُنَّ، لَکَ، لَکُمَا، لَکُمْ،
لَکِ، لَکُمَا، لَکُنَّ، لِیْ، لَنَا"

سوال: کہاں ضمیر مرفوع مستتر ہوتی ہے؟

جواب: پس ضمیر متصل بطور فاعل پوشیدہ ہوتی ہے فعل ماضی کے صیغہ واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب کے صیغوں میں اور فعل مضارع کے متکلم کے صیغوں میں مطلقاً یعنی واحد تثنیہ جمع مذکر اور مؤنث کے صیغوں میں اور صفت کے صیغوں کی مستتر ہوتی ہے۔

قاعدہ:-

ضمیر منفصل کو استعمال کرنا جائز نہیں ہوتا مگر ضمیر متصل کے متعذر ہونے کے وقت جیسے ضَرَبَ اَنَا نہیں کہہ سکتے۔

وہ (6) جگہیں جہاں ضمیر متصل کے استعمال کے متعذر ہونے کی وجہ سے ضمیر منفصل کو استعمال کیا جاتا ہے۔

پہلی جگہ:

ضمیر اپنے عامل پر مقدم ہو جیسے اِیَّاکَ نَعْبُدُ۔

دوسری جگہ:

کسی غرض سے ضمیر اور اس کے عامل کے درمیان فاصلہ ہو جیسے مَا ضَرَبَکَ اِلَّا اَنَا۔

تیسری جگہ:

ضمیر کا عامل محذوف ہو جیسے اِیَّاکَ وَالشَّرَّ اس میں اِتَّقِ عامل محذوف ہے۔

چوتھی جگہ:

ضمیر مرفوع کا عامل حرف ہو جیسے مَا اَنْتَ قَائِمًا "ما" حرف ہے انت ضمیر ہے اور مرفوع ہے کیونکہ مجرور اور منصوب متصل ہوتی ہیں۔

پانچویں جگہ:

ضمیر مرفوع کا عامل معنوی ہو جیسے اَنَا زَیْدٌ کا عامل معنوی ہے۔

چھٹی جگہ:

ضمیر کی طرف ایسی صفت کا اسناد کیا گیا ہو جس کی صفت ہو اس پر واقع نہ ہو بلکہ غیر پر واقع ہو جس کے لئے وہ صفت ہے جیسے هِنْدٌ زَیْدٌ ضَارِبَتُهُ هِیَ "هِنْدٌ" مبتدا ہے اور زید مبتدائے ثانی ہے ضاربته مبتدائے ثانی کی خبر ہے هی ضمیر مرفوع ہے کیونکہ اسم فاعل کا فاعل ہے جو کہ هندٌ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اس کی صفت زید پر واقع ہے کیونکہ یہ خبر ہے۔

Date:

جب دو ضمیریں جمع ہوں ان میں سے کوئی بھی مرفوع متصل نہ ہو
بلکہ یا تو وہ دونوں منصوب ہوں اب دونوں میں سے ایک
معرفت میں زیادہ ہو یعنی متکلم مخاطب کی ضمیر اور وہ
الحرف دوسری سے مقدم ہو تو دوسری ضمیر میں اختیار ہوگا
خواہ اسے متصل لائیں جیسے "أَعْطَيْتُكَهُ"، "أَعْطَيْتُكَ إِيَّاهُ"
یا ایک مجرور ہو دوسری منصوب ہو تو اس صورت میں بھی
اعرف کو مقدم کریں گے جیسے ضَرْبُنِيكَ، ضَرْبِي إِيَّاكَ

افعال ناقصہ کی خبر ضمیر ہو تو اگرچہ اسے ضمیر متصل
لانا بھی جائز ہے لیکن مختار مذہب یہ ہے کہ اسے منفصل لایا جائے۔
جیسے كُنْتُ إِيَّاهُ
اکثر نحویوں کے نزدیک لولا کے بعد ضمیر منفصل آتی ہے۔
جیسے لَوْلَا أَنْتَ، لَوْلَا أَنْتُمَا، لَوْلَا أَنْتُمْ۔
عسیٰ کے بعد ضمیر متصل لاتے ہیں جیسے عَسَيْتَ، عَسَيْتُمَا، عَسَيْتُمْ۔
کبھی ان دونوں کے بعد ضمیر متصل ذکر کر دیتے ہیں جیسے لَوْلَاكَ
لَوْلَاكُمَا، لَوْلَاكُمْ، "عَسَاكَ، عَسَاكُمَا، عَسَاكُمْ"۔ امام
سیبویہ کے نزدیک لولا حرف جر ہے۔

نون وقایہ کو لانے یا نہ لانے کا بیان

وقایہ کا مطلب بچانا مطلب فعل کو جر سے بچاتا
یائے متکلم سے پہلے جو نون آتا ہے اسے نون وقایہ کہتے ہیں جیسے ضَرَبَنِي

دو مقام ایسے ہیں جہاں نون وقایہ کو لانا ضروری ہے

(1) فعل ماضی کے آخر میں یائے متکلم آئے جیسے ضَرَبَنِي، ضَرَبَانِي، ضَرَبُونِي۔
(2) فعل مضارع کے وہ صیغے جو نون اعرابی سے خالی ہوں اگر ان
کے آخر میں یائے متکلم آ جائے تو ان میں یائے متکلم سے پہلے نون وقایہ لانا ضروری ہے
يَضْرِبُنِي، تَضْرِبُنِي، أَضْرِبُنِي

تین مقامات ایسے ہیں جہاں نون وقایہ کو لانا بھی جائز ہے
اور نہ لانا بھی جائز ہے

(۱) فعل مضارع کے جتنے صیغوں میں نون اعرابی آتا ہے اگر ان کے آخر میں یائے متکلم آجائے تو ان میں یائے متکلم سے پہلے نون وقایہ کو لانے نہ لانے میں اختیار ہے۔ جیسے یَضْرِبَانِنِي، یَضْرِبَانِي

(۲) لَدُنْ کی یائے متکلم کی طرف اضافت کی جائے تو وہاں بھی یائے متکلم سے پہلے نون وقایہ کو لانے یا نہ لانے کا اختیار ہے لَدُنِّي، لَدُنِي۔

(۳) إِنَّ اور اس کے اخوات کا اسم یائے متکلم ہو تو وہاں بھی یائے متکلم کے پہلے نون وقایہ کو لانے یا نہ لانے میں اختیار ہے۔ إِنَّنِي، إِنِّي

(۴) لَيْتَ، مِنْ، عَنْ، قَدْ اور قَطْ کے آخر میں یائے متکلم آجائے تو نون وقایہ کو نہ لانا بھی جائز ہے لیکن نون وقایہ کو لانا اولیٰ ہے جیسے لَيْتَنِي، مِنِّي، عَنِّي۔

لَعَلَّ کی صورت اس کے برعکس ہے یعنی اگر لعل کا اسم یائے متکلم ہو تو وہاں اگرچہ یائے متکلم سے پہلے نون وقایہ کو لانا جائز نہیں ہے لَعَلَّنِي لہٰذا لَعَلِّي کہیں گے۔

يَتَوَسَّطُ بَيْنَ الْمُبْتَدَأِ وَالْخَبَرِ قَبْلَ الْعَوَامِلِ وَبَعْدَهَا صِيغَةُ مَرْفُوعٍ مُنْفَصِلٍ مُطَابِقٍ لِلْمُبْتَدَإِ

ضمیر فصل

ضمیر فصل مبتدا اور خبر کے درمیان واقع ہوتی ہے تاکہ صفت کا خبر کے ساتھ التباس نہ ہو مبتدا عامل ہو یا نہ ہو جیسے زَيْدٌ هُوَ الْمُنْطَلِقُ۔

اور وہ ضمیر واحد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث، مخاطب اور غائب ہونے میں مبتدا کے مطابق ہو شرط یہ کہ خبر معرفہ ہو اگر نکرہ ہوگا تو التباس نہیں ہوگا۔

یا وہ خبر اسم تفضیل مِنْ کے ساتھ استعمال کیا گیا ہو کَانَ زَيْدٌ أَفْضَلَ مِنْ عَمْرٍو …

Date:

خلیل کے نزدیک اس کا کوئی محل اعراب نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں
اَنْتَ اصل میں ان تقات کو ایسے لگا دیا۔
بعض نحوی اس کو مبتدا اور اس کے ما بعد کو خبر بناتے ہیں۔

ضمیر شان

ضمیر شان وہ ضمیر مذکر ہے جس کا ماقبل میں کوئی مرجع نہ ہو اور اس کے بعد جملہ خبریہ ہو جو اس کی تفسیر کر رہا ہو جیسے "هُوَ زَيْدٌ قَائِمٌ"۔
جملہ سے پہلے ایک ضمیر غائب ہوتی ہے اس کی تفسیر کی جاتی ہے جو اس کے جملہ کے ساتھ جیسے "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" هُوَ ضمیر شان ہے
"يَتَقَدَّمُ قَبْلَ الْجُمْلَةِ ضَمِيْرٌ غَائِبٌ يُفَسَّرُ بِالْجُمْلَةِ بَعْدَهُ"

ضمیر قصہ

وہ ضمیر مؤنث ہے جس کا ماقبل میں کوئی مرجع نہ ہو اور اس کے بعد جملہ خبریہ ہو جو اس کی تفسیر کر رہا ہو جیسے
"فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ" هِيَ زَيْنَبُ جَالِسَةٌ"

ضمیر شان اور ضمیر قصہ منفصل بھی ہوگی متصل بھی ہوگی

متصل ہو کر دو صورتیں ہونگی یا مستتر ہوگی جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا اس میں هُوَ ضمیر ہے جو متصل بھی ہے اور اس میں مستتر بھی ہے۔ عامل فعل ہو تو متصل ہوگی۔
یا وہ ضمیر بارز ہوگی عوامل کے ساتھ جیسے اِنَّهُ زَيْدٌ قَائِمٌ عامل معنوی ہو تو منفصل ہوگی۔

ضمیر شان اور ضمیر قصہ کو حذف کرنے کا حکم:

ضمیر شان اور ضمیر قصہ منصوب ہوں تو اسے حذف کرنا جائز ہے لیکن ضعیف ہے۔
مگر ان کی تخفیف کی گئی ہو تو حذف کرنا ضروری ہے جیسے وَآخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

Scanned with CamScanner

Date: ______

اسم اشارہ

"مَا وُضِعَ لِيُشَارَ بِهِ إِلَيْهِ"

اسمائے اشارہ وہ ہے جس کو مشار الیہ کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

مشار الیہ وہ اسم ہے جس کی طرف اشارہ کیا جائے جیسے ھٰذَا الْكِتَابُ۔

(مذکر، مؤنث، جمع — واحد، تثنیہ، جمع)

اسمائے اشارات پانچ حروف ہیں 5 معنوں کے لیے مستعمل ہیں

(1) ذَا واحد مذکر کے لیے۔

(2) "ذَانِ اور ذَيْنِ" تثنیہ مذکر کے لیے۔

(3) تَا، ذِيْ، تِيْ، تِهْ، ذِهْ، تِهِيْ، ذِهِيْ، واحد مؤنث کے لیے

(4) "تَانِ اور تَيْنِ" تثنیہ مؤنث کے لیے۔

(5) أُولَاءِ مد کے ساتھ اور أُولٰى قصر کے ساتھ یعنی مد کے بغیر جمع مذکر اور جمع مؤنث کے لیے۔

کبھی شروع میں ھا تنبیہ کے لیے آتی ہے ھٰذَا، ھٰذَانِ، ھٰؤُلَاءِ۔

کبھی آخر میں کاف خطاب کے لیے آتی ہے۔ ذَاكَ، ذَاكِ، ذَاكُمَا۔

"حروف خطاب 5 ہیں: كَ، كُمَا، كُمْ، كِ، كُنَّ"

اور اسمائے اشارات کی بھی 5 قسمیں ہیں پانچ کو پانچ سے ضرب دینے سے پچیس قسمیں بن جائیں گی، وہ اس طرح کہ ہر ضمیر کے ساتھ کاف خطاب ملائی جائے گی مثلاً ذَاكَ سے ذَاكُنَّ تک اور ذَانِكَ سے ذَانِكُنَّ تک اور اسی طرح تَاكَ سے تَاكُنَّ تک اور تَانِكَ سے تَانِكُنَّ تک اور أُولٰئِكَ سے أُولٰئِكُنَّ تک 25 ہو گئیں۔

(1) ذَاكَ، ذَاكُمَا، ذَاكُمْ، ذَاكِ، ذَاكُنَّ۔ (5)

(2) ذَانِكَ، ذَانِكُمَا، ذَانِكُمْ، ذَانِكِ، ذَانِكُنَّ۔ (10)

(3) تَاكَ، تَاكُمَا، تَاكُمْ، تَاكِ، تَاكُنَّ (15)

(4) تَانِكَ، تَانِكُمَا، تَانِكُمْ، تَانِكِ، تَانِكُنَّ (20)

(۵) اُولٰئِکَ، اُولٰئِکُمَا، اُولٰئِکُم، اُولٰئِکِ، اُولَائِکُنَّ

فائدہ:
ذَا مشارٌ الیہ قریب کے لیے آتا ہے اور ذالک بعید کے لیے،
ذَاکَ درمیان کے لیے یعنی جو نہ قریب ہو نہ بعید ہو،
تِلْکَ، ذَانِکَ، تَانِکَ اور اُولَائِکَ بعید کے لیے آتے ہیں،
ثَمَّ، ھُنَا، ھٰنَا خاص طور پر مکان کے لیے آتے ہیں

اسم موصول

"مَا لَا یَتِمُّ جُزْءً اِلَّا بِصِلَۃٍ وَعَائِدٍ"
وہ اسم جو کامل جزو نہیں بنتا مگر صلہ اور عائد کے ساتھ
اس کا صلہ جملہ خبریہ ہوتا ہے۔ جملہ انشائیہ نہیں بن سکتا۔ اس کا
صلہ میں ایک ضمیر ہوگی جو موصول کی طرف لوٹتی ہے تاکہ
ربط قائم ہو جائے، عائد اس صلہ کے لیے ضمیر ہے

سوال: مصنف نے فرمایا موصول کا صلہ جملہ خبریہ ہوتا ہے الف لام بھی اسم موصول کے معنی میں پایا جاتا ہے تو الف لام کا صلہ بھی جملہ خبریہ ہوگا:

جواب: الف لام الذی کے معنی میں ہو تو اس وقت اس کا صلہ اسم فاعل یا مفعول ہوگا فعل کے معنی میں ہونا ضروری ہے تو اصل میں جملہ خبریہ نہیں ہوتا بلکہ حکماً جملہ خبریہ ہوتا ہے جیسے جَاءَنِی الضَّارِبُ اصل میں جَاءَنِی الَّذِی ضَرَبَ تو ضارب فعل کے معنی میں ہے

سوال: اسمائے موصولات کونسے ہیں؟

جواب:
اَلَّذِی واحد مذکر کے لیے — اَللَّذَانِ اَللَّذَیْنِ تثنیہ مذکر کے لیے
اَلَّتِی واحد مؤنث کے لیے — اَللَّتَانِ اَللَّتَیْنِ تثنیہ مؤنث کے لیے
اَلْاُلٰی اَلَّذِیْنَ جمع مذکر کے لیے — اَللَّاتِی، اَللَّاءِ، اَللَّاءِی، اَللَّائِی
اَللَّوَاتِی جمع مؤنث کے لیے

Date:

* مَنْ اور مَا بمعنی اَلَّذِی یہ دونوں واحد، تثنیہ، جمع مذکر مؤنث کے لیے استعمال ہوتے ہیں مَنْ اکثر ذوی العقول کے لیے اور مَا اکثر غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔
* اَیٌّ، اَیَّۃٌ: اَیٌّ واحد، تثنیہ اور جمع مذکر کے لیے آتا ہے اور اَیَّۃٌ واحد، تثنیہ اور جمع مؤنث کے لیے آتا ہے۔
* ذُوْ بھی قبیلہ بنو طے کی لغت میں اَلَّذِی کے معنی میں اسم موصول ہے۔
* ذَا بھی اسم موصول ہے جو مَا استفہامیہ کے بعد واقع ہو۔
* الف اور لام بمعنی اَلَّذِی یا اَلَّتِی بھی اسم موصول ہوتا ہے بشرطیکہ اسم فاعل یا اسم مفعول پر داخل ہو۔
* اگر صلہ میں عائد مفعول ہو تو اسے حذف کرنا جائز ہے کیونکہ مفعول کلام میں فضلہ ہوتا ہے جیسے قَامَ الَّذِی ضَرَبْتُ اصل میں ضَرَبْتُہٗ تھا۔ ہ ضمیر کو حذف کیا۔

فائدہ:

جملے میں مبتدا اور خبر کس کو بنانا ہے اس کا دارومدار مخاطب پر ہے مخاطب کو جس بات کا علم ہے اسے مبتدا بنائیں گے جس کا علم نہیں اسے خبر بنائیں گے۔

اسم موصول کے ذریعے خبر دینے کا طریقہ:

جب اسم موصول کے ذریعے خبر دینی ہو تو اسم موصول کو جملے کے شروع میں لے آئیں۔ جملے کی جس جز کے بارے میں خبر دینا چاہیں اس کی جگہ اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر لائیں۔ مخبر عنہ کو اسم موصول کی خبر بنا کر مؤخر کر دیں جیسے "ضَرَبْتُ زَیْدًا" سے اَلَّذِیْ ضَرَبْتُہٗ زَیْدٌ " اسے فاعل نہیں بنا سکتے کیونکہ موصول صلہ میں ربط نہیں ہوگا ربط کے لیے ضروری ہے زید کو خبر بنائیں ضمیر کو موصول۔

Date:

الف لام بمعنی اسم موصول کے ذریعے بھی خبر دینا درست ہے

الف لام (بمعنی الذی) کے ذریعے خبر دینا درست ہے لیکن اگر والا جملہ فعلیہ ہو جملہ اسمیہ نہ ہو جیسے ضَرَبْتُ زیداً سے الضارب زیداً أنا۔ جملہ اسمیہ نہیں ہو سکتا کیونکہ جملہ اسمیہ جامد اسم ہوتا ہے جامد سے اسم فاعل نہیں بن سکتا۔ الف لام جملہ فعلیہ میں خاص ہے تاکہ اسم فاعل یا مفعول کا بنانا صحیح ہو جائے۔

اگر امور ثلاثہ میں سے کوئی امر متعذر ہو تو یاں اسم موصول کے ذریعے خبر دینا بھی متعذر ہو جائے گا۔

سوال۔ کہاں کہاں پر یہ چیزیں متعذر ہونگی؟

جواب: وہ سات جگہیں ہیں جہاں کسی ایک امر کے متعذر ہونے کی وجہ سے اسم موصول کے ساتھ خبر دینا متعذر ہو جاتا ہے

(۱) ضمیر شان (۲) موصوف (۳) صفت

(۴) مصدر عامل (۵) حال (۶) ایسی ضمیر جو کہ اسم موصول کے علاوہ کا مستحق ہے

(۷) ایسا اسم ہو جو ایسی ضمیر پر مشتمل ہو جو اسم موصول کے علاوہ کا مستحق ہو

(۱) ضمیر شان۔

جس جملے میں کوئی ضمیر شان واقع ہو تو اس کے بارے میں اسم موصول کے ساتھ خبر دینا درست نہیں۔ کیونکہ وہاں ضمیر شان کو مؤخر کرنا پڑے گا جو کہ جائز نہیں جیسے "هُوَ زیدٌ قائمٌ"

(۲) موصوف:۔

جملے میں کوئی موصوف ہو تو صفت کے بغیر محض اس موصوف کے بارے میں اسم موصول کے ذریعے خبر دینا جائز نہیں کیونکہ ایسی صورت میں موصوف کی جگہ ضمیر لائی جائے گی جو موصوف کے منزلت ہو گی جبکہ ضمیر موصوف نہیں بن سکتی۔

Date:

(۳) صفت

صرف صفت میں الذی کے ذریعے خبر نہیں دے سکتے کیونکہ یہاں مخبر عنہ کی جگہ اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر لانا ضروری ہے کیونکہ ایسی صورت میں ضمیر کا صفت بننا لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں ہے۔

(۴) مصدر عامل:

جب مصدر عامل ہو تو الذی کے ذریعے خبر نہیں دے سکتے کیونکہ ضمیر کو مخبر عنہ کی جگہ نہیں رکھا جا سکتا ضمیر کا عمل کرنا لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں جیسے عجبت من ضرب زید بکرا سے الذی عجبت منہ بکرا ضرب زید۔

(۵) حال:

حال کے بارے میں الذی کے ذریعے خبر نہیں دے سکتے جیسے جاءنی زید راکبا سے الذی جاءنی ھو زید راکب۔ جب مخبر عنہ کی جگہ ضمیر رکھا تو ضمیر کا حال ہونا لازم ہو رہا ہے۔ حالانکہ ضمیر حال نہیں بن سکتی ضمیر معرفہ ہے۔ اور حال نکرہ ہے۔

(۶) ضمیر جو اسم موصول کے علاوہ کا مستحق ہو:

جملے میں کوئی ایسی ضمیر ہو جو پہلے سے اسم موصول کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف لوٹ رہی ہو تو اس ضمیر کے متعلق اسم موصول کے ذریعے خبر دینا درست نہیں کیونکہ اس صورت میں اسم موصول کا عائد سے خالی ہونا لازم آئے گا جو کہ درست نہیں۔ جیسے زید ضربتہ سے الذی زید ضربتہ ھو۔ موصول صلہ کا ربط ہونا ضروری ہے لیکن ربط نہیں ہو رہا لہذا جائز نہیں ہے۔

Date:

(7) جب بھی کوئی اسم ایسی چیز کی طرف مضاف ہو جو پہلے اسم موصول کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف راجع ہو تو اس اسم کے متعلق اسم موصول کے ذریعے خبر دینا درست نہیں کیونکہ اس صورت میں اسم موصول کا عائد سے خالی ہونا لازم آئے گا جو کہ درست نہیں ہے۔ جیسے زیدٌ عمرٌو ضربتُ غلامَہ سے الذی زیدٌ عمرٌو ضربتُ غلامَہ۔

مااسمیہ کی اقسام

مااسمیہ کی 6 اقسام ہیں۔

(1) **موصولہ:**
ما موصولہ یہ غیر ذوی العقول کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ کبھی عقل والے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ عَرَفْتُ مَا اشْتَرَیْتُہٗ۔

(2) **استفہامیہ:**
استفہامیہ غیر ذوی العقول کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مَا عِنْدَکَ۔

(3) **شرطیہ:**
ما شرطیہ بھی استعمال ہوتا ہے جیسے مَا تَصْنَعْ أَصْنَعْ

(4) **موصوفہ:**
ما موصوفہ مفرد کے لیے استعمال ہوتا ہے یا جملہ کے لیے بھی۔ مَرَرْتُ بِمَا مُعْجِبٍ لَکَ۔

(5) **تامہ:**
ما تامہ بھی ہوتا ہے کبھی شیء کے معنی میں ہوتا ہے۔ فَنِعِمَّا ھِیَ۔

(6) **صفت:**
ما کبھی صفت ہوتا ہے جیسے ضَرَبْتُہٗ ضَرْبًا مَّا۔

Date:

مَنْ کا استعمال:
مَنْ ۴ جگہوں پر استعمال ہوتا ہے
(۱) موصولہ:
مَنْ موصولہ بھی ہوتا ہے جیسے اَکْرِمْ مَنْ جَاءَ كَ
(۲) استفہامیہ:
مَنْ استفہامیہ ہوتا ہے جیسے مَنْ جَاءَكَ
(۳) شرطیہ:
مَنْ شرطیہ ہوتا ہے جیسے مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ
(۴) موصوفہ:
مَنْ موصوفہ ہوتا ہے جیسے رُبَّ مَنْ جَاءَكَ قَدْ اَكْرَمْتُهُ

اَيٌّ اور اَيَّةٌ کا حکم:
اَيٌّ اور اَيَّةٌ بھی مَنْ کی طرح ہیں۔ اَيٌّ بمعنی الذی مذکر کے لیے استعمال ہوتا ہے، اور اَيَّةٌ بمعنی التی مؤنث کے لیے ہوتا ہے

(۱) موصولہ:
اَضْرِبْ اَيُّهُمْ لَقِيْتَ،
(۲) استفہامیہ:
اَيُّهُمْ اَخُوْكَ،
(۳) شرطیہ:
اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى،

(۴) موصوفہ:
يَا اَيُّهَا الرَّجُلُ،

أَيٌّ اور أَيَّةٌ معرب ہیں۔ اسم موصولہ میں صرف یہی معرب ہیں باقی مبنی ہیں ایک صورت میں مبنی ہو سکتے ہیں جب صدر صلہ کو حذف کریں۔ جیسے

"مَاذَا صَنَعْتَ"

ما استفہامیہ مبتدا۔ ذا بمعنی الذی اسم موصول اور صَنَعْتَ اس کا صلہ۔ موصول صلہ مل کر خبر۔ اس صورت میں جواب رفع کی صورت میں آئے گا۔

اگر ایُّ شئ کے معنی میں ہو:

مَاذَا أَيَّ شَيْءٍ کے معنی میں ہو تو مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہو گا لہذا جملہ فعلیہ ہو گا اس کے جواب میں الإكرامَ کہا جائے گا۔ چونکہ اصل میں صَنَعْتُ الإكرامَ ہے

اسمائے افعال

اسم فعل وہ اسم مبنی ہے جو فعل کے معنی میں ہو اور اس میں فعل کی علامتیں نہ پائی جاتی ہوں جیسے رُوَيْدَ زَيْدًا۔ یہ أَمْهِلْهُ کے معنی میں ہے۔

اسمائے افعال جو امر یا ماضی کے معنی میں ہوں۔

اسم فعل بمعنی امر حاضر معروف ہو اور اس کا مابعد اسم مفعولیت کی بنا پر منصوب ہو جیسے رُوَيْدَ بمعنی أَمْهِلْ۔ بَلْهَ بمعنی أُتْرُكْ۔ حَيَّهَلْ بمعنی أَقْبِلْ۔ عَلَيْكَ بمعنی أَلْزِمْ۔ دونک اور ھا بمعنی خُذْ۔

اسم فعل بمعنی ماضی ہو اور اس کا مابعد اسم فاعلیت کی بنا پر مرفوع ہو جیسے هَيْهَاتَ بمعنی بَعُدَ۔ شَتَّانَ بمعنی اِفْتَرَقَ۔ سَرْعَانَ بمعنی سَرُعَ۔

وہ اسم فعل جو فَعَالِ امر حاضر کے وزن پر ہو یہ ثلاثی مجرد سے ہر ایک کے مطابق آ

Date:

فعال اسم فعل ہے ضروری ہے اس میں فعل کا معنی موجود ہو
تب یہ مبنی ہونگے۔

اعتراض:-

بعض ایسی صورتیں ہیں جہاں فعل کا معنی نہیں ہوتا لیکن پھر بھی مبنی ہوتے ہیں اس لحاظ سے آپ کا قاعدہ ٹوٹ رہا ہے

ایسا فَعَالِ جو مصدر معرفہ کے معنی میں ہو جیسے فَجَارِ یہ مصدر معرفہ ہے یعنی اَلْفُجُوْرُ کے معنی میں آیا ہے۔

ایسا فَعَالِ جو کسی مؤنث کی صفت ہو جیسے فَسَاقِ۔

"یہ فعل کے معنی میں نہیں ہیں لیکن پھر بھی مبنی ہیں"

یہ دونوں قسمیں بالاتفاق مبنی ہیں کیونکہ عدل اور وزن میں فَعَالِ کے مشابہ ہیں جو کہ فعل کے معنی میں ہے مشابہت ہونے کی وجہ سے مبنی قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح اعلام مؤنثہ اہل حجاز کے نزدیک مبنی ہوتی ہیں جبکہ یہ مؤنث ذات کے لیے علم ہو جیسے قَطَامِ، غَلَابِ، ان کا وزن فعال ہے لیکن یہ فعل کے معنی میں نہیں ہے اس کا بھی وہی جواب ہے، عدل اور وزن میں فعال کے مشابہ ہیں۔

بنی تمیم کی لغت میں یہ معرب ہیں وہ مبنی نہیں کہتے وہ اعلام مؤنثہ جن کے آخر میں را ہو وزن فعال ہو اس میں موافقت کرتے ہیں کیونکہ را ثقیل ہے۔

Date:

اصوات

"كُلُّ لَفْظٍ حُكِيَ بِهِ صَوْتٌ أَوْ صُوِّتَ بِهِ الْبَهَائِمُ"

اسم الاصوات ہر وہ لفظ جس سے کوئی آواز بیان کی جائے یا جس کے ذریعے جانوروں کو آواز دی جائے۔

پہلی صورت کی مثال: "غَاقِ غَاقِ" کوے کی آواز، "اُحْ اُحْ" کھانسی کی آواز

دوسری صورت کی مثال: "نَخْ نَخْ" اونٹ کو بٹھانے کی آواز

مرکبات

"كُلُّ اسْمٍ مِنْ كَلِمَتَيْنِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا نِسْبَةٌ"

ہر وہ اسم ہے جو ایسے دو کلموں سے بنا ہو جن کے درمیان کوئی نسبت نہ ہو۔

اگر وہ اسم کسی حرف کو متضمن ہوں تو وہ دونوں جز مبنی ہوں گے جیسے أَحَدَ عَشَرَ، حَادِيَ عَشَرَ۔ سوائے اثنا عشر کے ان کا دوسرا جز مبنی ہے اور پہلا معرب ہے۔

اگر وہ اسم کسی حرف کو متضمن نہ ہو تو پہلا مبنی ہوگا دوسرا معرب جیسے بَعْلَبَكُّ میں بَعْلَ مبنی ہے بَكُّ معرب ہے۔

کنایات

اسم کنایہ وہ اسم ہے جو مبہم عدد یا مبہم کلام کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ کم اور کذا مبہم عدد پر دلالت کرتے ہیں اور کیت اور ذیت مبہم بات پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسے "كَذَا دِرْهَمًا"، "كَمْ كِتَابًا قَرَأْتَ"۔

کم کی دو اقسام ہیں

کم استفہامیہ:

وہ کم ہے جس کے ذریعے مبہم طور پر کسی چیز کی تعداد کی کثرت کا پوچھا جائے [illegible] ان کی تمییز مفرد منصوب ہوتی ہے۔ کم [illegible]

Date:

کم خبریہ:

وہ کم ہے جس کے ذریعے کسی چیز کی تعداد کی کثرت بیان کی جاتی ہے اس کی تمیز اضافت کی وجہ سے مفرد مجرور اور جمع مجرور آتی ہے جیسے كَمْ مَالٍ أَنْفَقْتُ اور جمع کی مثال جیسے كَمْ رِجَالٍ لَقِيتُهُمْ

اور ان دونوں میں مِنْ بھی داخل ہوتا ہے۔ كَمْ مِنْ رَجُلٍ لَقِيتُ

سوال: کم استفہامیہ اور خبریہ میں فرق؟

جواب: کم استفہامیہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ صیغہ خطاب کے ساتھ ہوگا اور کم خبریہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ صیغہ متکلم کے ساتھ ہوگا

سوال: مِنْ کا لانا کب جائز ہے؟

جواب: جب کم اور اس کی تمیز کے درمیان فعل متعدی نہ ہو تب مِنْ کا داخل کرنا جائز ہے۔

سوال: مِنْ کا لانا کب واجب ہے؟

جواب: جب کم اور اس کی تمیز کے درمیان فعل متعدی ہو تو اس وقت مِنْ کا داخل کرنا واجب ہے۔

جیسے كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ " اگر مِن نہ ہو تو قریۃً ہو جائے گا پتہ نہیں چلے گا مفعول ہے یا تمیز ہے۔

کم استفہامیہ اور خبریہ ہمیشہ کلام کے شروع میں ہوتے ہیں درمیان کلام اور آخر میں نہیں آسکتا

Date:

کم استفہامیہ اور خبریہ کا محل اعراب:

کم استفہامیہ اور خبریہ دونوں ہر ایک کبھی محلاً مرفوع ہوتے ہیں کبھی منصوب اور کبھی مجرور ہوتے ہیں۔

محلاً منصوب کی صورت:

جب کم کے بعد کوئی ایسا فعل ہو جو کم کی ضمیر یا اس کے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے کم میں عمل کرنے سے اعراض نہ کر رہا ہو تو وہاں کم محلاً منصوب ہوتا ہے جیسے کم رجلًا ضربتَ۔ کم یومًا سِرتَ۔

محلاً مجرور کی صورت:

اگر کم سے ما قبل حرف جر یا مضاف ہو تو وہاں کم مجرور ہوگا۔ جیسے غلامُ کم رجلٍ ضربتَ۔

محلاً مرفوع کی صورت:

اگر کم کے بعد کوئی فعل بھی نہ ہو اور نہ ہی حرف جر یا مضاف نہ ہوں تو کم مرفوع ہوگا۔

مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو یہ اس وقت ہے جب تمییز ظرف نہ ہو۔ کم رجلًا اخوک۔

خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو یہ اس وقت ہے جب تمییز ظرف ہو جیسے کم یومًا سفرک۔ کم شھرًا صومی۔

اسمائے استفہام اور اسمائے شرط کا محل اعراب:

اسمائے استفہام اور شرط محل اعراب میں کم کی طرح ہیں جیسے کم محلًا مرفوع ہوتا ہے مبتدا اور خبر ہونے کی وجہ سے اور منصوب اور مجرور ہوتا ہے۔ اسی طرح اسمائے استفہام اور اسمائے شرط بھی مرفوع منصوب اور مجرور ہوتے ہیں۔

مرفوع کی مثال مَنْ ضَرَبَ۔ منصوب کی مثال مَنْ ضربتَ۔ مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ۔

مجرور ہونے کی مثال بِمَنْ مَرَرْتَ۔ غلامُ مَنْ ضربتَ۔ بمن تمرر امرر۔

Date:

[illegible] اور خبریہ دونوں میں [illegible]

کم عمۃٍ لک کی مثال میں تین وجوہ جائز ہیں

(۱) کم اپنی تمیز سے مل کر مبتدا ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہو
اسی صورت میں اگلا تمیز، کم عمۃٍ ہوگا۔

(۲) کم اپنی تمیز سے مل کر اپنے مابعد فعل کا مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہو اسی صورت میں اگلی تمیز مرۃً محذوف ہوگی اصل عبارت یوں ہوگی کم مرۃً عمۃٌ لک یا خبرتُ

(۳) کم اپنی تمیز سے مل کر اپنے مابعد فعل کا مفعول مطلق ہونے کی بنا پر محلاً منصوب ہو اس صورت میں اگلی تمیز حلبۃً محذوف ہوگی اصل عبارت یوں ہوگی کم حلبۃً عمۃٌ لک یا خبرتُ۔

عمۃ کے مابعد خالۃ پر تین صورتیں جائز ہیں۔

(۱) مبتدا ہونے کی بنا پر مرفوع پڑھا جائے اسی صورت میں کم خبریہ ہو یا استفہامیہ کی تمیز مرہ ہوگی یا حلبہ

(۲) کم کو استفہامیہ مان کر اس کو اگلی تمیز کی بنا پر منصوب پڑھا جائے

(۳) کم کو خبریہ مان کر اگلی تمیز ہونے کی بنا پر مجرور پڑھا جائے

کم کی تمیز کو قرینہ پائے جانے کے وقت حذف بھی کردیا جاتا ہے۔

کم کی تمیز کو قرینہ پائے جانے کے وقت حذف بھی کیا جاتا ہے جیسے کم مالک میں حذف کا قرینہ یہ ہے کہ مالک معرفہ ہے اور کم معرفہ پر داخل نہیں ہوتا۔

کم ضربتَ میں حذفِ تمیز کا قرینہ یہ ہے کم فعل پر داخل ہے حالانکہ کم فعل پر داخل نہیں ہوتا ثابت ہوا ان دونوں جگہوں پر تمیز محذوف ہے۔ (کم مرۃً ضربتُ)

Scanned with CamScanner

Date:

مبنی ما قُطِعَ عن الاضافت — جو اضافت سے کاٹ دیے گئے ہیں

ظروف

اسم ظرف وہ اسم ہے جو کسی کام کے وقت یا جگہ پر دلالت کرے۔

ظروف مبنی کی اقسام

★ ظروف مختلف معنی کے لیے آتے ہیں۔ ظروف میں کچھ ظروف وہ ہیں جن کو اضافت سے الگ کیا جاتا ہے جیسے قَبْلُ اور بَعْدُ ان کا مضاف الیہ منوی ہو یعنی متکلم کے ذہن میں ہو تو ایسی صورت میں یہ مبنی بر ضم ہوں گے۔ فوقُ اور تحتُ کا بھی یہی حکم ہے۔ جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے لِلّٰہِ الاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ یہاں قبل اور بعد کا مضاف الیہ کُلِّ شَیْءٍ نیت میں ہے۔

★ اگر ان کا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو ایسی صورت میں یہ معرب ہوں گے۔ اگر ان کا مضاف الیہ نہ لفظوں میں ہو نہ ہی نیت میں ہو تو پھر بھی معرب ہوں گے۔

★ اسی طرح فوقُ، تحتُ، قُدّام، خلف۔ وراء کا بھی یہی حکم ہے۔

حَیْثُ اور حَسْبُ کا بیان۔

ان کا مضاف الیہ محذوف ہوتا ہے اس لیے یہ بھی مبنی بر ضم ہوتے ہیں اس لیے قبل فوق وغیرہ کے قائم مقام ہیں۔

حَیْثُ کا بیان:

ظروف مبنیہ میں حیث بھی ہے جو مکان کے لیے مستعمل ہے یہ اکثر جملے کی طرف مضاف ہوتا ہے جیسے اِجْلِسْ حَیْثُ زَیْدٌ جَالِسٌ، اِجْلِسْ حَیْثُ جَلَسَ زَیْدٌ۔ کبھی مفرد کی طرف بھی مضاف ہوتا ہے۔

اِذَا کا بیان:

ظروف مبنیہ میں اذا بھی ہے یہ مستقبل کے لیے ہے جب یہ ماضی پر داخل ہوتا ہے تو اسے مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے

Date:

اذا کا استعمال:

(۱) کبھی اذا شرط کے لیے آتا ہے شرط کے معنی میں آتا ہے۔
شرط کے معنی کی وجہ سے فعل کو اختیار کیا گیا کیونکہ شرط فعل کا تقاضا کرتا ہے

(۲) کبھی اذا مفاجاۃ کے لیے بھی آتا ہے یعنی کسی شے کے وجود کا اچانک ہو جانا۔ تو اس کے بعد مبتدا لازم ہوتا ہے۔
جیسے خرجت فاذا السبع۔

سوال: لازم کیوں کیا؟
جواب: اس لیے کیا تاکہ شرطیہ اور مفاجاۃ میں فرق ہو

فائدہ:

لازم سے مراد غلبہ استعمال ہے ان میں اذ بھی ہے کہ وہ ماضی کے معنی میں ہو اگر مستقبل کے معنی میں ہو تو اسے ماضی میں کر دیتا ہے

أین اور أنّٰی کا بیان:

ظروف مبنیہ میں این اور انی بھی ہیں یہ مکان کے لیے آتے ہیں ان کا استعمال دو طرح سے ہوتا ہے۔
کبھی استفہام کے لیے آتے ہیں جیسے أین زید، أنّٰی زید
کبھی شرط کے لیے آتے ہیں جیسے أین تجلس أجلس، أنّٰی تجلس أجلس

متیٰ کا بیان:

متیٰ زمان کے لیے آتا ہے کبھی استفہام کے معنی میں آتا ہے جیسے متیٰ تذہب اور کبھی شرط کے جیسے متیٰ تقم أقم۔

ایان کا بیان:

ایان بھی زمان کے لیے آتا ہے استفہام کے معنی میں آتا ہے
جیسے أیان یوم الدین۔

کیف کا بیان۔

کسی چیز کی حالت معلوم کرنے کے لئے آتا ہے جیسے کیف انت۔ یہ ظرف زمان میں سے ہے، کیونکہ حال ماضی اور مستقبل کے درمیان میں ہوتا ہے اس لئے زمان ہے۔

مُذ اور مُنذ کا بیان:

(۱) مذ اور منذ کلام کے ابتدائی مدت بیان کرنے کے لئے آتے ہیں اس صورت میں ان کے بعد مفرد معرفہ ہوتا ہے۔ تثنیہ جمع اور نکرہ نہیں ہوتا۔ جیسے کوئی پوچھے زید کو کب سے نہیں دیکھا تو جواب کہا جائے گا مَا رَأَيْتُهُ مُذْ أَوْ مُنْذُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔

(۲) مذ اور منذ کبھی کام کی پوری مدت بیان کرنے کے لئے آتے ہیں اس صورت میں ان کے بعد اسم زمان ہوتا ہے جو وقت کی مقدار کو بیان کرے جیسے بیان کرنا مقصود ہو جیسے کوئی پوچھے زید کو کب سے نہیں دیکھا تو جواب کہا جائے گا مَا رَأَيْتُهُ مُذْ اور مُنْذُ يَوْمَانِ۔

کبھی مذ اور منذ کے بعد مصدر، فعل، أَنَّ اور أَنْ واقع ہوتے ہیں اس صورت میں اس کے بعد زمان مضاف محذوف ہوگا۔

مصدر کی مثال۔ مَا فَرِحْتُ مُذْ ذَهَابُكَ

فعل کی مثال۔ مَا رَأَيْتُهُ مُذْ ذَهَبْتَ

أَنَّ کی مثال۔ مَا رَأَيْتُهُ مُذْ أَنَّكَ ذَاهِبٌ

أَنْ کی مثال۔ مَا فَرِحْتُ مُذْ أَنْ ذَهَبْتَ

مُذ اور مُنذ کی ترکیب کا بیان:

اس میں دو صورتیں ہونگی حرف کے متعلق ہوگی یا دوسری صورت اسم [illegible] ہوگی۔ بصری کہتے ہیں مذ اور منذ مبتدا ہونگے اور بعد میں جو آئے گا وہ خبر ہوگی، جو پہلے والا ہے بالکل ایسا جملہ محذوف ہے

Date:

امام زجاج کا اختلاف ہے ان کے نزدیک یہ دونوں خبر مقدم
واقع ہوتے ہیں اور ان کا مابعد مبتدا واقع ہوتا ہے۔
کہتے ہیں یہ نکرہ ہیں نکرہ مبتدا نہیں بن سکتے اور بعد والے نکرہ
مخصوصہ ہیں حکم پہلے آنے کی وجہ سے تخصیص ہوتی ہے۔
بصری کہتے ہیں یہ زمان کی طرف مضاف ہیں لہذا یہ معرفہ ہیں
کچھ ایسی صورتیں ہیں جہاں تخصیص نہیں ہوتی لہذا غیر مخصص ہے

ظروف مبنیہ میں سے اَلْآنَ اور اَمْسِ بھی ہیں

قَطُّ یہ ماضی منفی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور عَوْضُ
مستقبل منفی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ وہ ظروف جو جملہ
کی طرف مضاف ہوتے ہیں (اذ کی طرف مضاف ہو) وہ مبنی ہوتے ہیں۔ اذ کا
مبنی بر فتح ہونا جائز ہے۔ اور مثل اور غیر ما، اَنْ یا
اَنَّ کے ساتھ ہوں تو ان کو بھی مبنی بر فتح پڑھنا جائز ہے۔

Date:

معرفہ کا بیان

مَا وُضِعَ لِشَیْءٍ بِعَیْنِہٖ۔

معرفہ وہ اسم ہے جو معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

معرفہ کی اقسام

معرفہ کی اقسام ہیں مضمرات۔ اعلام۔ مبہمات یعنی اسمائے اشارہ اسمائے موصولہ معرف باللام۔ وہ اسم جو ان میں سے کسی ایک کی طرف اضافت معنویہ کے طور پر مضاف ہو۔ معرف بالنداء ہو۔

اَلْعَلَمْ

مَا وُضِعَ لِشَیْءٍ بِعَیْنِہٖ غَیْرَ مُتَنَاوِلٍ غَیْرَہٗ بِوَضْعٍ وَاحِدٍ۔

وہ اسم معرفہ ہے جس کو معین شے کے لیے وضع کیا گیا ہو ایک وضع کے ساتھ اپنے غیر کو شامل نہ ہو۔

اسمائے معرفہ کی درجہ بندی

معرفہ ہونے کے اعتبار سے سب سے زیادہ معرفہ والا ضمیر متکلم ہے پھر مخاطب پھر ضمیر غائب پھر علم پھر اشارہ پھر معرف باللام پھر اسمائے موصولہ معرف بالنداء پھر مضاف ہے۔

نکرہ کا بیان

مَا وُضِعَ لِشَیْءٍ لَا بِعَیْنِہٖ۔

نکرہ وہ اسم ہے جو غیر معین شے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

Date:____________

کم عدد میں تین صورتیں

جملہ مبتدا الیہ
کی وجہ سے
مرفوع

کم خبریہ مبتدا
جملہ تمیز ہونے کی
وجہ سے مجرور

کم استفہامیہ مبتدا
جملہ تمیز ہونے کی وجہ سے
منصوب

اسمائے عدد

مَا وُضِعَ لِكَمِّيَّةِ آحَادِ الْأَشْيَاءِ

اسمائے عدد وہ اسماء ہیں جو اشیاء کے افراد کی مقدار پر دلالت کرنے کے لیے وضع کئے گئے ہوں۔

معدود وہ اسم ہے جس کی تعداد بیان کی جائے اسے تمیز بھی کہتے ہیں۔

اسمائے عدد کے اصول:

اعداد کے اصول بارہ کلمات ہیں "وَاحِدٌ" سے لے کر "عَشَرَةٌ" تک دس کلمات ہیں گیارھواں "مِائَةٌ" اور بارھواں "أَلْفٌ" ہے۔ بقیہ تمام اعداد انہی کلمات سے بنتے ہیں۔

اسمائے عدد کا طریقۂ استعمال:

★ ان کے استعمال کا طریقہ ایک سے دو تک قیاس کے مطابق ہوگا اگر معدود مذکر ہو تو عدد بھی مذکر ہوگا جیسے رَجُلٌ وَاحِدٌ، رَجُلَانِ اثْنَانِ

اگر معدود مؤنث ہو تو عدد بھی مؤنث ہوگا جیسے امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ، امْرَأَتَانِ اثْنَتَانِ۔

★ تین سے لے کر دس تک اعداد خلاف قیاس استعمال ہوتے ہیں یعنی اگر معدود مذکر ہو تو عدد مؤنث ہوتا ہے جیسے ثَلَاثَةُ رِجَالٍ، عَشَرَةُ رِجَالٍ۔ اگر معدود مؤنث ہو تو عدد مذکر ہوگا ثَلَاثُ نِسْوَةٍ، عَشْرُ نِسْوَةٍ۔

★ اَحَدَ عَشَرَ اور اِثْنَا عَشَرَ گیارہ اور بارہ میں (عدد کا استعمال) قیاس کے مطابق ہوتا ہے جیسے اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا اور اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا اور مؤنث کے لیے جیسے اِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً

★ تیرہ سے انیس تک کے استعمال میں پہلا جز خلاف قیاس اور دوسرا جز قیاس کے مطابق لایا جاتا ہے یعنی اگر معدود مذکر ہے تو عدد کا پہلا جز مؤنث دوسرا مذکر ہوگا۔

جیسے ثَلاثَ عَشَرَ رَجُلاً ، تِسْعَۃَ عَشَرَ رَجُلاً ، اور
اگر معدود مؤنث ہو تو عدد کا پہلا جز مذکر ہوگا اور دوسرا
جز مؤنث ہوگا جیسے ثَلاثَ عَشْرَۃَ امْرَأَۃً ، اور
تِسْعَ عَشْرَۃَ امْرَأَۃً ۔

بنو تمیم عَشِرَۃَ کو کسرہ دیتے ہیں یعنی جب وہ مؤنث
کے لیے استعمال ہو تو اس کی شین کو کسرہ دیتے ہیں۔ کیونکہ
وہ کہتے ہیں فتحہ پڑھنے کی صورت میں ایک کلمہ میں چار
متحرکوں کا پے در پے آنا لازم آئے گا جو کہ درست نہیں ہے۔

اہل حجاز دو طرح سے پڑھتے ہیں یعنی کبھی شین کو (شین پڑھتے)
ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔ جیسے عَشْرَۃَ اور کبھی فتحہ پڑھتے ہیں عَشَرَۃ
اور بنو تمیم کے اعتراض کا جواب یوں دیتے ہیں کہ یہاں
ایک کلمہ میں چار متحرکوں کا پے در پے آنا لازم نہیں آتا کیونکہ
یہاں دو کلمے ہیں (1) عَشَرَ (2) ۃَ ۔

تمام دہائیوں کا استعمال مذکر اور مؤنث کے لیے یکساں ہوگا
اَحَدٌ وَّعِشْرُوْنَ اور اِحْدٰی وَعِشْرُوْنَ دہائیوں کا استعمال
اسمائے اعداد کے لفظ پر عطف ہوگا۔

یعنی 20 کے بعد تمام دہائیوں کے بعد والے دو عدد یعنی 21 اور 22
اور 31 اور 32 اور 91 اور 92 یعنی 92 تک ان کا استعمال قیاس
کے مطابق ہوگا۔ اور 23 سے 29 تک پھر 33 سے 39 تک یعنی 99 تک کا پہلا اطراف یکساں اور
دوسرا اپنی حالت پر رہے گا

مِائَۃٌ وَ اَلْفٌ مِائَتَانِ وَ اَلْفَانِ یہ مذکر اور مؤنث
کے لیے یکساں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے مِائَۃُ رَجُلٍ
مِائَۃُ امْرَأَۃٍ ، اَلْفُ رَجُلٍ ، اَلْفُ امْرَأَۃٍ ۔
مِائَۃٌ اور اَلْفٌ سے جو زائد ہوگا ان کا عطف کا اپنی پر ہوگا

Date: ثمانی عشرۃ کے یا کو پڑھنے کی صورتیں

ثمانی عشرۃ کے یا کو فتحہ کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں اور یا پر سکون کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن یا کو حذف کر کے نون پر فتحہ پڑھنا شاذ ہے۔

اسمائے عدد کی تمییز کا بیان

3 سے لے کر 10 تک کی تمییز جمع مجرور ہوگی خواہ جمع لفظی طور پر ہو یا معنوی طور پر ہو۔

مگر ثلاث مائۃ سے تسع مائۃ تک کی تمییز مفرد مجرور ہوتی ہے۔

احد عشر (11) سے تسعۃ و تسعون (99) تک کی تمییز مفرد منصوب ہوتی ہے۔ اور مائۃ اور الف اور ان کے تثنیہ اور الف کی جمع کی تمییز مجرور مفرد ہوتی ہے۔ اور جب معدود مؤنث ہو اور لفظ اس کے لیے مذکر ہو تو دو وجہ جائز ہیں۔ اور واحد اور اثنان کی تمییز نہیں لائی جاتی کیونکہ تمییز سے مستغنی ہیں کیونکہ عبارت خود ہی مقصود کا فائدہ دیتی ہے۔

ثلاث ا

معدود کی طرف نظر کریں تو (مذکر کے اعتبار سے ثلاثۃ اشخاص) (اگر معدود مؤنث ہے ثلاث اشخاص)

تمییز اور حال کا بیان

عدد کی دو اقسام ہیں عدد ذاتی اور عدد وصفی اور عدد ذاتی میں گننے کا اعتبار ہوتا ہے۔ اور عدد وصفی میں دوسرا تیسرا اور چوتھا ان کا اعتبار ہوتا ہے۔ عدد وصفی کی دو اقسام ہیں۔ ذات کے نیچے جو عدد ہوں اس کا اعتبار ہوتا ہے اسے تمییز کا نام دیا جاتا ہے۔ اور ذات کے ساتھ حالت کا اعتبار ہوتا ہے اسے حال کا نام دیتے ہیں۔ یہ دونوں اسم فاعل کے حکم میں آتے ہیں۔

متعدد کے مفرد میں اس کی تعبیر کا اعتبار کرتے ہوئے تو مذکر
کے لیے ثانی اور مؤنث کے لیے الثانیہ کہیں گے۔ العاشر تک
اس کے علاوہ نہیں کہہ سکتے۔

حالت کا اعتبار کرتے ہوئے الاوّل، الثانی، مؤنث
کے لیے الاُولیٰ اور الثانیۃ سے العاشر اور العاشرۃ تک۔
اعداد مرکبہ میں پہلے جز کو فاعل کے وزن پر لایا جائے گا
دوسرے جز کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں گے جیسے الثالثُ عشَرَ۔

اعتبارِ تعبیر میں اضافت کا حکم:

تعبیر کی صورت میں کم والے سے مضاف کر سکتے ہیں برابر
یا زیادہ والے سے نہیں کر سکتے جیسے ثالثُ اثنینِ۔

اعتبارِ حال میں اضافت کا حکم:

حال کی صورت میں کم والے سے اضافت نہیں کر سکتے جبکہ برابر
یا زیادہ والے سے اضافت کر سکتے ہیں۔ جیسے
ثالثُ ثلاثۃٍ یا اوپر والے عدد کی طرف جیسے
اوّلُ العشرۃِ۔

دس سے اوپر والے عدد کی برابر مرتبہ اضافت کرنا جائز ہے
ایسی صورت میں دس سے انیس تک عدد برابر مرتبہ کے
دونوں جز مبنی بر فتح ہوں گے۔ جیسے حادیَ عشَرَ، تاسعَ عشَرَ۔
دوسرے جز کے حذف کے ساتھ اس کی پہلے جز کے ہم جنس
عدد کے ساتھ اضافت کی جائے اس صورت میں مضاف
معرب ہوگا۔ جیسے حادی اَحدَ عشَرَ سے تاسعُ تسعۃَ عشَرَ۔

Date:

مذکر اور مؤنث کا بیان

جنس کے اعتبار سے اسم کی دو اقسام ہیں مذکر اور مؤنث.

مؤنث وہ اسم ہے جس کے لفظ یا تقدیراً تانیث کی علامت پائی جائے اور مذکر وہ جس کے لفظ یا تقدیراً تانیث کی علامت نہ پائی جائے

علامات تانیث:

تا اور الف ہیں خواہ الف مقصورہ ہو یا ممدودہ

مؤنث حقیقی وہ ہے جس کے مقابلے میں حیوان مذکر ہو، امرأة

مؤنث لفظی وہ ہے جو اس کے خلاف ہو جیسے ظُلْمَةٌ.

Date:

جب مؤنث حقیقی ظاہری کی طرف فعل کی اسناد کی جائے

جب فعل کی اسناد مؤنث حقیقی کی طرف ہو تو فعل کو مؤنث لانا واجب ہے۔ جیسے جاءت امرأۃ ۔ یا اس کی ضمیر کی طرف کی گئی ہو جیسے فاطمۃ ذھبت۔ مؤنث لفظی کی ضمیر کی طرف اسناد ہو جیسے اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ "فعل میں تا کا لانا ان صورتوں میں واجب ہے۔

فعل میں تا کا لانا کب واجب ہے:

تین صورتوں میں واجب ہے جب فعل معروف ہو، مؤنث حقیقی انسانوں کی قسم میں سے ہو۔ فاعل فعل کے ساتھ متصل ہو۔ اگر کوئی ایک شرط بھی نہ ہو تو تا کو لانا واجب نہیں ہوگا۔ جب فعل کی اسناد مؤنث غیر حقیقی کی طرف کی گئی ہو تو اختیار ہے فعل کو مذکر لائیں یا مؤنث لائیں۔ جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ یا طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔

فائدہ:

کبھی مضاف مضاف الیہ سے تانیث کو لے لیتا ہے جیسے "زِیْنَتُ الفِکْرِ" زینتُ الفکر مؤنث ہے معین مذکر ہے اس میں مضاف الیہ کا اعتبار کیا ہے۔ جہاں مضاف الیہ کو مضاف کے مقام پر رکھ سکتے ہیں وہاں یہ قاعدہ جائز ہے۔ "اَعْجَبَتْنِی مَشْیُ ھِنْدٍ"

جب فعل کی اسناد جمع کی طرف ہو:

جب فعل کی اسناد جمع کی طرف ہو اور وہ جمع، جمع مذکر سالم کے علاوہ ہو خواہ جمع مکسر ہو یا جمع سالم ہو تو اس کا حکم اسم ظاہر مؤنث غیر حقیقی کی طرح ہے یعنی اختیار ہے فعل کو مذکر لائیں یا مؤنث۔ جیسے قَامَ الرِّجَالُ یا قَامَتِ الرِّجَالُ۔

جب فعل کا فاعل ایسی جمع کی ضمیر ہو جو جمع مذکر سالم کے علاوہ ہو یعنی جمع مکسر کی ضمیر ہو تو وہاں دو صورتیں جائز ہیں۔

Date:

(۱) جمع مکسر مذکر ذوی العقول میں سے ہو تو ایسی صورت میں فعل کو واؤ کے ساتھ مذکر اور تائے تانیث کے ساتھ مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے جیسے الرِّجَالُ جَلَسُوْا ' الرِّجَالُ جَلَسَتْ ۔

(۲) جمع مکسر غیر ذوی العقول میں سے ہو مؤنث ذوی العقول میں سے ہو جیسے نِسَاءٌ یا مذکر غیر ذوی العقول میں سے ہو جیسے اَیَّامٌ
ان دونوں صورتوں میں فعل کو تائے تانیث ہی لا سکتے ہیں جیسے النِّسَاءُ جَلَسَتْ اور نون جمع مؤنث کے ساتھ لا سکتے ہیں جیسے النِّسَاءُ جَلَسْنَ ۔

تثنیہ کا بیان

تعریف:-

"مَا اُلْحِقَ اٰخِرَہٗ اَلِفٌ اَوْ یَاءٌ مَفْتُوْحٌ مَا قَبْلَهَا وَنُوْنٌ مَكْسُوْرَةٌ لِيَدُلَّ عَلٰى اَنَّ مَعَہٗ مِثْلَہٗ مِنْ جِنْسِہٖ"

تثنیہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف لاحق ہو یا ایسی یا ہو جس کا آخر ماقبل یا مفتوح ہو اور نون مکسور ہوں تا کہ اس بات پر دلالت کرے کہ اس واحد کے ساتھ اسی کی مثل جنس ایک اور بھی ہے۔ جیسے رَجُلَانِ ' رَجُلَیْنِ ۔

" یہاں ایک اعتراض واقع ہوتا ہے کہ آپ نے کہا کہ تثنیہ کے لیے معنی اور جنسیت ایک ہو ہم دکھاتے ہیں معنی میں اور ہے جنس میں اور ہے لیکن پھر بھی تثنیہ بن رہا ہے جیسے شمس اور قمر کو قمرین کہا جاتا ہے ماں اور باپ کو اَبَوَیْن کہا جاتا ہے "۔

اس کا جواب دیتے ہوئے کہا یہ باب تغلیب ہے اس میں ایک دوسرے کو غلبہ دینا ہے۔

اسم مقصورہ کا تثنیہ بنانے کا طریقہ:

اسم مقصورہ کا الف اگر واو سے بدلا ہوا ہو وہ تین حرف والا ہو تو تثنیہ بناتے وقت الف کو واو سے بدل دینگے جیسے عَصًا جو اصل میں عَصَوٌ تھا اس کا تثنیہ عَصَوَانِ ہوگا۔

* اگر وہ الف واو سے بدلا ہوا نہ ہو بلکہ یا سے
* بدلا ہوا ہو جیسے رَحًی اصل میں رَحَیٌ تھا۔ اگر یا سے بدلا ہوا تو ہو لیکن تین حرف والا نہ ہو جیسے مَلْهًی اصل میں مَلْهَوٌ تھا۔
* یا پھر وہ الف کسی سے بدلا ہوا ہی نہ ہو جیسے حُبْلٰی تو ان تینوں صورتوں میں تثنیہ بناتے ہوئے الف مقصورہ کو یا سے بدل دیا جائے گا جیسے رَحًی سے رَحَیَانِ، مَلْهَیَانِ، حُبْلَیَانِ۔

الف ممدودہ کا تثنیہ بنانے کا طریقہ:

الف ممدودہ وہ ہے جس کے آخر میں ہمزہ ہو۔

* اگر ہمزہ اصلی ہو تو تثنیہ بناتے وقت اس کا ہمزہ باقی رکھیں گے جیسے قُرَّاءٌ سے قُرَّاءَانِ۔
* اگر ہمزہ تانیث کے لیے ہو تو تثنیہ بناتے وقت اسے واو سے تبدیل کریں گے۔ جیسے حَمْرَاءُ سے حَمْرَاوَانِ۔
* اگر ہمزہ واو یا یاء سے بدلا ہوا ہو تو دو صورتیں جائز ہیں۔

(1) ہمزہ کو واو سے بدل دیا جائے جیسے کِسَاءٌ سے کِسَاوَانِ۔

(2) ہمزہ کو اپنی حالت پر برقرار رکھا جائے جیسے کِسَاءٌ سے کِسَاءَانِ۔

اضافت کے وقت تثنیہ کے نون کا حکم:

اضافت کی وجہ سے نون تثنیہ گر جاتا ہے جیسے غُلَامَانِ کی زید کی طرف اضافت کی جائے تو غُلَامَا زَیْدٍ ہوگا۔

تائے تانیث کے حذف کا حکم،

جس اسم کا تثنیہ بنایا جائے اس کے آخر میں تائے تانیث ہو تو تائے تانیث کو گرائے بغیر تثنیہ بنائے جاتے ہیں لیکن خُصْیَۃٌ اور اِلْیَۃٌ کا تثنیہ بنایا جائے تو حذف کیا جاتا ہے جیسے خُصْیَانِ، اِلْیَانِ۔

Date:

جمع کا بیان

مَا دَلَّ عَلٰی آحَادٍ مَقْصُوْدَۃٍ بِحُرُوْفِ مُفْرَدِہٖ بِتَغْیِیْرٍ مَّا

جمع وہ اسم ہے جو ایسے افراد پر دلالت کرے جو کچھ تبدیلی کے ساتھ اس کے مفرد کے حروف سے مقصود ہوں۔

فوائد و قیودات

اس سے جنس نکل گیا کیونکہ آحاد غیر مقصود پر بھی دلالت کرتی ہے جیسے انسان جنس ہے ہر ہر جنس پر صادق آتا ہے۔

اس تعریف سے اسم جمع بھی نکل گیا۔ تمر اور رکب صحیح قول کے مطابق جمع نہیں ہیں تمر اسم جنس ہے۔ رکب اسم جمع ہے کیونکہ اس کا مفرد نہیں ہے۔

اسم جنس اور اسم جمع میں فرق۔

اسم جنس واحد اور دو اور اس سے اوپر بھی دلالت کرتا ہے تمرٌ۔ اسم جمع تین سے اوپر پر دلالت کرتا ہے۔ قومٌ، رَکْبٌ

فُلْکٌ جمع ہے۔ ہر وہ جسم مراد ہے جس میں واحد اور جمع دونوں متفق ہوں اور تقدیراً مختلف ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے تعریف صادق آرہی ہے۔ جمع کے لیے اُسْدٌ واحد کے لیے قُفْلٌ کے وزن پر ہے

جمع کی اقسام۔

جمع کی دو اقسام ہیں۔ جمع سالم جمع مکسر۔

وہ جمع جس میں واحد کا صیغہ سلامت رہے جمع سالم کہلاتا ہے مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُوْنَ

وہ جمع جس میں واحد کا صیغہ سلامت نہ رہے جمع مکسر کہلاتا ہے رَجُلٌ کی رِجَالٌ

جمع سالم کی اقسام۔

جمع مذکر سالم جمع مؤنث سالم

جمع مذکر سالم وہ جمع جس کے آخر میں وا و ما قبل مضموم یا یا ما قبل مکسور نون مفتوح ہوتا ہے اس بات پر دلالت کرے اس کے واحد کے ساتھ اسی جنس کے اور بھی افراد ہیں۔

جمع مؤنث سالم وہ جمع جس کے آخر میں الف اور تا ہو جیسے مُسْلِمَاتٌ

اسم منقوص (وہ اسم جس کے آخر میں یا ہو اس کا ماقبل مکسور ہو) کی جمع مذکر سالم بنانے کا طریقہ۔

اسم منقوص کی جمع مذکر سالم بناتے وقت یا کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیں گے پھر یا اور واو میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلے ساکن یعنی یا کو گرا دیں گے جیسے قاضی سے قاضُون۔

اسم مقصور (وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو) کی جمع مذکر سالم بنانے کا طریقہ۔

اسم مقصور کی جمع مذکر سالم بناتے وقت اس کے آخر سے الف مقصورہ کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیا جائے گا اور ماقبل کے فتحہ کو برقرار رکھا جائے گا تاکہ وہ الف مقصورہ کے حذف ہونے پر دلالت کرے جیسے مُصْطَفٰی سے مُصْطَفَوْن۔

اگر اسم ذات ہو تو جمع مذکر سالم لانے کی شرائط۔

اگر اسم ذات ہو تو جمع مذکر سالم لانے کی 3 شرائط ہیں۔

(1) مذکر ہو (2) علم ہو (3) عقل والا ہو

قاعدہ:

اگر کوئی غیر عاقل ایسا کام کرے جو اصل میں عقل والوں کا ہو تو پھر جمع لا سکتے ہیں۔

اگر اسم صفت ہو تو جمع مذکر سالم لانے کی 5 شرطیں ہیں۔

ان پانچ شرطوں میں ایک وجودی اور 4 عدمی ہیں۔

(1) مذکر عاقل ہو۔

(2) اس اَفْعَلُ کے وزن پر نہ ہو جس کی مؤنث فَعْلَاءُ کے وزن پر آتی ہو جیسے اَحْمَرُ اس کی مؤنث حَمْرَاءُ بروزن فَعْلَاءُ آتی ہے اس کی جمع مذکر سالم نہیں لا سکتے۔

(3) ایسے فَعْلَانُ کے وزن پر نہ ہو جس کی مؤنث فَعْلٰی کے وزن پر آتی ہو جیسے سَکْرَانُ اس کی مؤنث سَکْرٰی بروزن فَعْلٰی آتی ہے۔ اس کی جمع مذکر سالم نہیں آ سکتی

Date:

(۴) ایسا اسم بھی نہ ہو جس میں مذکر اور مؤنث برابر ہوں جیسے جَرِيحٌ ، صَبُورٌ یہ دونوں اسم مذکر اور مؤنث کے لیے برابر استعمال ہوتے ہیں
(۵) اس اسم کے آخر میں تائے تانیث نہ ہو جیسے عَلَّامَۃٌ

اضافت کی وجہ سے جمع مذکر سالم کا نون گر جاتا ہے مُسْلِمُوْ بَاکِسْتَانَ .

اعتراض

آپ نے کہا جمع مذکر سالم لانے کی شرط یہ ہے کہ وہ اسم مذکر کا اور ذوی العقول کا علم ہو جبکہ اَرْضُوْنَ اور سِنُوْنَ میں یہ شرطیں نہیں پائی جاتیں پھر بھی وہ جمع مذکر سالم ہیں ایسا کیوں ؟

جواب

ان اسماء کی جمع واو اور نون کے ساتھ آنا شاذ ہے۔ نہ ہونے کے برابر ہے

جمع مؤنث سالم

مَا لَحِقَ آخِرَہٗ اَلِفٌ وَ تَاءٌ

جمع مؤنث سالم وہ جمع ہے جس کے آخر میں الف اور ت لاحق ہو۔

جمع مؤنث سالم لانے کی شرائط :

جس اسم کی جمع مؤنث سالم لائی جا رہی ہے اگر وہ اسم صفت ہے تو مذکر ہونا ضروری ہے جس کی جمع واو اور نون کے ساتھ ہو۔ اور اگر اس کے لیے مذکر نہیں ہے تو پھر تا سے خالی نہ ہو جیسے حائض ورنہ اس کی جمع مطلقاً لائی جائیگی ۔

Date:

جمع تکسیر کا بیان

مَا تَغَيَّرَ بِنَاءُ وَاحِدِہٖ

وہ جمع جس کے واحد کی بنا تبدیل ہو جائے۔

لفظی طور پر تبدیلی جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ تقدیری طور پر جیسے فُلْکٌ یہ واحد میں قُفْلٌ اور جمع میں اُسْدٌ کے وزن پر ہے اس میں تبدیلی تقدیری ہے۔

قاعدہ:

بعض اوقات جمع کے الفاظ واحد جیسا ہوتے ہیں بعض اوقات بالکل تبدیل ہوتے ہیں جیسے اِمْرَأَۃٌ کی جمع نِسَاءٌ یہ بالکل مختلف ہے پھر بھی جمع مکسر ہے۔

اور ایسے جمع ہیں جن کے واحد ہی نہیں آتے جیسے قَوْمٌ جَيْشٌ یہ جمع پر دلالت کرتے ہیں ان کا واحد نہیں ہے اسم جمع کا نام دیا جاتا ہے

جمع کی اقسام: جمع کی 2 اقسام ہیں

(1) جمع قلت (2) جمع کثرت

جمع قلت:

وہ جمع جو تین سے لے کر دس تک کی تعداد پر دلالت کرے جمع قلت کہلاتا ہے

جمع کثرت:

وہ جمع جو دس سے زیادہ افراد پر بولی جائے گا جمع کثرت کہلاتا ہے۔

جمع قلت کے اوزان: اس کے چار اوزان ہیں

اَفْعُلٌ	اَفْعَالٌ	اَفْعِلَۃٌ	فِعْلَۃٌ
اَرْجُلٌ	اَقْلَامٌ	اَرْغِفَۃٌ	غِلْمَۃٌ

جمع قلت کے اوزان کے علاوہ باقی تمام جمع کثرت کے اوزان ہونگے۔

★

جمع سالم چاہے مذکر ہو یا مؤنث وہ بھی جمع قلت میں شامل ہے جو ان کے علاوہ ہیں وہ جمع کثرت ہیں۔

Date:

بعض کہتے ہیں جمع قلت کثرت کی جگہ اور جمع کثرت قلت کی جگہ آ سکتا ہے یہ اس وقت ہے جب کوئی قرینہ نہ ہو۔

بعض کہتے ہیں دونوں جمع کی ابتدا 3 سے ہوتی ہے اور انتہا جمع قلت کی دس تک ہوگی اور جمع کثرت کی آگے تک چلی جاتی ہے۔

قاعدہ:

ایسا اسم جس کی جمع صرف جمع قلت کے وزن پر بنتی ہے یا صرف جمع کثرت کے وزن پر بنتی ہے تو اس میں جمع قلت اور کثرت مشترک ہیں ان میں فرق نہیں ہوگا۔ رِجْل کی جمع اَرْجُل ہے جمع قلت ہے۔ اور رَجُل کی جمع رِجَال یہ جمع کثرت ہے۔

مصدر کا بیان

اِسْمُ الْحَدَثِ الْجَارِیْ عَلَی الْفِعْلِ

ایسے حدث کا نام ہے جو فعل پر جاری ہوتا ہے مطلب جس سے فعل مشتق ہوتا ہے حدث کا معنی نئی چیز وجود کا پیدا ہونا مثلاً "ضَرْبٌ" اسے فعل لغوی کہتے ہیں۔

جاری کا لفظ کیوں استعمال کیا:

کیونکہ مصدر میں بصریوں اور کوفیوں کا اختلاف ہے بصری کہتے ہیں فعل اصل ہے مصدر اس سے مشتق ہے کوفی کہتے ہیں مصدر اصل ہے اور فعل اس سے مشتق ہے

مصدر کے اوزان:

مصدر کے ثلاثی مجرد سے آنے والے اوزان غیر قیاسی ہیں یعنی سماع پر موقوف ہیں ان کے لیے کوئی قاعدہ مقرر نہیں جبکہ غیر ثلاثی مجرد سے مصادر کے اوزان قیاسی ہیں یعنی ان کے لیے قاعدہ مقرر ہے باب افعال کا مصدر افعال کے وزن پر ہوگا باب تفعیل کا مصدر تفعیل کے وزن پر ہوگا۔

مصدر کا عمل:

مصدر اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے فعل لازم ہے تو لازم والا متعدی ہے تو متعدی والا عمل کرتا ہے۔ مصدر فعل ماضی کے معنی میں ہو یا حال اور استقبال کے معنی میں ہو عمل کرتا ہے۔ بشرطیکہ مصدر مفعول مطلق ہو تو اس حالت میں عمل نہیں کرے گا اس وقت فعل کا عمل ہوگا۔

مصدر کے قواعد:

(1) مصدر کے معمول کو مصدر پر مقدم نہیں کر سکتے کیونکہ عامل ضعیف ہے اپنے معمول کو مقدم کر کے عمل دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

(2) جب مصدر میں کوئی فاعل ہو تو وہ فاعل ضمیر مستتر نہیں ہو سکتی

(3) مصدر کے فاعل کو ذکر کرنا ضروری نہیں ہے۔

(4) مصدر کی اضافت فاعل کی طرف کرنا جائز ہے۔ مفعول بہ کی طرف کرنا بھی جائز ہے۔ جب کہ قرینہ ہو۔

مصدر معرف باللام بھی عامل ہوتا ہے مگر اس کا عامل ہونا شاذ ہے۔

ضابطہ:

(1) اگر مصدر مفعول مطلق ہو تو ایسی صورت میں اپنے مابعد میں عمل نہیں کرے گا بلکہ مابعد اسم میں عامل ماقبل فعل ہوگا جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا عَمْرًا۔ میں ضربًا مفعول مطلق ہے۔ یہ عمرو میں عامل نہیں بلکہ اس میں عامل ضربت ہے۔

(2) اگر مصدر مفعول مطلق ہے اس کے فعل کو وجوبًا حذف کر کے اس مصدر کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا ہو تو وہاں دو صورتیں جائز ہیں

Date:

فعل کو عمل دیا جائے کیونکہ یہی اصل عامل ہے
مصدر کو عمل دیا جائے کیونکہ یہ فعل کا نائب ہے

اسم فاعل

"مَا اشْتُقَّ مِنْ فِعْلٍ لِمَنْ قَامَ بِهٖ بِمَعْنَى الْحُدُوْثِ"
وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہو ایک ذات کے لیے جس کے ساتھ فعل قائم ہو حدوثی معنی کے ساتھ۔
فعل قائم ہونے سے اسم مفعول نکل گیا اور معنی حدوث سے صفت مشبہ نکل گیا

اسم فاعل کے اوزان:

اسم فاعل ثلاثی مجرد سے فاعل کے وزن پر آتا ہے غیر ثلاثی مجرد سے وزن کا طریقہ یہ ہے فعل مضارع سے علامت مضارع کو حذف کر کے اس کی جگہ میم مضموم لائی جائے اور آخر کے ماقبل کو کسرہ دیا جائے مُدْخِلٌ، مُسْتَخْرِجٌ

اسم فاعل کا عمل:

یہ اپنے فعل والا عمل کرتا ہے ہر احوال میں معمول سے مقدم بھی ہو سکتا ہے مؤخر بھی اس کے عمل کی دو شرطیں ہیں۔

(1) یہ حال اور استقبال کے معنی میں ہو کیونکہ اسم فاعل مضارع کے مشابہ ہے حال یا استقبال حقیقۃً ہو یا حکایۃً ہو جیسے "وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ" بَاسِطٌ اسم فاعل ہے ذِرَاعَيْهِ کو نصب دیا مفعول ہونے کی بنا پر یہاں حکایۃً حال کو بیان کیا۔

(2) اس کا مبتدا پر اعتماد ہو یا ذو الحال پر یا موصوف پر یا ہمزہ ہو یا ما نافیہ پر اعتماد ہو۔
اسم فاعل مصغر نہ ہو۔ اسم فاعل کی آگے صفت بیان نہ کی گئی ہو۔

اگر اسم فاعل بمعنی ماضی ہو اس کی اضافت معنوی واجب ہوگی،
لیکن امام کسائی کے نزدیک اسم فاعل بمعنی ماضی بھی عمل کرے گا۔

قاعدہ:

اگر کوئی دوسرا معمول ہو تو اس کا عامل فعل مقدر ہو گا
مطلب وہ معمول فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہو گا
جیسے زیدٌ معطی عمرٍو درھمًا " یہاں درھمًا کو فعل مقدر
نے نصب دیا اس سے پہلے اَعطٰی فعل محذوف ہے۔

★ اسم فاعل اگر الف لام کے ساتھ ہو تو ہر حال میں عمل کرے گا
چاہے ماضی کے معنی میں ہو، یہ الف لام اسم موصول ہوگا

★ اسم فاعل جو مبالغہ کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے ضرّاب، ضروب،
مضراب، علیم، حذر، یہ بھی اسم فاعل کی مثل ہیں۔

★ اسم فاعل کے تثنیہ اور جمع کے صیغے اسم فاعل کے واحد کے صیغے
کی طرح ہیں، جیسے وہ شرائط کا وہ مستعمل کرتے ہیں یہ بھی ویسے عمل کریں گے

★ اسم فاعل کے تثنیہ اور جمع سے نون کا حذف کرنا جائز ہے۔
عمل کرنے کے ساتھ اور لام تعریف کے ساتھ تخفیف سے جائز ہے

اسم مفعول

ما اشتق من فعل لمن وقع علیہ

وہ اسم جو فعل سے مشتق ہو اس ذات پر دلالت کرے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو

اسم مفعول کے اوزان:

ثلاثی مجرد سے مفعول کے وزن پر آتا ہے اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کے وزن پر آتا ہے لیکن فرق اتنا ہے اسم فاعل کا ما قبل آخر مکسور ہوتا ہے اس کا مفتوح ہے "مُکْرَم"

اسم مفعول کا عمل اور شرائط:

اسم مفعول اسم فاعل کی طرح عمل کرتا ہے اور اس کی شرائط بھی وہی ہیں جو اسم فاعل کی ہیں۔

صفت مشبہ

ما اشتق من فعل لازم لمن قام بہ علی معنی الثبوت

(وہ اسم جو فعل لازم سے مشتق ہو ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنی بطور ثبوت قائم ہو) اسم فاعل [illegible] اس سے زمانہ

صفت مشبہ کے اوزان:

اس کے اوزان اسم فاعل کے خلاف ہیں سماع پر موقوف ہیں ان کے لیے قاعدہ نہیں ہے جو عرب سے سنا گیا ہے۔ جیسے حَسَنٌ، صَعْبٌ، شَرِیْفٌ

صفت مشبہ کا عمل:

صفت مشبہ مطلقاً یعنی کسی زمانے کے بغیر فعل لازم جیسا عمل کرتا ہے یعنی اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے اسمائے ستہ کو نصب دیتا ہے اور اس کا پانچ چیزوں میں (مبتدا، موصوف، ذو الحال، [illegible]، ما نافیہ) میں کسی چیز پر اعتماد ہو جیسے زیدٌ حسنٌ غلامُہٗ

Date: ____________

(الف لام لفظیہ ہیں)

صفت مشبہ کی اقسام:

صفت مشبہ کی دو اقسام ہیں۔ یا معرف باللام ہوگا یا بغیر لام کے ہوگا۔ پھر اس طرح صفت مشبہ کا صیغہ تین حال سے خالی نہیں ہوگا یا اس کا معمول مضاف ہوگا یا معمول معرف باللام ہوگا یا وہ نہ مضاف ہوگا نہ معرف باللام۔

اس طرح یہ 6 اقسام بن گئیں:

(1) صفت مشبہ معرف باللام ہو اور اس کا معمول مضاف ہو۔
(2) صفت مشبہ معرف باللام ہو اور اس کا معمول بھی معرف باللام ہو۔
(3) صفت مشبہ معرف باللام ہو اس کا معمول نہ مضاف ہو نہ معرف باللام ہو۔
(4) صفت مشبہ معرف باللام نہ ہو اس کا معمول مضاف ہو۔
(5) صفت مشبہ معرف باللام نہ ہو اس کا معمول معرف باللام ہو۔
(6) صفت مشبہ معرف باللام نہ ہو اور اس کا معمول نہ معرف باللام ہو نہ مضاف ہو۔

ان 6 اقسام میں ہر ایک کا معمول مرفوع بھی ہوگا منصوب بھی ہوگا اور مجرور بھی ہوگا۔ پس 6 کو 3 سے ضرب دیں تو 18 اقسام بن جاتی ہیں۔

اعراب کی صورتیں:

★ صفت مشبہ کا معمول فاعلیت کی بناء پر مرفوع ہوگا منصوب ہونے کی دو صورتیں ہونگی۔

(1) معمول کے معرفہ ہونے کی صورت میں معمول کا نصب مفعول سے مشابہت کی بناء پر ہوگا۔
(2) معمول کے نکرہ ہونے کی صورت میں معمول کا نصب تمییز کی بناء پر ہوگا۔

★ صفت مشبہ کے معمول کا مجرور ہونا معمول کے مضاف الیہ ہونے کی بناء پر ہوگا۔

Date:

ان 18 اقسام میں کچھ 9 احسن ہیں اور 2 حسن ہیں اور 4 قبیح ہیں۔ اور 2 ممتنع ہیں۔ 1 مختلف ہے

"کس طرح معلوم ہوگا کہ کونسی صورت ہے اس کے لیے قاعدہ ہے۔"

(ایک شے سے مقصود پورا ہو جاتا ہے۔)
اگر صفت مشبہ میں یا معمول میں ایک ضمیر ہے تو وہ احسن ہے۔ جس میں دو ضمیریں ہوں وہ حسن ہے (اس میں ایک ضمیر اضافی ہے) جس میں کوئی ضمیر نہیں وہ قبیح ہے۔ دو صورتیں ممتنع ہیں اَلْحَسَنُ وَجْہِہٖ، اَلْحَسَنُ وَجْہٍ۔ اور ایک مختلف ہے، حَسَنُ وَجْہِہٖ۔

احسن	حسن	قبیح	ممتنع	مختلف
اَلْحَسَنُ وَجْھُہٗ	حَسَنٌ وَجْھَہٗ	الحسنُ وجہٌ	الحسنُ وجہِہٖ	حسنُ وجہِہٖ
حَسَنٌ وَجْھُہٗ	الحسنُ وجھَہٗ	حسنٌ وجہٌ	الحسنُ وَجْہٍ	
الحسنُ الوَجْہَ		حسنٌ الوجہُ	یہاں معرفہ کی اضافت نکرہ کی طرف ہے اس لیے ممتنع ہے	
اَلْحَسَنُ الوَجْہِ		الحسنُ الوجہُ		
حَسَنٌ الوَجْہَ				
حَسَنُ الوَجْہِ				
حَسَنُ وَجْہٍ				
اَلْحَسَنُ وَجْھًا				
حَسَنٌ وَجْھًا				

مختلف میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں حسن وجہہ ہے۔ اضافت الشئی الی نفسہ ہے یا بعض کہتے ہیں عام کی اضافت خاص کی طرف کی گئی۔ ان کے اختلاف کی وجہ سے یہ مختلف ہے۔

اسم تفضیل

مَا اشْتُقَّ مِنْ فِعْلٍ لِمَوْصُوْفٍ بِزِيَادَةٍ عَلٰى غَيْرِهٖ۔

وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق کیا گیا ہو ایسے موصوف کے لیے جو غیر کی زیادتی کے ساتھ متصف ہو۔

فوائد قیودات:

مشتق من فعلٍ یہ جنس ہے تمام مشتقات کو شامل ہے زمان مکان آلہ اسم مفعول سب کو شامل ہے جب موصوف کہا زمان مکان اور آلہ نکل گئے کیونکہ وہ ظروف کے لیے مشتق کیے جاتے ہیں۔

جب بزیادۃٍ علی غیرہٖ کہا تو اسم فاعل، مفعول اسم مبالغہ نکل گئے کیونکہ یہ دوسرے کے ساتھ زیادتی میں یہ معنی نہیں ہوتا۔

فائدہ:

جو زیادتی اور نقصان کو قبول نہیں کرتا اس میں اسم تفضیل نہیں بنے گا۔ کی زیادتی سے مراد جس سے مشتق ہو رہا ہے اس فعل میں زیادتی ہو جیسے زیدٌ افضلُ النّاسِ۔

اسم تفضیل کا وزن:

اسم تفضیل کا وزن مذکر کے لیے اَفْعَلُ آتا ہے اور مؤنث کے لیے فُعْلٰی آتا ہے۔ اسم تفضیل ہمیشہ غیر منصرف ہوتا ہے دو سبب صفت اور وزن فعل کی وجہ سے۔

اسم تفضیل بنانے کی شرائط:

* اسم تفضیل کو ثلاثی مجرد سے بنایا جائے غیر ثلاثی مجرد سے نہیں بنایا جا سکتا اسے بنانے کے لیے ثلاثی مجرد کی شرط اس لیے لگائی تاکہ مذکر اور مؤنث میں وزن برقرار رہے۔
* ثلاثی مجرد ایسا ہو اس میں رنگ عیب کا معنی نہ پایا جائے ثلاثی مجرد کے وہ مصادر جس میں رنگ عیب کا معنی پایا جاتا ہے ان سے افعل کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ آتا ہے۔ اَحْمَرُ و اَعْمَشُ و اَعْمٰی

Date:

اعتراض: آپ نے کہا رنگ یا عیب کے معنی میں ہو تو اسم تفضیل نہیں بن سکتا لیکن یہاں عیب کے معنی میں ہے پھر بھی اسم تفضیل بن رہا ہے جیسے اَحْمَقُ، اَبْلَدُ۔

جواب:

یہاں عیب سے مراد عیوب ظاہرہ ہیں یہ عیوب باطنہ ہیں۔

غیر ثلاثی مجرد جن میں رنگ و عیب کا معنی پایا جاتا ہے ان سے اسم تفضیل کا معنی حاصل کرنے کا طریقہ:

غیر ثلاثی مجرد جن میں رنگ و عیب کا معنی پایا جاتا ہے ان سے اسم تفضیل کے لیے اَشَدُّ کو ملایا جائے گا (بطور تمیز منصوب) جیسے هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ اِسْتِخْرَاجًا، بَیَاضًا، عَمًی۔

قاعدہ:

قیاس تو اس بات کا مقتضی ہے کہ اسم تفضیل صرف فاعل کے ہی معنی کی زیادتی کرے لیکن کبھی اسم تفضیل مفعول کے معنی کی زیادتی بیان کرنے کے لیے بھی آتا ہے جیسے اَعْذَرُ (زیادہ معذور) اَشْغَلُ (زیادہ مشغول) اَشْکَرُ۔

اسم تفضیل کتنے طریقوں میں استعمال ہوتا ہے؟

اسم تفضیل کا استعمال 3 طریقوں سے ہوتا ہے۔

(1) اضافت کے ساتھ زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ

(2) مِنْ کے ساتھ زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو

(3) الف لام کے ساتھ جَاءَنِیْ زَیْدُ نِالْاَفْضَلُ

ضابطہ:

اسم تفضیل کے تین طریقوں میں ایک طریقہ بھی نہ پایا جائے تو وہاں اسم تفضیل کا استعمال درست نہیں اسی طرح اگر ان تین طریقوں میں سے بیک وقت دو طریقے کے ساتھ بھی اسم تفضیل کا استعمال درست نہیں۔

جب اسم تفضیل کی اضافت کی جائے تو اس کے دو معنی ہوں گے

(1) ایک کا استعمال اکثر ہوتا ہے جس کے طرف اضافت
کی گئی اس پر زیادتی کا قصد کیا جائے۔ شرط یہ ہے کہ موصوف
مضاف الیہ کے افراد میں سے ہو جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ النَّاسِ
لیکن یُوْسُفُ اَحْسَنُ اِخْوَتِہٖ کہنا جائز نہیں
کیونکہ اَحْسَنُ کی اضافت اِخْوَۃ کی طرف ہے پھر اِخْوَۃ کی اضافت یوسف کی طرف
یہاں تناقض ہے اَحْسَنُ تقاضا کر رہا ہے اِخْوَۃ میں داخل ہو
اضافت شی الی نفسہ لازم ہو گیا اس وجہ سے جائز نہیں۔

(2) دوسرا معنی یہ ہے کہ اس سے مطلقاً زیادتی کا قصد کیا جائے (مضاف الیہ کا لحاظ نہ ہو)
اور اسم تفضیل کی اضافت صرف توضیح کے لیے کی جائے
اس صورت میں یُوْسُفُ اَحْسَنُ اِخْوَتِہٖ کہنا جائز ہے
کیونکہ اس میں مفضل کا مفضل علیہ میں دخول شرط نہیں ہے۔

اسم تفضیل اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتا اگر 3 شرطیں
پائی جائیں پھر اسم تفضیل اسم ظاہر میں عمل کرتا ہے۔

(1) اسم تفضیل لفظ کے اعتبار سے کسی شے کی صفت ہو اور
معنی کے اعتبار سے اس شی کے متعلق کی صفت ہو اور وہ
پہلی اور دوسری شی میں مشترک ہو۔

(2) وہ متعلق پہلی شے کے اعتبار سے مفضل اور دوسری شے کے
اعتبار سے مفضل علیہ ہو۔

(3) اسم تفضیل حرف نفی کے بعد واقع ہو جیسے
"مَا رَأَیْتُ رَجُلًا اَحْسَنَ فِیْ عَیْنِہِ الْکُحْلُ مِنْہُ فِیْ عَیْنِ زَیْدٍ"
کیونکہ وہ حَسُنَ کے معنی میں ہے اگر اسم تفضیل کو
رفع دیں گے تو اَحْسَنُ اور اس کے معمول کے درمیان
اجنبی کا فاصلہ آئے گا اور وہ الکحل ہے یہ فاصلہ

Date:

فعل کا بیان

مَا دَلَّ عَلٰی مَعْنًی فِیْ نَفْسِہٖ مُقْتَرِنٍ بِاَحَدِ الْاَزْمِنَۃِ الثَّلَاثَۃِ

فعل وہ کلمہ ہے جو مستقل معنی پر دلالت کرے اور تینوں زمانوں میں کسی ایک زمانے کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ ضَرَبَ

فعل کے خواص:

قد کا داخل ہونا قَدْ ضَرَبَ

سین کا داخل ہونا وہ سین جو استقبال کے لیے ہو سَیَقُوْلُ

سوف کا داخل ہونا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ

حروف جازمہ کا داخل ہونا۔ لَمْ یَضْرِبْ ، لَا تَضْرِبْ

تائے تانیث ساکنہ کا آخر میں لاحق ہونا ضَرَبَتْ

ضمائر بارزہ مرفوعہ متصل کا آخر میں ہونا۔ ضَرَبْتَ ، ضَرَبْتُ۔

فعل کی اقسام:

فعل کی تین اقسام ہیں۔ فعل ماضی ، مضارع ، فعل امر

فعل ماضی: مَا دَلَّ عَلٰی زَمَانٍ قَبْلَ

وہ فعل جو گزرے ہوئے زمانے پر دلالت کرے جیسے ضَرَبَ، نَصَرَ

فائدہ:

- ★ اگر فعل ماضی کے آخر میں ضمیر مرفوع متحرک اور واو نہ ہو تو اس کا آخر مبنی بر فتح ہوگا جیسے ضَرَبَ ، نَصَرَ
- ★ اگر ضمیر مرفوع متحرک ہو تو اس کا آخر مبنی بر سکون ہوگا ضَرَبْتُ۔
- ★ اگر آخر میں واو ہو تو اس کا آخر مبنی بر ضم ہوتا ہے۔ ضَرَبُوْا۔

فعل مضارع: مَا اَشْبَہَ الْاِسْمَ بِاَحَدِ حُرُوْفِ (ا ن ی ت) لِوُقُوْعِہٖ مُشْتَرَکًا

فعل مضارع وہ فعل ہے جو حروف نائتِ میں کسی حرف کے شروع میں آنے کی وجہ سے اسم کے مشابہ ہو۔

اسم سے مراد اسم فاعل ہے فعل مضارع اسم فاعل سے لفظاً اور معنیً دونوں طرح مناسبت رکھتا ہے۔

Date:

لفظی مشابہت: لفظی مشابہت 3 طرح کی ہوتی ہے۔
(1) تعداد حروف میں (2) تعداد حروف و سکنات میں (3) لام تاکید کے داخل ہونے میں۔

معنوی مشابہت:
جیسے اسم فاعل زمانہ پر دلالت کرنے والے الفاظ سے مجرد ہونے کی صورت میں حال و استقبال میں مشترک ہوتا ہے۔ اور زمانہ پر دلالت کرنے والے لفظ کے مذکور ہونے کی صورت میں مخصوص زمانہ پر دلالت کرتا ہے ویسے ہی فعل مضارع معنوی طور پر اسم فاعل کے برابر ہے۔

حروف اتین:
ہمزہ: واحد متکلم کے لیے آتا ہے جیسے اَضْرِبُ
نون: جمع متکلم کے لیے آتا ہے جیسے نَضْرِبُ
تاء: مخاطب کے تمام صیغوں کے لیے اور واحد تثنیہ مؤنث غائب کے لیے جیسے تَضْرِبُ
یاء: واحد تثنیہ مؤنث غائب کے صیغوں کے علاوہ بقیہ تمام غائب کے صیغوں کے لیے آتا ہے جیسے یَضْرِبُ

مضارع کا اعراب: رفع نصب اور جزم مضارع کے اعراب ہیں
وجوہ اعراب کے اعتبار سے 4 اقسام ہیں۔

صحیح: جب فعل مضارع صحیح ہو تثنیہ جمع مذکر غائب و حاضر اور واحد مؤنث حاضر کی ضمائر بارزہ مرفوعہ سے خالی ہو اس کی حالت رفعی ضمہ کے ساتھ حالت نصبی فتحہ کے ساتھ اور حالت جزمی سکون کے ساتھ ہوگی۔ یَنْصُرُ، لَنْ یَّنْصُرَ، لَمْ یَنْصُرْ

نون اعرابی: تثنیہ جمع مذکر غائب و حاضر اور واحد مؤنث حاضر کی ضمائر بارزہ مرفوعہ کے ساتھ خواہ وہ صحیح ہو یا غیر صحیح ہو اس کی حالت رفعی نون اعرابی کے ساتھ یَنْصُرَانِ حالت نصبی اور حالت جزمی نون اعرابی کی حذف کے ساتھ ہوگی لَنْ، لَمْ یَنْصُرَا

معتل بالواو: حالت رفعی ضمہ تقدیری کے ساتھ، حالت نصبی فتحہ لفظی کے ساتھ حالت جزمی حذف لام کلمہ کے ساتھ ہوگی۔ یَدْعُوْ، لَنْ یَّدْعُوَ، لَمْ یَدْعُ

معتل بالالف: حالت رفعی ضمہ تقدیری کے ساتھ، حالت نصبی فتحہ تقدیری کے ساتھ حالت جزمی حذف آخر کے ساتھ ہوگی۔ یَرْضٰی، لَنْ یَّرْضٰی، لَمْ یَرْضَ

Date:

کَیْ مستقبل کے معنی میں ہوتا ہے۔

عوامل ناصبہ میں اِذن کا بیان

اِذن فعل مضارع کو نصب دیتا ہے نصب دینے کے لئے دو شرطیں ہیں۔

(1) اِذن کے مابعد کا اس کے ماقبل پر اعتماد نہ ہو یعنی اِذن کا مابعد ماقبل کا معمول نہ بن رہا ہو۔

(2) فعل مستقبل کے معنی میں ہو حال کے معنی میں نہ ہو جیسے اِذنْ تَدْخُلَ الْجَنَّۃَ اس شخص کے جواب میں کہا جائے جس نے کہا ہو آسْلَمْتُ۔

اگر یہ دونوں شرطیں نہ ہوں تو اس وقت اِذن نصب نہیں دے گا بلکہ اس کا مابعد مرفوع ہو گا۔

ضابطہ :

جب اِذن واو اور فاء کے بعد واقع ہو تو اِذن کے بعد دو وجہیں جائز ہیں نصب اور رفع۔

(1) عطف کی وجہ سے اِذن کے ماقبل اور مابعد میں جو ربط تھا وہ کمزور ہو گیا لہٰذا مابعد کو منصوب پڑھ سکتے ہیں

(2) اِذن کے مابعد کا ماقبل سے ربط موجود ہے اگرچہ کمزور ہے نصب دینے میں آڑے نہیں آ رہا۔

کَیْ کا بیان

"کَیْ" سببیت کے لئے آتا ہے یعنی اس کا ماقبل اس کے مابعد کے لئے سبب ہے جیسے آسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ اس مثال میں اسلام لانا جنت میں دخول کے لئے سبب ہے

اَنْ مقدرہ کہاں کہاں ہوتا ہے:

حتّٰی کے بعد اَنْ مقدرہ ہوتا ہے اس وقت جب حتّٰی کا مدخول ماقبل کے لحاظ سے زمانہ مستقبل میں ہو

Date:

اور کی اور الیٰ کے معنی میں ہو۔

"کُنْتُ سِرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ" "اَسِیْرُ حَتّٰی تَغِیْبَ الشَّمْسُ"

ان مثالوں میں حتی کے بعد اَن ناصبہ مقدرہ ہے کیونکہ جس فعل مضارع پر حتی داخل ہے وہ ماقبل کے اعتبار سے معنی مستقبل پر مشتمل ہے اور دوسری بات حتی یہاں کی اور الی کے معنی میں ہے پہلی مثال میں دونوں کا احتمال ہے دوسری مثال میں الی کے معنی میں ہے۔

* جس فعل مضارع پر حتی داخل ہوا ہے اگر وہ زمانہ مستقبل میں نہیں بلکہ زمانہ حال میں ہے خواہ حقیقی ہو یا حکایتاً ہو تو شرط نہ پائی گئی لہذا وہاں حتی کے بعد اَن مقدرہ نہیں ہوگا بلکہ حتی صرف ابتداء ہوگا۔ اس وقت فعل مضارع مرفوع ہوگا۔
* حتی کا ماقبل اس کے مابعد کے لئے سبب ہوگا جیسے "مَرِضَ حَتّٰی لَا یَرْجُوْنَهُ" اس مثال میں حتی کے مابعد سے حقیقتاً حال مراد ہے حتی کا ماقبل مرض ہے اس لئے نا امیدی کا سبب ہے۔
* "کَانَ سَیْرِیْ حَتّٰی اَدْخُلَهَا" اس میں اگر کَانَ کو ناقصہ مانا جائے پھر حتی کو ابتدائیہ مان کر اَدْخُلُ فعل مضارع پر مرفوع پڑھنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ جب ابتدائیہ ہوگا تو اس کا ماقبل اس کے مابعد سے جدا ہوگا ربط ٹوٹ جائے گا۔ اس لئے ناصبہ بنانے کی ضرورت ہے۔
* "اَسِرْتَ حَتّٰی تَدْخُلَهَا" یہاں بھی رفع نہیں دے سکتے دوسری شرط نہیں ہے یعنی سببیت والا معنی مشکوک ہے صرف استفہام کی وجہ سے اس لئے حتی ابتدائیہ نہیں بنا سکتے

Date:

★ "کَانَ سَیْرِیْ حَتّٰی اَدْخُلَھَا" اگر اس مثال میں کان کو تامہ قرار دیا جائے پھر حتی کو ابتدائیہ مان کر مابعد فعل مضارع پر رفع پڑھنا جائز ہے کیونکہ تامہ کو خبر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

★ "اَیُّھُمْ سَارَ حَتّٰی یَدْخُلُھَا" میں بھی حتی کو ابتدائیہ مان کر مابعد فعل مضارع پر رفع پڑھنا جائز ہے یہاں تعین ہے سبب متعین ہے

لام کی: لام کی اور لام جحود کے بعد ان مقدرہ ہوتا ہے۔ الیلام جو کی کے معنی میں ہوگا اسلمت لادخل الجنۃ

لام جحود: لام تاکید ہوتا ہے۔ کان نافیہ کے بعد واقع ہوتا ہے "وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ"

سوال: لام کی اور لام جحود میں فرق بیان کریں؟

جواب: لام کی تعلیل کا فائدہ دیتا ہے علت بیان کرتا ہے لام جحود میں نہیں ہوتا اگر لام کی کو حذف کیا جائے تو معنی میں خلل واقع ہوتا ہے لام جحود میں نہیں ہوتا۔

سوال: فاء کے بعد ان مقدرہ کب ہوتا ہے؟

جواب: فاء کے بعد ان مقدرہ ہوتا ہے دو شرطوں کے ساتھ

(1) سببیت یعنی ماقبل مابعد کے لیے سبب ہو

(2) اس سے پہلے امر، نہی، نفی، استفہام، عرض ہو۔

سوال: واو کے بعد ان مقدرہ کب ہوتا ہے؟

جواب: واو کے بعد ان مقدرہ ہوتا ہے دو شرطوں کے ساتھ

(1) جمعیت والا معنی ہو یعنی مصاحبت اور اقتران والا معنی ہو۔

(2) اس سے پہلے امر، نہی، نفی، استفہام، عرض ہو۔

سوال: او کے بعد ان مقدرہ کب ہوتا ہے؟

جواب: او کے بعد ان مقدرہ ہوتا ہے جب او الیٰ ان کے معنی یا الا ان کے معنی میں ہو تب او کے بعد ان مقدرہ ہوتا ہے

Date:

سوال: کیا حرف عاطفہ کے بعد بھی اَن مقدرہ ہوتا ہے؟

جواب: حروف عاطفہ کے بعد بھی اَن مقدرہ ہوتا ہے بشرطیکہ معطوف علیہ اسم ہو۔ معطوف مضارع ہو۔

سوال: اَن مقدرہ کو کہاں ظاہر کرنا جائز ہے کہاں واجب ہے؟

جواب: جہاں اَن مقدرہ کو ظاہر کرنا جائز ہے وہ دو مقام ہیں

(۱) لامِ کَی کے ساتھ جیسے "اَسْلَمْتُ لِاَدْخُلَ الْجَنَّةَ"

(۲) حروف عاطفہ کے ساتھ جیسے اَعْجَبَنِیْ قِیَامُکَ ثُمَّ اَنْ تَخْرُجَ

جب لامِ نفی پر لامِ کَی داخل ہو تو اَن مقدرہ کو ظاہر کرنا واجب ہے جیسے "لِئَلَّا یَعْلَمَ اَہْلُ الْکِتٰبِ"

سوال: فعل مضارع عوامل جوازمہ بیان کریں؟

جواب: فعل مضارع کو جزم دینے والے عوامل جازمہ متعدد ہیں، جن میں لَمْ، لَمَّا، لامِ امر، لامِ نہی۔ کلمات مجازات بھی ہیں یعنی کلمات شرطیہ یہ ۱۲ کلمات ہیں۔

اِنْ، مَہْمَا، اِذْ مَا، اِذْمَا، حَیْثُمَا، اَیْنَ، مَتٰی، مَا، مَنْ، اَیٌّ، اَنّٰی، اِنْ مقدرہ۔

کَیْفَمَا اور اِذَا کا جزم دینا شاذ ہے۔

سوال: حروف جازمہ کی تفصیل بیان کریں؟

لَمْ:

لَمْ فعل مضارع کو ماضی منفی میں تبدیل کرتا ہے۔

لَمَّا:

لَمَّا بھی فعل مضارع کو ماضی منفی میں تبدیل کرتا ہے لیکن لَمْ کی نسبت اس میں لفظی اور معنوی فرق ہے۔ اور معنوی فرق یہ ہے کہ لَمَّا میں استغراق کا معنی ہوتا ہے زمانہ تکلم تک پورے زمانہ ماضی میں فعل کی نفی ہوتی

لفظی فرق یہ ہے کہ کلما کے بعد فعل مضارع کو حذف کرنا
جائز ہے جبکہ قرینہ پایا جائے جیسے قاربت المدینہ ولما
اس میں فعل محذوف ہے وہ ادخلہا ہے۔

لامِ امر:

لامِ امر سے فعل کو طلب کیا جاتا ہے یہ لام مکسور ہوتا ہے۔
جب فعل مجہول ہو تو سب پر آتا ہے، حاضر میں نہیں ہوتا۔

لامِ نہی:

لامِ نہی سے کام کا چھوڑنا مقصود ہوتا ہے۔ یہ سب پر داخل ہوتا ہے۔

کلماتِ مجازاۃ:

دو فعلوں پر داخل ہوتا ہے۔ اس بات پر دلالت کرتے ہیں
کہ پہلا جملہ دوسرے جملے کا سبب ہے اور دوسرا جملہ پہلے
کے لیے جزا ہے ان میں پہلا جملہ فعلیہ ہوگا دوسرا کوئی بھی
ہو سکتا ہے جیسے اگر تو نے مجھے مارا میں تجھے ماروں گا۔
دونوں جملوں کو شرط و جزا کا نام دیا جاتا ہے۔

کلماتِ مجازاۃ سے عمل کا ضابطہ:

★ جب شرط و جزا دونوں فعل مضارع ہوں
یا صرف پہلا جملہ یعنی شرط مضارع ہو تو فعل مضارع
کو جزم دینا واجب ہوگا۔ اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ۔

★ اگر شرط فعل ماضی ہو اور جزا فعل مضارع ہو تو
وہاں دو صورتیں جائز ہیں یعنی جزم اور رفع دونوں
جیسے اِنْ ضَرَبْتَنِیْ اَضْرِبْکَ یا اَضْرِبُکَ۔

Date:

سوال: جزا پر فا لانے یا نہ لانے کے مقامات بیان کریں؟

جواب: اگر جزا فعل ماضی ہو بغیر قد کے ہو خواہ فعل ماضی لفظاً ہو یا معنیً ہو تو جزا پر فا کا لانا جائز نہیں ہے۔ لفظاً جیسے اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ معنیً اِنْ ضَرَبْتَ لَمْ اَضْرِبْ۔

★ اگر جزا فعل مضارع ہو خواہ مثبت ہو یا لا کے ساتھ منفی ہو تو جزا پر فا کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہے۔

سوال: جزا پر فا کا لانا کہاں واجب ہے؟

جواب: اگر جزا فعل ماضی قد کے بغیر بھی نہ ہو اور نہ ہی فعل مضارع مثبت یا منفی ہو تو وہاں فا کا لانا واجب ہے۔ جزا فعل ماضی قد کے ساتھ ہو، جزا جملہ اسمیہ ہو، امر نہی دعا ہو، جزا فعل ماضی منفی ہو ان تمام صورتوں میں فا کا لانا واجب ہے۔ جزا فعل مضارع سین یا سوف کے ساتھ ہو، جزا مضارع منفی لن کے ساتھ ہو۔

فائدہ:

جب جزا جملہ اسمیہ ہو تو اس جزا پر فا کو لایا جائے لیکن کبھی فا کی جگہ اذا مفاجاۃ بھی جزا پر داخل ہوتا ہے جیسے "اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ" یہاں "هُمْ يَقْنَطُوْنَ" جزا ہے لیکن اس پر فا کی بجائے اذا مفاجاۃ داخل ہے۔

سوال: اِنْ مقدرہ کہاں کہاں مقدر ہوتا ہے؟

جواب: امر کے بعد نہی، استفہام، تمنی اور عرض کے بعد اِن مقدر ہوتا ہے اس وقت جب سببیت کا قصد کیا گیا ہو یہ فعل مضارع کو جزم دیتا ہے جیسے اَسْلِمْ تَدْخُلِ الْجَنَّةَ اور لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ۔

Date:

سوال: لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ کہنا غلط ہے یا درست ہے؟

جواب: جمہور کے نزدیک کہنا درست نہیں کیونکہ یہاں اِنْ کو شرط مقدر ماننے کی صورت میں عبارت بنے گی اِنْ لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ اور یہ درست نہیں کیونکہ یہاں پہلی چیز دوسری کے لیے سبب نہیں۔

امام کسائی کا موقف: فرماتے ہیں ایسا کہنا درست ہے کیونکہ عرف میں اس کا معنی ہے (کفر نہ کرو ورنہ جہنم میں جاؤ گے) قرینہ عرف میں ہے۔ دوسرا منفی کے بعد مثبت کو قرینے کی وجہ سے مقدر کیا جاتا ہے۔

امر کا بیان

صِيغَةٌ يُطْلَبُ بِهَا الْفِعْلُ مِنَ الْفَاعِلِ الْمُخَاطَبِ بِحَذْفِ حَرْفِ الْمُضَارَعَةِ۔

ایسا صیغہ جس کے ذریعے فاعل مخاطب سے فعل کو طلب کیا جائے علامت مضارع کو حذف کرنے کے ساتھ (امر غائب متکلم لام کے ساتھ آتا ہے)

سوال: امر کا حکم بیان کریں؟

جواب: فعل امر کے آخری حرف کا حکم وہی ہے جو فعل مضارع مجزوم کے آخری حرف کا ہے یعنی حالت جزمی میں فعل مضارع کا آخری حرف مجزوم ہوتا ہے اسی طرح امر صحیح کا آخر بھی ساکن ہے جیسے تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ۔

تثنیہ اور جمع میں حذف نون کے ساتھ آتا ہے۔ حرف علت گر جاتا ہے آخر میں۔

امر حاضر بنانے کا طریقہ:

علامت مضارع کو حذف کریں گے پھر دیکھا جائے گا مابعد متحرک ہے یا ساکن ہے اور رباعی ہے یا غیر رباعی اگر مابعد ساکن ہو اور چار حرفی نہ ہو تو شروع میں ہمزہ وصلی مضموم لائیں گے۔ اگر ساکن کا مابعد مضموم ہو۔ اگر ساکن کا مابعد مفتوح یا مکسور ہو تو ہمزہ وصلی مکسور ہوگا۔

Date:

جیسے تُقرِبُ سے اِضْرِبْ
اور اگر ما بعد ساکن ہو فعل رباعی ہو تو شروع میں ہمزہ قطعی لائیں گے جیسے تُکرِمُ سے اَکرِم

فِعلِ مَا لَم یُسَمَّ فَاعِلُہٗ : یعنی فعل مجہول

هُوَ مَا حُذِفَ فَاعِلُہٗ

وہ فعل ہے جس کے فاعل کو حذف کیا گیا ہو۔

فعل مجہول بنانے کا طریقہ:

★ اگر وہ فعل ماضی ہو جس کے فاعل کو حذف کر کے اس کے قائم مقام مفعول کو کیا گیا ہے تو اس کے پہلے حرف کو ضمہ دیا جائے اور آخر کے ما قبل کو کسرہ دیا جائے اگر پہلے سے کسرہ نہ ہو۔
جیسے ضَرَبَ، ضُرِبَ۔

★ اگر ماضی کے شروع میں ہمزہ وصلی ہو تو ہمزہ وصلی کو ضمہ دیا جائے گا اور ماضی کے تیسرے حرف کو ضمہ دیا جائے گا
جیسے اِجْتَنَبَ سے اُجْتُنِبَ۔

★ جس ماضی کے شروع میں تاء ہو تو اس کو مجہول بناتے ہوئے تا اور دوسرے حرف کو ضمہ دیا جائے جیسے تَقَبَّلَ سے تُقُبِّلَ

★ دوسرے حرف کو ضمہ دینا اس لیے ہے تاکہ باب تَفَعُّل اور باب مفاعلہ کے مضارع معروف کے ساتھ التباس لازم نہ آئے اگر دوسرے کو ضمہ نہ دیا جائے تو معلوم نہیں ہو پائے گا کہ یہ باب تفعل اور تفاعل کی ماضی مجہول ہے یا باب تفعل اور مفاعلہ کا مضارع معروف ہے۔

اگر فعل اجوف ہو تو اس کے ماضی مجہول میں تین صورتیں جائز ہیں۔

(1) قِیلَ اور بِیعَ کے وزن پر آئے
اور اشمام کرنا بھی جائز ہے۔ فاء کلمہ کے کسرہ کو ضمہ کی طرف پھیر دینا اور واؤ کی طرف مائل کرنا

Date:

اس کی غرض یہ ہے کہ اصل میں ضمہ تھا یا امر مجبوری کسرہ دیا۔

(3) متعدی صورت واو کے ساتھ بھی جائز ہے جیسے قُوْلَ سے قُوْلَ ، بُیْعَ سے بُوْعَ

ان تینوں صورتوں میں زیادہ فصیح پہلی صورت ہے۔

اسی کی مثل اُخْتِیْرَ اور اُنْقِیْدَ بھی آسکتا ہے لیکن اُسْتُخِیْرَ اور اُقِیْمَ میں نہیں ہوگا اس کی وجہ اس میں فُعِلَ کا وزن نہیں ہے۔

فعل مضارع مجہول بنانے کا طریقہ:

علامت مضارع کو ضمہ دیا جائے گا اور آخر سے ماقبل کو فتحہ دیا جائے گا جیسے یُضْرَبُ

اور معتل العین میں عین کلمہ الف سے تبدیل ہو گا جیسے یُقَالُ اصل میں یُقْوَلُ تھا عین کلمہ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دی گئی پھر عین کلمہ کو الف سے بدل دیا پس یُقَالُ ہو گیا۔

فعل متعدی اور فعل لازم

لغوی معنی حد سے تجاوز کرنا ، اصطلاح میں فعل کا فاعل سے مفعول کی طرف تجاوز کرنا

"مَا یَتَوَقَّفُ فَهْمُهٗ عَلٰی مُتَعَلِّقٍ"

فعل متعدی وہ فعل ہے جس کا سمجھنا کسی متعلق پر موقوف ہو جیسے ضَرَبَ ، غیر متعدی وہ ہے جو اس کے خلاف ہو جیسے قَعَدَ۔

ضوابط:

جو افعال طبیعت پر دلالت کرتے ہیں جیسے سخاوت اور لاحق ہونے والے اعراض پہ غیر متعدی استعمال ہوتے ہیں۔

جو لازم میں استعمال ہوتے ہیں کبھی متعدی میں بھی ہوتے ہیں۔ جیسے وَقَفَ ، زَادَ

غیر متعدی کو متعدی کرنے کے تین طریقے ہیں۔

باب تفعیل کے ساتھ ، حرف جر کے ساتھ ، شروع میں ہمزہ کے آنا۔

متعدی کو غیر متعدی کرنے کے دو طریقے ہیں باب تفعّل سے

Date:

فعل متعدی کی اقسام :

(۱) مفعول ثانی مفعول اول کا عین نہ ہو اس وقت ایک مفعول پر اقتصار ہوتا ہے۔ اُعْطِیْتُ زَیْداً دِرْہَماً "

(۲) مفعول ثانی مفعول اول کا عین ہو تو اس وقت ایک مفعول پر اقتصار نہیں ہوگا جیسے عَلِمْتُ زَیْداً فَاضِلاً کیونکہ یہ مبتدا خبر ہیں

(۳) تین مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ اور یہ افعال أَعْلَمَ، أَرَىٰ، أَنْبَأَ، نَبَّأَ، أَخْبَرَ، خَبَّرَ، حَدَّثَ۔ جیسے أَعْلَمَ اللّٰهُ زَیْداً عَمْراً فَاضِلاً۔

ان افعال متعدیہ کا حکم جو تین مفعولوں کی طرف متعدی ہوتے ہیں

افعال متعدیہ جو تین مفعولوں کی طرف متعدی ہوتے ہیں ان کا مفعول اول اعطیتُ کے مفعول کی طرح ہے۔ یعنی جس طرح اعطیتُ کے ایک مفعول کو حذف کرنا اور ایک پر اکتفاء کرنا درست ہے اسی طرح ان ان افعال متعدیہ کے بھی مفعول کے بھی آخری دونوں مفعولوں کا حال ہے انہیں حذف کر کے صرف مفعول اول پر اکتفاء کیا جا سکتا ہے۔ اور مفعول اول کو حذف کر کے آخری دونوں مفعول پر اکتفاء کیا جا سکتا ہے۔

ان افعال متعدیہ کے مفعول کا دوسرا اور تیسرا مفعول علمتُ کے دونوں مفعولوں کی طرح ہے جس طرح علمتُ کے ایک مفعول کو حذف کر کے ایک مفعول پر اکتفاء کرنا درست نہیں اسی طرح ان افعال کے دوسرے اور تیسرے مفعول میں کسی ایک کو حذف کر کے دوسرے پر اکتفاء کرنا درست نہیں ہے۔

Scanned with CamScanner

Date:

افعال قلوب

افعال قلوب وہ ہیں جن کا تعلق دل سے ہو یہ سات ہیں ① ظننت ② حسبت ③ خلت ④ زعمت ⑤ علمت ⑥ رأیت ⑦ وجدت ۔ ان میں پہلے ④ چار شک کا اور باقی تین یقین کا فائدہ دیتے ہیں۔

شک کو مقدم اس لیے کیا کہ پہلے شک ہوتا ہے پھر یقین ہوتا ہے اور یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ یہ مبتدا اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔

سوال: افعال قلوب کی خصوصیات بیان کریں؟

جواب: افعال قلوب کے خصائص میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ

① جب ان کے دونوں مفعولوں میں کوئی ایک ذکر کیا جائیگا تو دوسرا بھی ذکر کیا جائے گا کیونکہ رابطہ ضروری ہے یہ ایک دوسرے کیلئے لازم ملزوم ہیں مگر باب أعطيت کے خلاف اس میں ایک پر اکتفاء کرنا درست ہے۔

② الغاء کا جائز ہونا یعنی لفظاً اور معنیً عمل کو باطل کرنا جائز ہے جب یہ وسط میں آ جائیں مبتدا خبر کے یا ان سے مؤخر ہو جائیں اس کی وجہ یہ ہے دونوں جزوں کا مستقل کلام ہونا وجہ ہے جب مقدم ہونگے تو الغاء جائز نہیں ہے۔

③ افعال قلوب کو معلق کیا جاتا ہے یعنی لفظاً باطل ہو معنیً نہ ہو۔

سوال: الغاء اور تعلیق میں فرق بیان کریں؟

① ان میں دو وجوہات میں فرق ہے کہ الغاء امر جوازی ہے اس میں عمل دینا باطل کرنا دونوں جائز ہیں اور تعلیق امر ضروری ہے اس کے عمل کو لفظاً باطل کرنا واجب ہے

② تعلیق میں معنوی طور پر عامل ہونگے اور الغاء میں دونوں طرح سے عمل باطل ہو

جب افعال قلوب استفہام، نفی، یا لام ابتداء سے پہلے واقع
ہوں تو ان کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔ جیسے عَلِمْتُ أَزَيْدٌ عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌو

(6) جائز ہے اس کا فاعل اور مفعول دو ضمیریں ہوں ایک شخص کے
جیسے عَلِمْتُنِي منطلقا، اور ضربتی میں جائز نہیں اس میں
ضَرَبْتُ نَفْسِي جائز ہے۔

ضابطہ:

اگر افعال قلوب حقیقی معنی میں نہ ہوں بلکہ ایسے معنی پر مشتمل ہوں جس کا دل سے واسطہ نہ ہو جیسے

- ظَنَنْتُ کبھی اِتَّهَمْتُ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔
- عَلِمْتُ کبھی عَرَفْتُ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔
- رَأَيْتُ کبھی أَبْصَرْتُ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔
- وَجَدْتُ کبھی أَصَبْتُ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

ایسی صورتوں میں یہ افعال قلوب نہیں ہونگے بلکہ یہ دو مفعولوں کے بجائے ایک مفعول کی طرف متعدی ہونگے۔

Date:

افعال ناقصہ

"مَا وُضِعَ لِتَقْرِيْرِ الفَاعِلِ عَلٰى صِفَتِهٖ"
جو کسی مخصوص صفت پر فاعل کو ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔

سوال: افعال ناقصہ کتنے ہیں؟

جواب: افعال ناقصہ 17 ہیں۔ کان، صار، اصبح، امسی، اضحی، ظل، بات، آض، عاد، غدا، راح، ما زال، ما انفک، ما فتئ، ما برح، ما دام، لیس۔
کبھی کبھی جاء اور قعد بھی فعل ناقص کے طور پر استعمال ہوتے ہیں اس وقت جاء، کان کے معنی میں اور قعد صار کے معنی میں ہوتا ہے۔ ~~اور اس میں ضمیر اس کا اسم ہے~~

سوال: افعال ناقصہ کا عمل بیان کریں؟

جواب: افعال ناقصہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں تاکہ یہ اپنے معنی کا حکم اور اثر خبر کو دے دیں۔ جملہ اسمیہ کے پہلے جز کو رفع اور دوسرے کو نصب دیتے ہیں۔ "کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا"

سوال: کان کی اقسام بیان کریں؟

جواب: کان ناقصہ کی چار اقسام ہیں۔

① **دائمہ:** وہ کان ناقصہ ہے جو یہ خبر دے کہ زمانہ ماضی میں خبر اس کے اسم کے لیے ثابت تھی۔ "کَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا"

② **منقطعہ:** وہ کان ناقصہ ہے جو یہ خبر دے زمانہ ماضی میں خبر اسم کے لیے ثابت تھی اب نہیں ہے۔ "کَانَ زَیْدٌ شَابًّا"۔

③ **بمعنی صار:** وہ کان ناقصہ ہے جو صار کے معنی میں ہو یعنی اپنے اسم کی حالت کی تبدیلی یا حقیقت کی تبدیلی کی خبر دے۔ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ۔

④ **ضمیر شان:** کبھی کان ناقصہ میں ضمیر شان مستتر ہوتی ہے جو کہ کان کا اسم ہوتا ہے اور مابعد جملہ کان کی خبر بنا ہو وہ خبر ہوتی ہے "کَانَ زَیْدٌ جَاہِلٌ"

Date:

کان تامہ:

وہ کان ہے جو صرف فاعل پر ہی پورا ہو جائے اسے خبر کی حاجت نہ پڑے جیسے "کان مطرٌ"۔

کان زائدہ:

وہ کان ہے جس کو حذف کر دینے سے معنی میں کوئی فرق نہ پڑے۔ جیسے "کیف نکلم من کان فی المھد صبیا"

سوال: صار کس معنی میں آتا ہے؟

جواب: صار انتقال کے لئے آتا ہے۔ یعنی اپنے اسم کی ایک صفت سے دوسری صفت کی طرف یا ایک حقیقت سے دوسری حقیقت کی طرف تبدیلی کو بیان کرنے کے لیے آتا ہے۔ (اعتبار سے صفات یا ذات)

جیسے "صار زیدٌ عالِمًا" ذاتی طور پر "صار الماءُ ھواءً"

سوال: اَصبح، اَمسیٰ، اَضحیٰ کس معنی میں آتے ہیں؟

جواب: یہ تینوں مضمون جملہ کو اپنے اوقات کے ساتھ ملانے کے لئے آتے ہیں۔ جیسے "اَصبح زیدٌ قائمًا" "اَمسیٰ خالدٌ مفکرًا" "اَضحیٰ بکرٌ مقبلاً"۔ یہ تینوں صار کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ یہ تینوں تامہ ہوتے ہیں۔ یعنی صرف فاعل پر پورے ہو جاتے ہیں خبر کی ضرورت نہیں رہتی۔

سوال: ظلّ اور باتَ کس معنی میں آتے ہیں؟

جواب: یہ دونوں اس چیز کو بیان کرنے کے لئے آتے ہیں کہ مضمون جملہ ان کے اوقات کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اور بمعنی صار ہوتے ہیں۔

سوال: مازال، مابرح، مافتئ، ماانفک کس معنی میں آتے ہیں؟

جواب: یہ اپنے فاعل کے لئے اپنی خبر کے استمرار کے لئے آتے ہیں۔ جب سے فاعل نے خبر کو قبول کیا جیسے "ما زال زیدٌ امیرًا" یعنی جب سے امارت کے قریب ہوا تب امیر ہوا۔ ان سے پہلے حرف نفی ہوتا ہے

Date: ____________

سوال: مادام کس معنی میں استعمال ہوتا ہے؟

جواب: مادام اپنے فاعل کے لیے خبر کے ثابت ہونے کی مدت کے ساتھ کسی کام کا وقت متعین کرنے کے لیے آتا ہے جیسے "اجلس مادام زید جالسا" اسی وجہ سے مستقل کلام کا محتاج ہوتا ہے کیونکہ ظرف ہوتا ہے۔

سوال: لیس کس معنی میں استعمال ہوتا ہے؟

جواب: لیس زمانہ حال میں مضمون جملہ کی نفی پر دلالت کرنے کے لیے آتا ہے۔ بعض نے کہا مطلقاً نفی کے لیے آتا ہے

فائدہ:

افعال ناقصہ کی خبروں کو ان کے اسموں پر مقدم کرنا جائز ہے۔

سوال: کیا افعال ناقصہ کی خبریں ان سے پہلے آسکتی ہیں؟

جواب: افعال ناقصہ کی خبریں ان پر مقدم کرنے کی 3 صورتیں ہیں

(1) کچھ افعال ناقصہ وہ ہیں جن کی خبروں کو مقدم کرنا جائز ہے اور وہ گیارہ ہیں۔ ① کان ② صار ③ اصبح ④ امسی ⑤ اضحی ⑥ ظل ⑦ بات ⑧ آض ⑨ عاد ⑩ غدا ⑪ راح

(2) کچھ افعال ناقصہ وہ ہیں جن کی خبروں کو ان پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے جن کے شروع میں ما آتا ہے اور وہ 5 ہیں۔

① ما زال ② ما انفک ③ ما فتئ ④ ما برح ⑤ ما دام

امام ابن کیسان کا اس میں اختلاف ہے وہ کہتے ہیں ما دام پر اس کی خبر کو مقدم کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ ما مصدریہ ہے۔ جو صدارت کلام کا مقتضی ہے جبکہ دیگر میں وہ جمہور کے ساتھ ہیں۔

(3) کچھ افعال ناقصہ وہ ہیں جن کے بارے میں اختلاف ہے اور وہ لیس ہے بصری کہتے ہیں جائز ہے اور امام جو پہلے کہتے ہیں جائز نہیں ہے۔

Date:

افعال مقاربہ

مَا وُضِعَ لِدُنُوِّ الْخَبَرِ رَجَاءً اَوْ حُصُولًا اَوْ اَخْذًا فِيْهِ

افعال مقاربہ وہ افعال ہیں جو خبر کو قریب کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں امید کے اعتبار سے یا حصول یا اس میں شروع کرنے کے اعتبار سے خبر کو قریب کرنا

سوال: عسیٰ کس لیے آتا ہے؟

جواب: عسیٰ بطور امید فاعل کے لیے خبر کو قریب کرنے کے لیے آتا ہے۔ یہ فعل غیر متصرف ہے یعنی اس سے ماضی، مضارع، امر کی گردان نہیں آتی۔ اس سے ماضی کے علاوہ کوئی صیغہ نہیں آتا۔ یہ اپنے اسم کو رفع خبر کو نصب دیتا ہے۔

* اس کی خبر فعل مضارع اَنْ کے ساتھ آتی ہے جیسے عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ
* کبھی اَنْ کو حذف کیا جاتا ہے جیسے عَسٰی زَیْدٌ یَخْرُجُ
* کبھی اس کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کیا جاتا ہے عَسٰی اَنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ

سوال: کَادَ کس لیے آتا ہے؟

جواب: کَادَ بطور حصول فاعل کے لیے خبر کے قرب پر دلالت کرتا ہے۔ کَادَ کی خبر بغیر اَنْ مصدریہ کے ہوتی ہے۔ اگر نفی داخل ہو تو یہ بھی دوسرے افعال کی طرح ہوتا ہے۔

سوال: اگر کَادَ پر حرف نفی داخل ہو تو کیا کَادَ میں نفی کا معنی پیدا ہوگا؟

جواب: اگر کَادَ پر حرف نفی داخل ہو تو اس میں 3 مذہب ہیں

(1) صحیح ترین مذہب یہ ہے کہ دیگر افعال کی طرح حرف نفی کے داخل ہونے سے اس میں نفی کا معنی پیدا ہو جائے گا۔

(2) بعض کہتے ہیں حرف نفی کے داخل ہونے کے بعد بھی مثبت ہی رہے گا۔

(3) کَادَ پر حرف نفی کا دخول فعل ماضی میں اثبات کا معنی دے گا جیسے فَمَا کَادُوْا یَفْعَلُوْنَ، جبکہ مضارع میں نفی کا معنی دے گا۔

Date:

سوال: طفق، کرب، جعل، اور اخذ کا استعمال بیان کریں؟

جواب: یہ وہ افعال ہیں جو اس بات کو بتاتے ہیں کہ فاعل نے خبر کو شروع کر دیا ہے۔ ان کا استعمال کاد کی طرح ہے جس طرح کاد کی خبر فعل مضارع آن کے بغیر ہوتی ہے کبھی آن کے ساتھ بھی آتی ہے۔ اسی طرح ان کی بھی ہوتی ہے

اوشک:

اس کا استعمال عسیٰ اور کاد کی طرح ہوتا ہے۔ کبھی اس کی خبر اس کے اسم سے مؤخر ہوتی ہے اور کبھی مقدم ہوتی ہے۔ جیسے عسیٰ میں ہوتا ہے۔ کبھی اس کی خبر فعل مضارع آن کے بغیر بھی ہوتی ہے اور آن کے ساتھ بھی جیسے کاد میں ہوتا ہے۔

فعل تعجب کا بیان

"مَا وُضِعَ لِاِنْشَاءِ التَّعَجُّبِ"

وہ فعل ہے جو تعجب ظاہر کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

سوال: فعل تعجب کے کتنے صیغے ہوتے ہیں؟

جواب: اس کے دو صیغے ہیں مَا اَفْعَلَہٗ و اَفْعِلْ بِہٖ اور یہ دونوں صیغے غیر متصرف ہیں۔

دونوں صیغے انہی افعال سے آتے ہیں جس سے اسم تفضیل آتا ہے یعنی فعل تعجب ثلاثی مجرد کے ان افعال سے آتا ہے جو رنگ و عیب کے معنی پر مشتمل نہ ہوں اور غیر ثلاثی مجرد سے بھی نہ ہوں۔ اگر ان افعال سے فعل تعجب لینا مقصود ہو تو مصدر مضاف منصوب سے پہلے مَا اَشَدَّ کا اضافہ کریں

ان میں تقدیم و تاخیر میں کوئی تصرف نہیں ہوگا۔ اور عامل معمول میں فصل کرنا بھی جائز نہیں۔

امام مازنی کہتے ہیں عامل معمول میں فصل کرنا جائز ہے۔ ما احسن الیوم زیدا

Date:

* امام سیبویہ کے نزدیک ما نکرہ ہے یعنی شیءٌ عظیمٌ کے معنی میں ہو کر مبتدا ہے اور ما بعد خبر ہے۔ اسی طرح جملہ انشائیہ ہے
* امام اخفش کے نزدیک ما موصولہ ہے اور ما بعد جملہ اس کا صلہ ہے پھر موصول صلہ مل کر مبتدا اور اس کی خبر شیءٌ عظیمٌ ہے محذوف ہے۔
* امام فراء کہتے ہیں ما استفہامیہ ہے یعنی ایُّ شیءٍ مبتدا ہے اور ما بعد جملہ اس کی خبر ہے۔

افعال مدح و ذم

مَا وُضِعَ لِإِنْشَاءِ مَدْحٍ أَوْ ذَمٍّ

وہ افعال جو تعریف یا برائی پیدا ہونے کے لیے وضع کیے گئے ہوں

سوال: نعم اور بئس کے فاعل کے احکام بیان کریں؟

جواب: نعم اور بئس کے فاعل کی تین شرطیں ہیں

(۱) فاعل معرف باللام ہو جیسے "نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ" "بِئْسَ الرَّجُلُ عَمْرٌو"

(۲) فاعل معرف باللام کی طرف مضاف ہو نِعْمَ صَاحِبُ الرَّجُلِ زَيْدٌ

(۳) اس کا فاعل ضمیر مبہم ہو جس کی تمیز نکرہ منصوبہ لائی گئی ہو یا کلمہ ما کے ساتھ لائی گئی ہو

جیسے نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ اور ما کے ساتھ فَنِعِمَّا هِيَ۔

سوال: مخصوص بالمدح یا ذم کے احکام و شرائط؟

جواب: افعال مدح و ذم کے فاعل کے بعد مخصوص بالمدح ہوگا یا ذم ہوگا اس کی ترکیب کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) وہ مبتدا مؤخر ہو اس کا ماقبل خبر مقدم ہو۔

(۲) ماقبل الگ جملہ ہو اور وہ خبر ہو مبتدا محذوف ہے۔

* مخصوص بالمدح یا ذم کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ افراد تثنیہ جمع تذکیر و تانیث میں فاعل کے مطابق ہو۔

Date:

سوال: آپ نے کہا مخصوص بالمدح یا ذم کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ فاعل کے ساتھ مطابقت ہونا ضروری ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فرمان میں "بئس مثل القوم الذین کذبوا" میں مطابقت نہیں بئس کا فاعل مثل القوم مفرد ہے اس کا مخصوص بالذم الذین کذبوا جمع ہے؟

جواب: اس میں مخصوص بالذم یا مخصوص بالمدح کو محذوف ماننے کی تاویل کی گئی ہے - اس مقام پر هذا مثل مخصوص بالذم محذوف ہے تقدیری عبارت یوں ہے "بئس مثل القوم مثل الذین کذبوا" میں مخصوص بالذم فاعل کے مطابق ہوا (هذا مثل الذی مخصوص بالذم محذوف)

★ مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم پر جب کوئی قرینہ پایا جائے تو اسے حذف کر دیا جائے گا جیسے "نعم العبد" اور "فنعم الماھدون" نحن.

"ساء" بئس کی طرح ہے ذم کا فائدہ دینے میں

حبذا:

افعال مدح میں سے حبذا ہے جس کا فاعل ذا ہوتا ہے جس میں تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث کے اعتبار سے کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اور ذا کے بعد مخصوص بالمدح ہوتا ہے

ضابطہ:

حبذا میں مخصوص بالمدح سے پہلے یا مخصوص بالمدح کے بعد ایسی تمیز یا ایسا حال لانا جائز ہے جو افراد، تثنیہ و جمع اور تذکیر و تانیث میں مخصوص بالمدح کے مطابق ہو جیسے "حَبَّذَا رَجُلاً زَیْدٌ"

Date:

حرف کا بیان

مَا دَلَّ عَلٰی مَعْنًی فِیْ غَیْرِہٖ وَمِنْ ثَمَّ احْتَاجَ فِیْ جُزْئِیَّتِہٖ اِلَی اسْمٍ اَوْ فِعْلٍ

حرف وہ کلمہ ہے جو غیر کی وجہ سے اپنے معنی پر دلالت کرے اسی وجہ سے وہ کسی اسم یا فعل کا جز بننے میں محتاج ہوتا ہے۔

حرف جر :

مَا وُضِعَ لِاِفْضَاءِ الْفِعْلِ اَوْ مَعْنَاہُ اِلٰی مَا یَلِیْہِ

وہ اسم جو وضع کیے گئے ہوں فعل یا معنیٰ فعل کو پہنچانے کے لیے اس اسم تک جس سے وہ حروف متصل ہوں۔

سوال : حرف جارہ کتنے ہیں ؟

جواب : حرف جارہ ۱۹ ہیں مِن، اِلٰی، حَتّٰی، فِی، الباء، اللام، رُبَّ، واو بمعنی رُبَّ، واو قسم، باء قسم، تاء قسم، عن، علیٰ، الکاف، مُذ، منذ، خلا، عدا، اور حاشا ہیں۔

مِن :

مِن ابتداء، بیان اور تبعیض کے لیے آتا ہے۔ اور کلام غیر موجب میں زائدہ ہوتا ہے، کلام موجب میں زائد نہیں ہوتا لیکن کوفیوں اور امام اخفش کا اس میں اختلاف ہے۔ وہ کہتے جس طرح مِن کلام غیر موجب میں آتا ہے اسی طرح کلام موجب میں اسم جنس پر آتا ہے۔

سوال : آپ نے کہا مِن زائدہ کلام موجب میں نہیں ہوتا حالانکہ قد کان من مطر اور یغفر لکم من ذنوبکم میں تو من زائدہ کلام موجب میں آیا ہے؟

جواب : ان مثالوں میں تاویل کی گئی ہے۔ ان مقامات میں مِن زائدہ نہیں ہے۔ بلکہ مِن تبعیضیہ ہے۔

Date:

حتّی :

حتّی صرف اسم ظاہر پر داخل ہوتا ہے الی کی طرح اسم ظاہر و ضمیر دونوں میں داخل نہیں ہوتا جبکہ امام مبرد کا اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ حتی بھی الی کی طرح ہے

باء :

با قیاسی طور پر زائدہ ہوتا ہے۔ نفی اور ما مشابہ بلیس کی خبر میں اور استفہام کی خبر میں بشرطیکہ استفہام ھل کے ساتھ ہو۔ جیسے ھَل زَیدٌ بِقَائِمٍ۔

لام :

لام اختصاص اور تعلیل کے لیے آتا ہے۔ اور قول کے ساتھ عن کے معنی میں ہوتا ہے اور زائدہ ہوتا ہے اور کبھی لام اظہار تعجب کے لیے آتا ہے۔ اور واو قسمیہ کے معنی میں ہوتا ہے۔ اَللّٰہُ لَا یُؤَخِّرُ الاَجَلُ

رُبَّ :

رُبَّ تقلیل کے لیے آتا ہے۔ اور اس کے لیے صدر کلام ہے اور نکرہ مخصوصہ کے ساتھ خاص ہے۔ اور اس کا متعلق فعل ماضی ہوتا ہے جو عموماً محذوف ہوتا ہے۔ اور کبھی وہ ایسی ضمیر مبہم پر بھی داخل ہوتا ہے جس کی تمییز نکرہ منصوبہ لائی گئی ہو۔ وہ ضمیر ہمیشہ مفرد مذکر ہوتی ہے۔ جیسے رُبَّہٗ رَجُلًا "بخلاف کوفیوں کے وہ کہتے ہیں ضمیر بھی تمییز کے مطابق ہوگی۔

کبھی رُبَّ کے آخر میں ما داخل ہوتا ہے ایسی صورت میں جملوں پر داخل ہوتا ہے

واو رُبَّ نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتی ہے۔

Scanned with CamScanner

Date:

واو قسم:

واو قسم صرف فعل کو حذف کرنے کے وقت استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ طلب میں استعمال نہیں ہوتا۔ اور واو قسم اسم ظاہر کے ساتھ خاص ہے۔

تین شرطوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے:

(1) فعل حذف کے وقت (2) غیر سوال کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (3) اسم ظاہر پر داخل ہوتا ہے۔

تائے قسم:

تائے قسم واو قسم کی طرح ہے مگر لفظ اللہ کے ساتھ خاص ہے اور بائے قسم تمام احکام میں ان دونوں سے عام ہے اور قسم کا جواب دیا جائے گا لام، ان اور حرف نفی سے جواب قسم کو محذوف کیا جاتا ہے جب وہ درمیان میں واقع ہو یا اس سے پہلے کوئی ایسی چیز ہو جو جواب قسم پر دلالت کرے

عن:

عن مجاوزۃ یعنی دوری بیان کرنے کے لیے آتا ہے۔

علی:

علی استعلاء کے لیے آتا ہے اور کبھی (عن اور علی) من پر داخل ہونے کی وجہ سے اسم ہو جاتے ہیں۔

کاف:

کاف تشبیہ کے لیے آتا ہے۔ اور زائد ہوتا ہے اور کبھی اسم ہوتا ہے یہ صرف اسم ظاہر کے ساتھ خاص ہوتا ہے یعنی اسم ظاہر ہی پر داخل ہوتا ہے۔

مذ اور منذ:

ماضی میں ابتداء کے لیے ہوتے ہیں۔ زمانہ حال میں ظرفیت کے لیے ہوتے ہیں

Date:____________

حاشا، عدا اور خلا۔

یہ تینوں استثناء کے لیے آتے ہیں۔

حروف مشبہ بالفعل

حروف مشبہ بالفعل إنّ، أنّ، لکنّ، لیتَ، اور لعلّ ہیں۔ یہ کلام کے شروع میں آتے ہیں۔ سوائے أنّ کے وہ ان کے برعکس آتا ہے یعنی وہ ہمیشہ درمیان کلام آتا ہے۔ کبھی ان میں ما آتا ہے جو وہ انہیں عمل کرنے سے روک دیتا ہے۔ اس وقت افعال پر بھی داخل ہو جاتے ہیں۔ پس إنّ جملے کے معنی میں کوئی تبدیلی نہیں کرتا اور أنّ اپنے اسم و خبر کے ساتھ مفرد کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے جملہ کی جگہ میں إنّ کو لانا واجب ہو جاتا ہے۔ اور مفرد کی جگہ أنّ کو لانا واجب ہو جاتا ہے۔

ابتدائے کلام میں إنّ ہوگا اور اسم موصول کے بعد أنّ ہوگا۔ فاعل ہونے کی صورت میں مفعول بہ ہونے کی صورت میں مبتدا اور مضاف الیہ ہونے کی صورت میں أنّ لایا جائے گا۔ اہل عرب کہتے ہیں لولا کے بعد أنّ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مبتدا ہے اور لو کے بعد بھی أنّ ہوتا ہے کیونکہ یہ فاعل ہے اگر کسی مقام پر دو صورتیں ہوں تو وہاں دونوں امر جائز ہیں۔

Date:

لٰکِنَّ :

لکنّ، اِنّ مکسورہ کی طرح ہے اسی وجہ سے لامِ تاکید اِنّ مکسورہ کے ساتھ داخل ہوتا ہے۔ اَنّ مفتوحہ کے ساتھ داخل نہیں ہوتا۔

جب اسم اور اِن مکسورہ کے درمیان اسم و خبر کے درمیان کسی چیز کا فصل ہو اور لامِ تاکید کو داخل کرنا اس میں ضعف ہے اور اِنّ (مکسورہ) مخففہ ہو جاتا ہے تو اس صورت میں اس کو لامِ تاکید لازم ہو جاتا ہے اس کے عمل کو باطل کرنا جائز ہے اور اِنّ مکسورہ کو مبتدا کے افعال میں سے کسی فعل پر داخل کرنا جائز ہے۔

البتہ کوفیوں کا تعمیم میں اختلاف ہے۔ اور اَنّ (مفتوحہ بھی) مخففہ ہو جاتا ہے۔ پس وہ ضمیر شان مقدر میں عمل کرتا ہے۔ چنانچہ وہ مطلق جملوں پر داخل ہوتا ہے اسے ضمیر شان مقدر کے علاوہ میں عمل دلانا شاذ ہے اور لازم ہوتی ہے اَنّ مفتوحہ مخففہ کو فعل کے ساتھ سین یا سوف یا قد یا نفی میں لازم ہو جاتا ہے۔

کَأَنَّ :

کأنّ تشبیہ کے لیے ہے اور کبھی اسے مخففہ بھی بنایا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں لفظاً عمل باطل ہو جاتا ہے۔

لکنّ استدراک کے لیے آتا ہے، اور وہ ایسے دو کلاموں کے وسط میں آتا ہے جو مفہوم کے اعتبار سے مختلف ہوں لکنّ مخففہ بھی ہو جاتا ہے

Date:

میں وہ معطل ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ واو کو لانا جائز ہے۔

لیت :

لیت تمنی کے لیے آتا ہے اور امام فرّاء نے لیتَ زیداً قائماً کو جائز قرار دیا ہے۔ امام فرّاء کہتے ہیں لیت کے بعد دونوں اسموں کو مفعولیت کی بناء پر نصب دینے کو جائز قرار دیتے ہیں

لعلّ :

لعلّ ترجی کے لیے آتا ہے۔ اس کے بعد جر دینا شاذ ہے۔ لعلّ کے ذریعے اس کے مدخول کو جر دینا یہ قبیلہ عُقیل کی لغت ہے ان کے نزدیک لعلّ رُبّ کی طرح ہے۔ جیسے "لعلّ زیدٍ قائمٌ" میں لعلّ کا مدخول لفظاً مجرور اور محلاً مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔

حروف عاطفہ

حروف عاطفہ واو، فاء، ثُمَّ، حتّٰی، اَوْ، اِمّا، اَمْ، لا، بل، لٰکن ہیں

واو، فا، ثم، حتّٰی :

یہ جمع کے لیے آتے ہیں۔ واو مطلق جمع کے لیے آتی ہے۔ اس میں کوئی ترتیب نہیں ہوتی۔ فاء ترتیب کے لیے ہوتا ہے۔ ثُمّ بھی ترتیب کے لیے آتی ہے اور تراخی کے لیے آتا ہے۔ حتّٰی ترتیب اور تراخی کے لیے آتا ہے۔ لیکن حتّٰی میں تراخی کم اور ثم میں زیادہ ہوتی ہے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ حتّٰی کا معطوف اپنے متبوع یعنی معطوف علیہ کا جز ہوتا ہے۔ تاکہ قوت یا ضعف کا فائدہ دے۔

Date:

أو، إمّا، أم :

یہ دو مبہم چیزوں میں سے ایک کے لیے آتا ہے۔
ام کی دو اقسام ہیں۔ ام متصلہ اور منقطعہ۔

ام متصلہ:

(1) یہ ہمزہ استفہام کو مستلزم ہوتا ہے (2) دو برابر چیزوں میں سے ایک سے متصل ہو اور دوسری ہمزہ استفہام سے متصل ہو (3) متکلم کے نزدیک ایک ثابت ہو جس کو معین کرنے کے لیے سوال کرتا ہے۔
اسی وجہ سے اس کا جواب تعیین کے ذریعے ہوتا ہے نا کہ نعم یا لا کے ذریعے۔

ام منقطعہ:

یہ بل اور ہمزہ استفہام کی طرح ہے۔
معطوف علیہ سے پہلے إمّا لانا واجب ہے دوسرے معطوف إمّا کے ساتھ اور إمّا لانا جائز ہے او کے ساتھ بل کے ساتھ لا اور لکن کے ساتھ۔

حروف تنبیہ

حروف تنبیہ الا اور اما اور ھا ہیں۔ یہ مخاطب کو جگانے کے لیے آتے ہیں۔

حروف ندا

حروف ندا میں سے یا عام ہے أیا اور ھیا بعید کے لیے ہیں۔
أی اور ہمزہ قریب کے لیے ہیں۔

حروف ایجاب

حروف ایجاب نعم، بلی، إی، أجل، جیر، إنّ ہیں۔
نعم اپنے کلام سابق کو ثابت کرنے کے لیے ہوتا ہے۔

Date:

بلیٰ نفی کو ثابت کرنے کے ساتھ خاص ہے۔ اِی استفہام کے بعد اثبات کے لیے ہے اور اس کو قسم لازم ہوتی ہے اور اَجَلْ اور جَیْرِ اور اِنّ خبر دینے والے کی تصدیق کرنے کے لیے آتے ہیں۔

حروف زیادہ

اِنْ، اَنْ، مَا، لا، مِنْ، الباء، اور لام ہیں۔ "اِنْ" اکثر ما نافیہ کے ساتھ زائد ہوتا ہے۔ اور "مَا" مصدریہ اور لَمّا کے ساتھ زائد ہو کر کم استعمال ہوتا ہے۔ "اَنْ" لَمّا کے ساتھ اور لَوْ اور قسم کے درمیان اکثر زائد ہوتا ہے۔ "مَا" اِذا، مَتیٰ، اَیُّ، اَیْن اور اِن کے ساتھ زائد ہوتا ہے۔ جبکہ یہ کلمات شرط کے لیے ہوں۔